منفرد کوالٹی ۔ منفرد ذائقہ
شربت فولاد عرفانی ®
جسکا کوئی نہیں ثانی
63
سال سے لاکھوں کا آزمودہ
انٹرنیشنل سٹینڈرڈ آرگنائزیشن
سے تصدیق شدہ
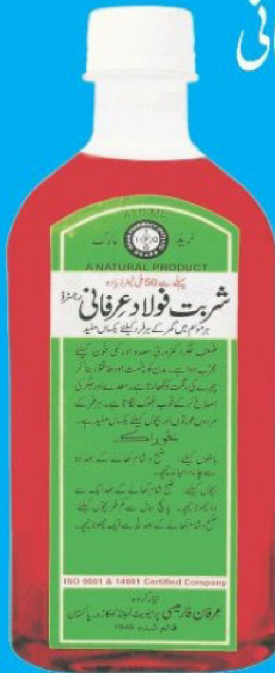
حضرت کرماں والا شریف کی روحانی، تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں کا ترجمان رسالہ

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت

ABC CERTIFIED

ماہنامہ

# مجلّہ حضرت کرماں والا شریف


## فیضانِ کرم

اعلیٰ حضرت، گنجِ کرم
پیر سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری
حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

باباجی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

باباجی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جانشینِ گنجِ کرم، شیخ المشائخ، باباجی
سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ




ہدیہ خاص نمبر 80 روپے

سالانہ فیس (عام ڈاک) 500 روپے



## ڈاک پتہ

مجلّہ "حضرت کرماں والا" جی۔ٹی روڈ اوکاڑہ

معلومات یا شکایت کی صورت میں رابطہ

0321-4471746

info@tayyabi.com



محمد سمیع اللہ نوری پبلشرز نے آصف شکیل پرنٹرز ساہیوال روڈ اوکاڑہ سے چھپوا کر جاری کیا۔

نمائندگان سے ماہنامہ مجلّہ حضرت کرماں والا حاصل کرنے کے لیے رابطہ کر سکتے ہیں۔

## ضلع قصور

حاجی شہزادہ محمد یونس طیبی، بلیئر 46 چک 0300-0436175
محمد اسد علی طیبیؔ، مولا پور چونیاں 0300-6546847
صوفی محمد یونس طیبیؔ، الہ آباد چونیاں 0300-8045717
محمد رمضان قادری، اڈا ھلہ 0301-4892580
حاجی محمد سلیم طیبی، حاجی محمد نعیم طیبی 03004579616/03004575616
حاجی منیر احمد طیبیؔ، بلیئر چک 46، چھوکی 0301-4767704
ڈاکٹر غلام حیدر، الہ آباد روڈ، چونیاں، 0302-6544702

## بھاولنگر

محمد افضال فیصل طیبیؔ، خادم آباد کالونی 0321-7007270
عبد الحفیظ غوری، ڈونگہ بونگہ 0306-4482397
غلام خالق طیبیؔ، ڈونگہ بونگہ 0342-7321624
حافظ شیر محمد طیبیؔ، ڈونگہ بونگہ 0306-6792786
پیر غلام محمد چوہان، چشتیاں شریف 0300-7540717
حافظ اعجاز اکرم طیبیؔ، ڈاھرانوالا 0300-3590919
ماسٹر غلام مصطفیٰ، ہارون آباد، 0301-7685477
محمد کامل علی طیبیؔ، چک کامل پورہ، 0300-7580219
اعجاز احمد انجم ایڈووکیٹ، ڈسٹرکٹ کورٹ 0300-9582038
محمد مظہر طیبیؔ، پنڈگمٹی، ڈونگہ بونگہ 0301-7274918

## میلسی ، بورے والا، وھاڑی

محمد طاہر غنی 0300-6875903
عبد الکریم زاہد (خادم مرکز محفل میلاد ساہوکا) 0302-7994116
اعجاز حسین طیبیؔ، چک نمبر 259، بستی نمبر ۳ 0302-6588959
محمد ساجد طیبیؔ، چک نمبر 259، ساجد ٹاؤن 0303-7844696
محمد عمران طیبیؔ (منشی بھٹے والا)، 0302-7990561
حاجی محمد بشیر طیبیؔ، شاہد آٹوز، چونگی نمبر 5، 0334-779632
شوکت علی نقشبندی منیاری والا، اڈا ماچھی وال 0304-1065690
محمد ذوالفقار طیبی، گگومنڈی 0307-4585243

## گوجرہ ضلع ٹوبہ

محمد ذیشان افضل طیبی، کوٹ عبدی خاں 0303-7076450
محمد عمیر احمد طیبیؔ، کچا گوجرہ 0333-7280299
ڈاکٹر مجاہد حسین طیبیؔ، پنسرہ روڈ گوجرہ 0306-6735363

## سیالکوٹ

طیبیؔ اسلامک پبلک سکول، باجڑہ گڑھی، 0321-6187792

## شیخوپورہ

محمد صابر طیبیؔ، محلّہ رسول پورہ، خالد سٹریٹ 0305-4959415

## ساھیوال

محمد احسان الحق طیبی، ہڑپہ اسٹیشن 0345-7434432
امان اللہ شان طیبی، چیچہ وطنی 0300-7247437

## ضلع بھاولپور

ملک سجاد حسین، انارکلی بازار حاصل پور 0305-2100054
حاجی غلام مصطفےٰ نقشبندی، منڈی یزمان 0346-8850659
چوہدری محمد سجاد طیبیؔ، خیر پور ٹامیوالی 0300-7850681

## خانیوال

محمد جمیل طیبیؔ (میاں چنوں) 0300-4070256
طالب حسین طیبیؔ (خانیوال) 0302-7814809

## لاھور

سمیع اللہ برکت طیبیؔ، کرماں والا بک شاپ 042-37249515

## عارف والا ، پاکپتن شریف

پیر سید عزیز اللہ شاہ صاحب چک 57ای بی 0301-7258076
ماسٹر احمد حسین جوئیہ، چک 35ای بی 0300-6948619
محمد نصر اللہ طیبی، چک 39ای بی 0340-0419139
محمد طارق سرور طیبیؔ، چک 52 بلوچاں والا، 0300-6941366
آصف علی طیبیؔ، محمدی چوک، 0304-6555668
محمد امجد نمبردار، چک 50/SP 0321-6538050
محمد آفتاب طیبی، چک شفیع 0343-2199255
راؤ محمد یونس طیبی، چک شفیع 0304-8331497

## اوکاڑہ ، بصیر پور ، دیپالپور

شیخ محمد لطف اللہ انجم نقشبندی، بصیر پور 0322-7022792
محمد اشرف وٹو طیبی، بصیر پور 0345-4857822
حاجی محمد عاشق طیبیؔ، تحصیل امیر دیپالپور 0300-7954818
حافظ محمد عثمان طیبیؔ 0321-5302421
حاجی محمد انور 0308-1453872

## گوجرانوالا

رانا محمد عرفان طیبیؔ، کسیرہ بازار نزد بلال حوزری 0303-3177294

**سندھ** محمد نعیم طیبیؔ، سانگھڑ روڈ نواب شاہ، 0301-7298134

**جھنگ** چوہدری محمد فاروق گجر طیبیؔ 0333-6745118

## راولپنڈی

شبیر حسین طیبیؔ، ایئرپورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی 0300-5566095

مکرمی جناب ________ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

مرکز رشد و ہدایت، سرچشمہ فیوض و برکات، منبع انوار و تجلیات

منعقد کیا جا رہا ہے۔ آپ اس دعوت نامہ کے ذریعے دیگر اہل محبت اور علاقہ بھر کے لوگوں کو لے کر قافلے کی صورت میں تشریف لا کر یادِ الٰہی سبحانہ وتعالیٰ اور ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تقویتِ روح و ایمان حاصل کریں۔

زیر نگرانی

مخدوم المشائخ، شہزادۂ گنج کرم حضرت

**پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری**

الداعی الی الخیر

جگر گوشہ جانشینِ گنج کرم، وارثِ کرم، قاسم میراثِ گنج کرم

**پیر سیّد شہر یار بخاری**

سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف

# اطلاعِ عام

## منجانب آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا

## اعلان منسوخی / لاتعلقی

ہر خاص و عام بالخصوص جملہ مریدین، عقیدت مندان اور وابستگان سلسلہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف (اوکاڑہ) کو آگاہ و مطلع کیا جاتا ہے کہ میرے والد گرامی بابا جی پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے باعث **مسمیان محمد رمضان طیبی فیصل آباد، نور احمد طیبی ساہیوال، ڈاکٹر عبدالرؤف لاہور، محمد شفیق پاکپتن شریف، محمد اشرف طیبی وہاڑی، انوار اللہ طیبی اوکاڑہ، کاظم علی سیالکوٹ، کامران حسین طیبی کراچی**، نے باہم مشورہ ہو کر بغیر تصدیق پرانی بے بنیاد اور جعلی آڈیوز تیار کر کے میرے جدّ امجد اعلیٰ حضرت کرماں والے ؒ کی عزت و ناموس کو نشانہ بناتے ہوئے ان کی آل اولاد، حقیقی ورثاء اور جانشین کی سوشل میڈیا پر کردار کشی، بے ادبی، گستاخی، شرانگیزی اور مجھ پر قاتلانہ حملہ کا ارتکاب کیا۔ بابا جی کے ذاتی کمرے (کچی کوٹھی) سے ان کی ذاتی قیمتی اشیاء و کاغذات (پاسپورٹ، شناختی کارڈ، نقد رقم، ڈالر، ATM کارڈ، موبائل فون، وغیرہ) کی چوری میں ملوث ہوئے۔ بابا جان کی ہسپتال علالت کے دوران اپنی ذاتی مرضی سے مختلف اضلاع میں دورے، اجلاس، بابا جی کی بیماری و قرضہ کے نام پر بھاری رقوم عطیہ کی وصولی اور متوازی نظام قائم کرتے ہوئے اپنی الگ تنظیم "طیبی فلاحی تنظیم" بنانے کا اعلان کیا۔ بارہا رابطہ اور ملاقات کی دعوت و کوشش کے باوجود ملنے سے مسلسل انکاری رہے۔ لہٰذا اب مزید بیلیوں میں تفرقہ، فساد اور بھاری رقوم بطور عطیہ، فنڈ، چندہ اکٹھا کرنے سے روکنے کیلئے متفقہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ان کی ہر تنظیمی و سلسلہ عالیہ کی ذمہ داریوں کو منسوخ، فارغ اور اعلان لاتعلقی کیا جاتا ہے۔ آئندہ حضرت کرماں والا شریف کا نام ذاتی مقاصد، مالی مفاد اور شرانگیزی کیلئے استعمال کرنے پر پابندی ہوگی اور سلسلہ حضرت کرماں والا شریف کے خانوادے اور تنظیم و تبلیغ سے ان کا کوئی تعلق واسطہ نہ ہوگا۔

والسلام الیٰ یوم القیام

شہر یار بخاری

**پیر سید شہر یار شاہ بخاری**

**سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف**

تاریخ: 03-02-2022

# اطلاعِ عام

## منجانب آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا

## نوٹس

**بنام** مسمیان محمد رمضان طیبی فیصل آباد، نور احمد طیبی ساہیوال، ڈاکٹر عبدالرؤف لاہور، محمد شفیق پاکپتن، منشی اشرف ولد محمد شفیع، محمد اشرف طیبی وہاڑی، مفتی انوار اللہ طیبی اوکاڑہ، کاظم علی سیالکوٹ، ذیشان شاہ کراچی، کامران حسین طیبی کراچی، محمد طارق صحرائی دربار شریف، غلام حسین ولد منشی اشرف دربار شریف

جملہ اشخاص بالا کو بذریعہ نوٹس ہذا آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ کو آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف (اوکاڑہ) کی تمام تر ذمہ داریوں سے معطل، لاتعلق اور ہٹا دیا گیا تھا اور اندر معیاد 7 یوم قبل ازیں مورخہ 2022-01-11 سے جملہ رسید بکس واپس اور جمع شدہ رقم کی تفصیل طلب کی گئی تھی لیکن ایک ماہ سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود آپ نے کوئی رابطہ یا کوئی رسید بک واپس نہیں کی اور مختلف حیلے بہانوں سے متوسلین و عوام الناس سے لنگر شریف، میلاد پاک، عرس پاک، بابا جی کے علاج و قرضہ، ختم پاک، نذرانہ عطیہ، رضا کارانہ کے نام پر بھاری رقوم اکٹھی کر چکے ہیں اور اپنی ذاتی جیب اور عیاشیوں پر خرچ کر رہے ہیں۔ لہٰذا آپ کو آخری دفعہ تنبیہ کی جارہی ہے کہ فی الفور آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالا شریف کے مقاصد یا نام پر بیلیوں و عقیدت مندان سے ہر قسم کی رقم، عطیہ، چندہ، نذرانہ اکٹھا کرنے اور سلسلہ عالیہ کا نام استعمال کرنے سے باز آجائیں۔ اور رسید بکس حساب وغیرہ فوری واپس جمع کروادیں۔ مزید برآں جملہ بیلی بھی ان لوگوں سے آگاہ و ہوشیار رہیں۔ اور ان سے کسی قسم کا بھی تعلق واسطہ نہ رکھیں۔ جبکہ مزید تفصیل و تصدیق کے لیے آستانہ عالیہ سے براہ راست رجوع کریں۔ **شکریہ**

والسلام الی یوم القیام

شہریار بخاری

**پیر سید شہریار شاہ بخاری**

**سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف**

**تاریخ: 06-02-2022**

# اطلاعِ عام

## منجانب آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا

### اطلاع عام

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مسمیان **محمد رمضان (فیصل آباد) نور احمد شیخ (ساہیوال) ڈاکٹر عبدالرؤف (لاہور) محمد فیاض ساھوواڑی (لاہور) محمد شفیق (پاکپتن) منشی اشرف ولد محمد شفیع (اٹک) محمد اشرف رحمانی (وہاڑی) مفتی انوار اللہ (اوکاڑہ) کاظم علی (سیالکوٹ) ذیشان شاہ (کراچی) کامران شاہ (کراچی) محمد طارق صحرائی (بھکر) غلام حسین ولد منشی اشرف (اوکاڑہ)** وغیرہ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف (اوکاڑہ) سے اپنا تعلق اور شناخت ظاہر کر کے مریدین و بیلیوں اور عقیدت مندان سے **عرس پاک، لنگر شریف، میلاد شریف وغیرہ کے نام پر نذرانہ، حصہ، چندہ یا عطیہ وغیرہ** اعلان لاتعلقی کے باوجود جمع کرنے سے باز نہیں آرہے۔ پہلے کی طرح اپنے مفادات، ذاتی جیب اور عیاشیوں کے لیے مسلسل بھاری رقوم اکٹھی کر رہے ہیں۔ مختلف بنک اکاؤنٹ نمبر استعمال کر رہے ہیں۔ دوبار تحریری نوٹس کے باوجود ابھی تک رسید بکس اور بابا جی میر طیب علی شاہ بخاریؒ کا ذاتی و مسجد نور (چھٹی) لاہور سے چوری شدہ قیمتی سامان و ضروری کاغذات واپس نہیں کیے اور سلسلہ عالیہ کے خلاف شرپسندی، جعلی آڈیوز، پراپیگنڈا، سوشل میڈیا پر کردار کشی، بے ادبی، گستاخی اور شرانگیزی کر رہے ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں سے آگاہ اور ہوشیار رہیں اور ان سے کسی قسم کا بھی تعلق واسطہ نہ رکھیں اور کوئی رقم یا سامان وغیرہ عطیہ نہ کریں۔ ہر قسم کی تفصیل، تصدیق کے لیے آستانہ عالیہ سے براہِ راست رجوع کریں۔ شکریہ

والسلام الیٰ یوم القیام

مورخہ: 15 Feb 2022 9:16 pm

(دستخط) شہریار بخاری

خادم سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

پیر سید شہریار بخاری

سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف

# اطلاعِ عام

## منجانب آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف** کی ملک بھر میں موجود تنظیمی، تبلیغی، تربیتی اور رضا کارانہ نظام کے جملہ عہدیداران و ذمہ داران (ضلعی و تحصیل خادم، نگران، امیران) نئے تقرر و تبدیلی کے ساتھ موثر اور فعال ہونے کا حکم جاری کرتا ہوں **(ماسوائے ان افراد کے جن کو آستانہ عالیہ کی بدنامی، بے ادبی، تنظیمی نظم وضبط کی خلاف ورزی، شرپسندی، تخریبی سرگرمیوں اور مالی بدعنوانیوں پر فارغ و معطل کیا گیا)**۔ جملہ ذمہ داران وعہدیداران سالانہ عرس مبارک وختم چہلم بابا جی پیر سید میر طیب علی شاہ بخاریؒ مورخہ 28-27 فروری 2022ء میں بھرپور شرکت کی تیاری کریں، بیلیوں کو دعوت عام اور تشہیر و تبلیغ کریں۔ مراکز محافل میلاد کو فعال اور بکثرت درود و سلام کا اہتمام کریں، مرکز و دربار شریف سے براہ راست رابطہ رکھیں۔ اللہ کریم بطفیل نبی کریم ﷺ دنیا و آخرت میں سب بیلیوں کی خیر فرمائیں۔

**والسلام الیٰ یوم القیام**

(1)

شہریار بخاری

خادم سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

پیر سید شہریار بخاری

سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف

مورخہ: 15, Feb, 2022
9:15 pm

# تنظیمی ذمہ داران

## آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا

## زیر سرپرستی

مخدوم المشائخ، حضرت پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی

## زیر قیادت و نگرانی

پیر سیّد شہریار شاہ بخاری مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف

### مرکزی رابطہ کار

محمد سمیع اللہ نوری طیبی

0321-4471746

### ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع لاہور

پیر ملک محمد اسلم طیبی 0300-9441787 — محمد طاہر سکھیرا 0302-0407592 — فتح محمد طیبی 0321-4127540

### نگران ٹاؤن ضلع لاہور

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| راجہ داؤد جاوید طیبی | عزیز بھٹی ٹاؤن | 0321-7888817 | پیر عطاء اللہ طیبی | نشتر ٹاؤن | 0322-4920685 |
| پیر غلام مرتضیٰ طیبی | شالیمار ٹاؤن | 0323-4339484 | ظاہر سکھیرا طیبی | واہگہ ٹاؤن | 0333-4701737 |
| فتح اللہ مفتی | داتا گنج بخش ٹاؤن | 0300-4860823 | عدنان سکھیرا طیبی | علامہ اقبال ٹاؤن | 0322-4880818 |
| ملک مدثر طیبی | سمن آباد ٹاؤن | 0302-4102621 | جنید تجمل | راوی ٹاؤن | 0335-4385033 |
| گلزار احمد طیبی | رائے ونڈ روڈ | 0321-4906411 | فتح محمد طیبی | گلبرگ ٹاؤن | 0321-4127540 |

### ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع بہاولنگر

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| پیر محمد افضل باجوہ طیبی | سٹی بہاولنگر | 0300-7925643 | پیر حافظ نعمت اللہ طیبی | فقیروالی | 0302-7446689 |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| محمد حنیف وٹو طیبی | ڈونگہ بونگہ | 0305-7702735 | پیر قاری مدثر حسین طیبی | ہارون آباد | 0301-7913089 |
| حافظ محمد اعجاز اکرم طیبی | چشتیاں شریف | 0300-3590919 | ڈاکٹر غلام سرور طیبی | ڈاھرانوالا | 0301-7674727 |
| ماسٹر رحمت اللہ طیبی | منچن آباد | 0303-5976895 | حاجی غلام رسول طیبی | فورٹ عباس | 0302-7548078 |

## ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع پاکپتن

| | | |
|---|---|---|
| پیر محمد علی شاکر 0307-6374030 | پیر عبدالودود طیبی 0322-7840627 | ڈاکٹر شوکت سکھیرا 03041598651 |

## ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع وھاڑی

| | | |
|---|---|---|
| پیر شفقت طیبی 0301-79952 | پیر فتح اللہ طیبی 0306-6909760 | محمد طاہر غنی 0300-6875903 |

## ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع ساہیوال

| | |
|---|---|
| پیر رحمت اللہ طیبی 0301-6915507 | پیر احسان الحق طیبی 0345-7434432, 0302-7965431 |

| | | |
|---|---|---|
| محمد ذیشان افضل طیبی، کوٹ عبدی خاں | گوجرہ ضلع ٹوبہ | 0303-7076450 |
| چوہدری محمد فاروق گجر طیبی | جھنگ | 0333-6745118 |
| ملک اشفاق احمد | فیصل آباد | 0322-6233239 |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| پیر محمد دین طیبی | لیہ بکھر | 0321-4509712 |
| پیر محمد حفیظ احمد طیبی | ڈیرہ اسماعیل خان، گجرات | 0302-6271085, 0346-0461385 |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| پیر گلزار احمد طیبی | بہاولپور | 0306-7241553, 0346-1705325 |
| رانا لقمان طیبی | لودھراں | 0309-9000183 |
| پیر محمد احسان طیبی | ملتان شریف | 0301-6915507 |
| اسد اللہ سلیم طیبی | اسلام آباد | 0300-4672459 |
| سردار فتح اللہ ڈوگر طیبی | شیخوپورہ | 0301-4362377 , 0346-6322910 |
| رانا محمد عرفان طیبی | گوجرانوالا | 0303-3177294 , 0322-5639103 |

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
اہم اطلاع
شیخ المشائخ، باباجی
رحمۃ اللہ علیہ
سیّد میر طیب علی شاہ بخاری
کا محبوب کام اور پیغام
محفل میلاد پاک
ہر پیر وار
بعد
نماز عشاء
Like
/Hazratkarmanwala
/Babajee.karmanwala
بمقام
مزارِ پُرانوار باباجی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری
آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا
جگر گوشۂ جانشینِ گنجِ کرم، وارثِ کرم، قاسمِ میراثِ گنجِ کرم
الداعی
پیر سیّد شہریار بخاری
سجادہ نشین
حضرت کرماں والا شریف

# فہرست مضامین


| | | | |
|---|---|---|---|
| 01 | حمدِ باری تعالیٰ | پروفیسر رضاء اللہ حیدر | 12 |
| 02 | نعت شریف | ڈاکٹر شجاع الرحمٰن | 12 |
| 03 | منقبت (سوہنا طیّب میر بخاریؒ اے) | محمد اکرم قلندری | 13 |
| 04 | منقبت (اندھیروں میں شمس وقمر میر طیبؒ) | محمد عثمان غنی خیال فریدی | 14 |
| 05 | منقبت (بھانویں جگ وِچ دِیوے لکھ) | عاجز علی عاجز | 15 |
| 06 | صرف ایک شرط ہے۔۔ (دیدہ بینا) | ثناء اللہ طیّبی مجددی نقشبندی | 16 |
| 07 | باباجی سیّد میر طیب علیؒ شاہ بخاری (حیات پاک) | ثناء اللہ طیّبی مجددی نقشبندی | 19 |
| 08 | تصرفات وکرامات باباجی حضورؒ | ایضاً | 77 |
| 09 | تعزیتی گفتگو بر موقع ختم قل خوانی | باباجی سیّد صمصام علی شاہ بخاری | 120 |
| 10 | خصوصی دعا بر موقع ختم قل خوانی | حضرت میاں محمد ابوبکر شرقپوری | 128 |
| 11 | سجادہ نشین سے وابستگی اور تجدید بیعت | ازراہِ طریقت | 132 |
| 12 | سیاسی وسماجی شخصیات کی تعزیتی ملاقات | قومی اخبارات | 135 |
| 13 | تعزیت وابستگانِ حضرت کرماں والےؒ | شعبہ نشر واشاعت | 137 |
| 14 | فارسی دعا فرمودہ حضرت کرماں والےؒ | شعبہ نشر واشاعت | 140 |
| 15 | شجرۂ طریقت سلسلہ نقشبندیہ | شعبہ نشر واشاعت | 144 |


نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

## حمدِ باری تعالیٰ

کیا دیکھئے، کیا سوچئے، کیا کیجیے اظہار
ہر ذرہ ہے تری تخلیق کا شاہکار
اللہ کے اک لفظ کا فیضان ہیں سارے
اس ارض وسماوات میں پھیلے ہوئے انوار
تو چاہے تو قطرے میں سمندر کو سمودے
تو چاہے تو لمحات میں گزریں کئی ادّوار
احبار پڑے رہتے ہیں سجدوں میں شب وروز
ہر لحظہ ترے ذکر میں مشغول ہیں ابرار
آنکھیں کبھی ادراک ترا کر نہیں سکتیں
ہاں جنت فردوس میں ہو گا ترا دیدار
اب شرک نہیں زیبا کسی فرد بشر کو
میثاق میں کر آئے تھے توحید کا اقرار
کہتے ہوئے اللہ احد عمر گزاری
سب جھوٹے خداؤں سے رضؔا ہو گیا بیزار

☆ پروفیسر رضاء اللہ حیدر
اوکاڑا

## نعتِ رسول مقبول ﷺ

رحم ہو، رحم ہو، رحم یا محمد ﷺ
ہے رحمت لقب، آپ کا یا محمد ﷺ
مِری جاں بھی، جو کچھ ہے میرا جہاں میں
یہ سب کچھ ہے، سب آپ کا یا محمد ﷺ
ہیں دیتے نہیں، بددعا دشمنوں کو
عجب ظرف ہے، آپ کا یا محمد ﷺ
کہ رب بخش دے گا اُسی وقت مجھ کو
وسیلہ ہو جب آپ کا یا محمد ﷺ
میں ہوں مضطرب جلد پہنچوں مدینے
کرم ہو گا کب آپ کا یا محمد ﷺ
مجھے بخش دیجئے نواسوں کا صدقہ
کرم اَب ہو اَب آپ کا یا محمد ﷺ
بچا لیں شجاؔع کو خدا کے غضب سے
نہ دیکھے غضب آپ کا یا محمد ﷺ

☆ ڈاکٹر محمد شجاع الرحمٰن
اوکاڑا

## منقبت بحضور

زینت السادات نور السادات فخر السادات فخر المشائخ پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت پیر سید

# باباجی میر طیبؒ علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مینوں جان توں پیارا سوہنا طیبؒ رحمۃ اللہ علیہ میر بخاری اے
آپ دے در دے لکھاں منگتے فیض آپ دا جاری اے

جہڑا آپ دے در تے آوے اوہ تے کدی نہ خالی جاوے
ہر اک دے نال پیار ایہہ کر دے عاشق دنیا ساری اے

مرشد کرماں والے پیارے اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ دی اکھ دے تارے
کئیاں دی ڈبدی ہوئی بیڑی اینہاں پار اتاری اے

میرا مرشد سب توں سوہنا اس دے ورگا کوئی نئیں ہونا
میری وگڑی ہوئی قسمت مرشد خوب سنواری اے

طیبؒ رحمۃ اللہ علیہ پیر توں صدقے جاواں ہر دم آپ دی خیر مناواں
میں نوکر ہاں ایسے در دا گل پٹہ درباری اے

فیضاں دے مینہ ورہدے رہندے مرشد جھولیاں بھردے رہندے
آپ دا ایسا خلق قلندری خلقت صدقے واری اے

محمد اکرم قلندری

# منقبت بحضور شیخ المشائخ

# بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اندھیروں میں شمس و قمر میر طیب رحمۃ اللہ علیہ
وہاں روشنی ہے جدھر میر طیّب رحمۃ اللہ علیہ

تُو آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو ابنِ علی رضی اللہ عنہ ہے
تِری ذات ہے معتبر میر طیّب رحمۃ اللہ علیہ

ترِا فیض بٹتا ہے کون و مکاں میں
اے گنجِ کرم کے پِسر میر طیب رحمۃ اللہ علیہ

وہ شمشیرِ حیدر تھا باطل کے آگے
جیا شیر بن کر نڈر میر طیّب رحمۃ اللہ علیہ

بھنور میں پھنسی ہے یہ کشتی ہماری
ذرا جلد لینا خبر میر طیّب رحمۃ اللہ علیہ

غلاموں کو تڑپا رہی ہے اے مرشد
تِری یاد شام و سحر میر طیّب رحمۃ اللہ علیہ

رہوں میں بھی تا عمر دربان بن کر
اجازت مجھے دے اگر میر طیّب رحمۃ اللہ علیہ

مِرے دادا مرشد کے نورِ نظر ہو
غنی پر بھی ہو اِک نظر میر طیّب رحمۃ اللہ علیہ

محمد عثمان غنی خیال فریدی

# بھانویں جگ وِچ دیوے لکھ بلدے

بھانویں جگ وچ دیوے لکھ بلدے سانوں سجناں باجھ ہنیرا اے
دل بھریا دکھاں درداں دا ہُن اس دا دردی کیہڑا اے

چن چڑھدے رہن گئے راتاں نوں تارے وی چمکاں مارن گے
اوہ چادر تان کے جا لکیا سیو چن ماہی جو میرا اے

توں شیر محمد دا پیارا توں لاڈلا شاہ مردان دا ایں
توں تے نور خاتونِ جنت دا تیرا رتبہ بہت اُچیرا اے

سسی وانگ نمانی سوں گئی آں سجناں نے مہاراں چاء لیاں
ہن ڈھونڈدی چارے کُوٹ پھراں کتھے سوہنیا لا لیا ڈیرا اے

رکھیں نظر کرم دی عاجز تے شاہا توں کرماں والا ایں
میں حالوں آن بے حال ہوئی دُکھاں درداں پا لیا گھیرا اے

## دیدہ بینا

گلی میں اچانک دروازہ کھلا ـــــ شور بلند ہوا ـــــ گزرنے والے بھی رُک گئے ـــــ وہ کوئی آٹھ نو سال کا بچہ تھا ـــــ اُس کی ماں سخت خفا تھی ـــــ اُسے سختی سے جھنجوڑ رہی تھی ـــــ دوہتڑ مار رہی تھی ـــــ سخت سست بول رہی تھی ـــــ ''تم میری بات نہیں سنتے ـــــ میرا کہنا نہیں مانتے ـــــ کوئی کام نہیں کرتے ـــــ چلے جاؤ یہاں سے ـــــ اب لوٹ کے واپس نہ آنا'' ـــــ یہ کہتے ہوئے ماں نے بچے کو دھکا دیا تو وہ گھر سے باہر آ گیا ـــــ ماں نے دروازہ زور سے بند کر دیا ـــــ اندر سے کُنڈی بھی لگا لی ـــــ بچہ مسلسل رو رہا تھا ـــــ ہچکیاں لے رہا تھا ـــــ راہ گیر بھی یہ سب دیکھنے کے بعد اپنے راستے چلے گئے ـــــ بچہ کچھ دیر روتا رہا ـــــ پھر اُٹھا اور ایک طرف کچھ سوچتا ہوا چل پڑا ـــــ گلی کے موڑ پر پہنچ گیا تو وہاں ٹھہر گیا ـــــ کافی دیر تک کھڑا رہا ـــــ اور پھر دوبارہ کچھ سوچ کر واپس چل پڑا ـــــ چلتے چلتے پھر اپنے گھر کے سامنے آ گیا اور کچھ دیر مزید روتا رہا ـــــ پھر گھر کے بند دروازے کے ساتھ ٹیک لگائی ـــــ تھکا ہوا تھا اور روتا بھی رہا تھا ـــــ دہلیز پر سر رکھا تو نیند آ گئی ـــــ اُسی حالت میں سو گیا ـــــ کافی دیر کے بعد اُس کی ماں نے کسی کام سے دروازہ کھولا ـــــ دیکھا کہ بیٹا دہلیز پر سر رکھے ہوئے سو رہا ہے ـــــ ماں کا غصہ ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا تھا ـــــ پھر ناراضگی سے سخت لہجے میں

بولنے لگی ـــــ چلا جا یہاں سے ـــــ دور ہو جا میری نظروں سے ـــــ بچہ ڈر کے مارے پھر کھڑا ہو گیا ـــــ آنکھوں میں آنسو آ گئے ـــــ ماں کی ڈانٹ ڈپٹ سن کر روتے ہوئے بولا ـــــ اماں! جب تُو نے مجھے گھر سے دھتکار دیا تھا ـــــ میں نے بھی سوچ لیا تھا کہ اب میں چلا جاؤں گا ـــــ بھوکا رہ لوں گا یا مانگ کر کھا لوں گا ـــــ مگر واپس گھر نہیں آؤں گا ـــــ اماں! پھر میں نے یہ بھی سوچا کہ کسی کے گھر نوکر بن جاؤں گا ـــــ کوئی تو مجھے جگہ دے ہی دے گا ـــــ کھانا بھی مل جائے گا ـــــ اماں! یہی سوچ کر میں گلی کے موڑ تک چلا گیا تھا ـــــ لیکن پھر مجھے خیال آیا ـــــ دنیا کی ساری نعمتیں مجھے واقعی مل جائیں گی ـــــ لیکن میری ماں مجھے جو محبت دے سکتی ہے ـــــ یہ محبت تو مجھے کہیں بھی نہیں مل سکتی ـــــ بس اماں! یہی سوچ کر میں واپس آ گیا ہوں ـــــ میں اب اِسی دَر پر پڑا رہوں گا ـــــ تُو مجھے مارے یا دھکے دے ـــــ میں کہیں نہیں جاؤں گا ـــــ گھر سے باہر پڑا رہوں گا ـــــ مجھے روٹی نہیں چاہیے بس آپ کا پیار چاہیے ـــــ اب ماں تو ماں تھی ـــــ بچے کی یہ باتیں سن کر تڑپ اُٹھی ـــــ ماں کی ممتا جوش میں آئی اور لپک کر بچے کو سینے سے لگایا ـــــ کہنے لگی کہ اگر تیرے دل میں یہی کیفیت ہے ـــــ تو میرے گھر کا دروازہ بھی تجھ پر بند نہیں تھا ـــــ میرا دل بھی تجھ پر ہی نچھاور و نثار ہے ـــــ تجھ سے بڑھ کر مجھے بھلا کس سے پیار ہے! ـــــ قارئین محترم! ـــــ یہ کوئی افسانوی بات نہیں ہے ـــــ یہ واقعہ بیان کرنے والا بہت بڑا عالم اور فقیہہ ہے ـــــ میں نے یہ واقعہ اِس لیے نقل کیا ہے کہ ایک ماں کی محبت کو ماپنا انتہائی مشکل ہے ـــــ پھر آخر کیوں لوگ اللہ اور اللہ والوں کی محبت کو ماں کی محبت سے بھی کم سمجھنے لگتے ہیں؟ ـــــ جب کہ اللہ کریم فرماتا ہے کہ دنیاوی ماں کی محبت سے ستر گُنا زیادہ محبت مجھے اپنے بندے کے ساتھ ہے ـــــ ایک حدیث کا مفہوم ہے ـــــ اگر کوئی شخص کسی سے کہہ دے کہ اللہ کریم تمہاری غلطی کبھی معاف نہیں کرے گا ـــــ تو وہ کریم ذات جلال میں آ جاتی ہے ـــــ اور حکم ہوتا ہے کہ غلطی

کرنے والے کو معافی دی جاتی ہے —— اور جو میری رحمت کو محدود کر رہا ہے، اُسے عذاب ملے گا —— مرشد اپنے مرید سے جو محبت کرتا ہے —— وہ عنایتِ الٰہی سے سرفراز اور ہویدا ہوتی ہے —— مرشد کی محبت کو بھی اپنے دنیاوی حسد، بغض، عداوت اور نفرت کے ترازو پر تولنے والے سراسر کم عقل اور بے وقوف ہیں —— صرف اور صرف ایک ہی ضابطہ اور قانون ہے —— بندہ بے ادب، گستاخ یا بدعقیدہ نہ ہو —— جہاں مرضی چلا جائے —— بس یاد قائم رکھے —— دل کا رابطہ رہے —— کبھی نہ کبھی محبت جوش مارتی ہے —— پھر سے رَبط ہو جاتا ہے —— حضور شیخ المشائخ، بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پُر ملال سے قبل بعض ماورائے فہم معاملات ہوئے —— کچھ کم فہم ادراک نہیں کر پائے —— نامناسب روّیہ اختیار کر لیا —— پیر جی سیّد شہریار بخاری مدظلہٗ العالی تو صاف ظاہر ہے —— کہ وارثِ کرم ہیں —— وہ تو قاسمِ کرم ہیں —— بابا جی حضور کے جانشین اور صاحبزادے ہیں —— آپ کی طرف سے نرمی، معاملہ فہمی اور درگزر کا دروازہ مسلسل کھلا ہوا ہے —— ہاں! سورۃ حجرات پڑھ کر دیکھ لو —— شرط صرف ایک ہے کہ گستاخ و بے ادب نہ ہو —— معافی عام ہے ——

والسلام الیٰ یوم القیام

ثناء اللہ

پیر ثناء اللہ طیّبی
مجددی نقشبندی
ایڈیٹر
ماہنامہ "مجلّہ حضرت کرماں والا"

حضور شیخ المشائخ، فخر و نازِ گنجِ کرم، جانشینِ گنجِ کرم، اِمام و پیشوائے سلسلہ عالیہ طیّبیہ

**شیخ المحبین رسول ﷺ، امام العاشقینِ میلاد**

# بابا جی سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری

## بابا جی حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

حضور شیخ المشائخ صرف ایک ہستی نہیں بلکہ عشقِ رسالت مآب ﷺ کا بھرپور سنہرا باب ہیں۔ آپ کا وجودِ مسعود، عشاقِ رسول ﷺ میں بمثل پارس جگمگاتا رہا۔ جس پر ایک نظر ڈالی، وہ بھی نبی کریم ﷺ کی محبت سے سرشار ہو گیا۔ آپ کی حیاتِ مطہرہ اولیائے متقدمین کی طرح بیحد متبرک اور لائقِ مطالعہ ہے۔ چلیے! اِس تحریر سے ہم حضور شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ کی یادیں تازہ کرتے ہیں اور اپنے ایمان کو عظیم روحانیت سے روشن و منور کرتے ہیں۔

**از قلم**

**ثناء اللہ طیّبی**

مجددی نقشبندی

**روٹیاں** پکانے والی بھٹی کے نیچے آگ سسک سسک کر سلگ رہی تھی --- آگ جلانے پر مقرر بی بی اپنی سی کوشش کر رہی تھی مگر آگ کی تپش آج ایسی مدھم پڑی ہوئی تھی کہ کچھ نہیں بن پا رہا تھا--- آٹے کے پیڑے بنا کر بھٹ پر ڈالنے والی بیبیاں بھی حیران ہو

رہی تھیں کہ آج آگ اتنی بجھی بجھی سی کیوں ہے! --- ایک اور بات عجیب تھی کہ سب کے نزدیک انتہائی احترام کے لائق، سیّدہ اماں جی کی آنکھوں سے جیسے اشکوں کا اِک دریا بہہ رہا تھا --- ماہِ رمضان کا برکتوں سے بھرپور مہینہ اپنے پورے جوبن پر تھا اور سحری کا وقت دبے پاؤں گذرتا چلا جا رہا تھا۔ آخری شب کے ٹمٹماتے ہوئے ستارے بھی ایک ایک کر کے بجھتے چلے جا رہے تھے۔ سکوت پہلے بھی اپنے تمام تر نازِ انداز کے ساتھ کرم سے لبریز اِس گاؤں ''کرموں والا'' کی گلیوں میں پڑا رہتا تھا مگر آج تو ہوا بھی شور کیے بغیر دبے پاؤں چل رہی تھی۔

اماں جی، آج اتنا دھواں تو نہیں ہے پھر بھی آپ کی آنکھوں میں اتنا پانی کیوں آ رہا ہے؟ آٹے کا پیڑا بناتے ہوئے ایک بی بی نے بالآخر ہمت کر کے پوچھ ہی لیا۔

شاید آج آگ جل نہیں پا رہی، ہوسکتا ہے لکڑیاں گیلی ہوں۔ سیّدہ اماں جی نے روٹی پلٹتے ہوئے کسی طرف دیکھے بغیر جواب دے دیا۔ ساری بیبیوں نے حیرت سے لکڑیوں کی طرف دیکھا جو گیلی نہیں تھیں مگر یہ بھی حقیقت تھی کہ آج آگ اُس طرح نہیں جل رہی تھی جیسا کہ روزانہ جلتی اور روٹیاں تیزی سے پکتی چلی جاتیں۔

بہرحال حیرانی آمیز پریشانی میں بیبیاں روٹیاں پکاتی رہیں اور اماں جی کے آنسو بھی نہیں تھمے۔ جب لنگر تیار ہوا اور باہر درویشوں کی طرف بھجوا دیا گیا تو بیبیوں نے بھی سحری شروع کی مگر اماں جی ابھی تک خاموش تھیں اور سحری میں بھی پانی کے چند گھونٹ پی کر روزہ رکھ لیا۔ یہ بات ہر ایک بی بی کے لیے فکر کا باعث تھی مگر اب کسی میں ہمت نہیں تھی کہ مزید کچھ پوچھ سکیں۔ چونکہ آج رمضان کے مہینے کا جمعۃ المبارک تھا، اِس لیے ہر ایک نے اپنی توجہ دنوں کے سردار کی برکتیں حاصل کرنے کی طرف لگا دی۔ کرموں والا گاؤں کی قسمت کے سرتاج اور درویشوں کے شیخِ طریقت ''حضرت صاحب کرماں والے'' نے اپنی سادہ سادہ مگر دل موہ لینے والی باتوں کے ساتھ عظیم اسرار و رموز بیان کیے اور آخر میں اُن کے غم میں ڈوبے لفظ کانوں میں اُترنے لگے، ''بیلیو! رات پیر جی سیّد میر طیب رب کریم کے پاس چلے گئے، جمعہ کے بعد اُن کی

نمازِ جنازہ پڑھنی ہے“

یہ لفظ جیسے ہی سماعتوں میں اُترے، مسجد اور خانقاہ سسکیوں سے گونج اُٹھی۔ آنسو تھے کہ رُک ہی نہیں رہے تھے۔ کچھ بیلی تو فرطِ جذبات سے تڑپ اُٹھے۔ وہ کہہ رہے تھے، ہائے! ہمارا لاڈلا پیر ہمیں چھوڑ کر چلا گیا اور ہم آرام سے سحری کا کھانا کھاتے رہے! کچھ نے غم کی شدت سے مغلوب ہو کر اپنا دُکھ اپنے مرشد کی بارگاہ میں جا پیش کیا تو پیار کے اُس عظیم سمندر نے جیسے ساری کائنات کی مٹھاس کو اپنے لفظوں میں سموتے ہوئے فرمایا، بیلیو! رات بتا دیتے تو آپ سب نے ٹھیک سے سحری کا کھانا نہیں کھانا تھا، اِس لیے نہیں بتایا۔ یہی وہ ساعت تھی، یہی وہ لمحہ تھا جب آسمان نے بھی حیرت سے اپنی وسعتوں کو بے مایہ ہوتے دیکھا، یہ وہ پیار تھا جو ماں بھی اپنے بچے سے نہیں کر پاتی مگر یہ ہستی کیسے کریمانہ انداز میں اپنے بیلیوں پر نثار ہے!

مادرزاد ولی اللہ، پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری کے وصال کی خبر حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ تک بھی پہنچ گئی۔ انہوں نے جب اپنے عظیم المرتبت مرید شاہ جی کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کو اِس قدر رنجیدہ دیکھا تو ارشاد فرمایا، شاہ جی! فکر نہ کریں، اللہ کریم بہتر فرزند عطاء کر دیں گے۔

پھر اللہ کریم نے سیّد الاولیاء پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری کی صورت میں کمال بیٹا عطاء کیا۔ جیسے جیسے وقت گذرا، لوگوں نے سوچا کہ یہ میاں صاحب سرکار مرشد کی دعا ہیں اور یقیناً ایسا صاف محسوس ہوتا تھا مگر پھر کچھ وقت گذرا اور پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک ایسا فرزندِ ارجمند پیدا ہوا کہ جن کا نامِ نامی، اسمِ گرامی، اپنے تایا جان کے نام پر ”سیّد میر طیب علی شاہ بخاری“ ہی رکھا گیا اور آج زمانہ یہ بات بیک زبان تسلیم کر رہا ہے کہ یقیناً پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری بھی کمال شان و عظمت کے حامل تھے مگر ایسے لگتا ہے کہ یہ پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری درحقیقت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی اصل تکمیل ہیں۔

ooo

# ولادتِ باسعادت

شیخ المشائخ، بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت ماہ ذی القعدۃ، جمعرات کے دن بتاریخ 14 جنوری 1971ء، لاہور میں گنجِ کرم حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب جگر گوشہ، سیّدالاولیاء، بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔

آپ کی ولادت باسعادت کے وقت حاضر و موجود خاتون ارشاد بی بی (جو کہ حضور شیخ المشائخ کی والدہ ماجدہ کی خاص خدمت گذار تھیں اور بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیٹی فرمایا کرتے تھے) بیان کرتی ہیں کہ شیخ المشائخ، بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری کی پیدائش عام بچوں کی طرح نہیں ہوئی۔ آپ کی ولادت تمام تر دنیاوی مسائل و تکالیف کے بغیر ہوئی تھی۔ مزید بتاتی ہیں کہ خاتون ڈاکٹر کے خیال میں معمول کی دیکھ بھال کا معاملہ تھا مگر اُس وقت وہ بیحد حیران رہ گئی جب بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت خاتون ڈاکٹر کے اندازوں سے قبل اور بغیر کسی تکلیف یا پریشانی ہوئی، حتیٰ کہ خاتون ڈاکٹر بھی معترف ہوگئی کہ نومولود یقیناً کسی خاص انعام اور کرم سے مالامال ہے۔

محترمہ اِرشاد بی بی بیان کرتی ہے کہ جب بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مبارک ہوئی تو سب پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے ہر ایک پر رعب و دبدبہ طاری ہوگیا۔ یہ سب کچھ بالکل غیر معمولی اور بہت زیادہ ممتاز تھا۔ چنانچہ یہ فی الفور بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری سیّدالاولیاء کی خدمتِ اقدس کی طرف روانہ ہوگئی کہ سب سے پہلے آپ کو یہ خوشخبری سنادوں کیونکہ شیخ المشائخ بابا جی کی ولادتِ باسعادت، حضور سیّدالاولیاء بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی اولاد یعنی مخدوم المشائخ بابا جی سیّد صمصام علی شاہ بخاری کی پیدائش کے تقریباً پانچ سال کے بعد ہوئی تھی، لہذا بہت زیادہ خوشی کی بات تھی۔ جب یہ بابا جی

سیّدعثمان علی شاہ بخاری صاحب کے پاس پہنچی تو آپ دھوپ میں بیٹھ کر مطالعہ فرما رہے تھے۔ اِس نے جب بابا جی سیّدعثمان علی شاہ بخاری کو یہ خبر سنائی تو آپ بھی حیرت بھری مسرت و شادمانی سے چونک گئے اور دوبارہ تصدیق کے لیے دریافت فرمایا کہ کیا واقعی تم سچ کہہ رہی ہو، تب اِرشاد بی بی نے بھی حلفاً اپنی بات دہرائی تو بابا جی سیّدعثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خوشی دیدنی تھی۔ آپ نے اُسی وقت ایک دیرینہ بیلی باؤ عطاء اللہ صاحب (ریلوے والے) اور اسلم گھڑی ساز کو فون کر کے ارشاد فرمایا کہ مٹھائی والی دکانوں پر جس قدر مٹھائی دستیاب ہے، ساری خرید کر لے آئیں۔ بی بی اِرشاد بتاتی ہے کہ مجھے آج بھی یاد ہے کہ حضور شیخ المشائخ بابا جی کی پیدائش والے دن نہ صرف کہ مٹھائی بلکہ سونے کے زیورات بھی تقسیم کیے گئے تھے۔

محترمہ اِرشاد بی بی (جلو، لاہور) وہ خوش نصیب ہے کہ جسے بابا جی سیّدعثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی فرمایا تھا۔ حتیٰ کہ تعلیم کے لیے اس کا داخلہ میڈیکل میں بذاتِ خود کروایا اور سرپرست کے طور پر اپنا نام مبارک درج کروایا۔

یہ بات یہاں قابلِ ذکر ہے کہ آپ کی پیدائش کے بعد ایک عجیب واقعہ رونماء ہوا، جس کا ذکر آپ کی والدہ اور بعض دیگر بزرگ خواتین بھی کیا کرتی تھیں کہ پیدائش کے کچھ وقت کے بعد آپ کے قریب شہد سے بھری ہوئی ایک ٹیوب پڑی تھی، جسے آپ نے پکڑ لیا اور پینا شروع کر دیا اور جب تک آپ کی طرف کسی بی بی کی توجہ ہوتی، آپ نے تقریباً سارا شہد پی لیا تھا حالانکہ نومولود بچے سے اِس طرح کے کسی عمل کا احتمال بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اِس بات کا ذکر بابا جی حضور شیخ المشائخ نے خود بھی ایک مرتبہ بیلی ”اِفتخار احمد“ سے کچھ اِس طرح کیا کہ ”چونکہ مجھے شہد شروع سے ہی بہت پسند تھا، اِس لیے میں نے اُس وقت جب دیکھا کہ شہد میرے بالکل پاس ہی پڑا ہے تو میں نے پکڑ کر سارا شہد پی لیا۔“

حضور شیخ المشائخ بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری کو فنافی اللہ، چادرِ ولایت اوڑھنے والی عظیم پھوپھی جان، رابعہء عصر، حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سیّدہ

بے بے جی رحمۃ اللہ علیہا سے گھٹی پانے کا شرف بھی حاصل ہے۔ سیّدہ بے بے جی علیہا الرحمۃ کے وصال سے کچھ دن پہلے شیخ المشائخ، بابا جی کا عقیقہ بہت عالی شان اہتمام اور کمال انتظام سے منعقد کیا گیا تھا۔

## نام ونسب

آپ کے والدِ گرامی بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام ”میر طیب علی“ تجویز فرمایا۔ چوالیس واسطوں سے آپ کا نسب نامہ خلیفہ چہارم مولائے کائنات سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ آپ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہء خاص حضرت پیر سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری، حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور گنج کرم کے لاڈلے بیٹے سیّد الاولیاء، بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جگر گوشہ ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت گذار خلیفہ، نور الاولیاء، حضرت پیر سیّد نور الحسن شاہ بخاری، حضرت کیلیاں والے رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی اور حضرت پیر سیّد محمد باقر علی شاہ بخاری کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ ہیں۔ یعنی حضور شیخ المشائخ بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری انتہائی اعلیٰ نسب کے حامل اور نجیب الطرفین سیّد ہیں۔ بلا شبہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ حضور شیخ المشائخ، بابا جی درحقیقت ولایت کے مجمع البحرین ہیں۔

ooo

## تعلیم وتربیت

بچپن سے ہی آپ دینی وروحانی مزاج سے سرشار تھے۔ حضور بابا جی کی عارفانہ اور قلندرانہ وجاہت ایسی رعب والی تھی کہ بڑے بڑے مقام ومرتبے والے دم بخود رہ جاتے اور

آپ کے سامنے ادب واحتیاط کا دامن تھام لیتے تھے۔ آپ کی تعلیم کا آغاز قرآنِ کریم اور درود شریف سے ہوا جو حقیقی طور پر حضور گنجِ کرم، حضرت کرماں والے کی صاحبزادی اور آپ کی پھوپھی جان سیّدہ بے بے جی حضور رحمۃ اللہ علیہا نے بذاتِ خود فرمایا۔ سیّدہ بے بے جی نے شیخ المشائخ بابا جی کو اپنی خاص تربیت میں رکھا علاوہ ازیں مزید تدریس کے لیے آپ کے والدِ گرامی کے خاص مقرب حضرت پیر قاری مشتاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات بھی حاصل کی گئیں۔ آپ نے نہایت قلیل عرصہ میں قرآن شریف کی تعلیم حاصل کی اور تصوف وروحانیت کے اسباق اپنے بزرگوں سے حاصل کرتے ہوئے تکمیل فرمائی۔ آپ نے لاہور میں واقع علاقہ ”گڑھی شاہو“ میں بچپن کا زیادہ وقت گذارا تاہم جب بھی موقع ملتا تو آپ اپنے دادا جان حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر تشریف لے جاتے اور بیحد خوشدلی سے کئی کئی دن وہاں قیام فرماتے اور روحانی اِکتسابِ فیض فرمایا کرتے۔

بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے خود ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ عصری تعلیم کے حوالے سے میرے امتحانات قریب آ گئے تھے اور میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے مرشد اور والدِ گرامی سے جا کر دعا کرواتا ہوں اور اِس طرح پاس ہو جاؤں گا۔ چنانچہ میں ابا جان حضور کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا فرمائیں، میں اچھے نمبروں سے کامیاب ہو جاؤں۔ اِس پر ابا جان رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت کے ساتھ تربیت کے لیے ارشاد فرمایا کہ آپ کتاب اچھی طرح پڑھ لیں اور تیاری کریں۔ آپ نے فرمایا، چونکہ میں چاہتا تھا کہ ابا جان دعا فرمائیں، اِس لیے میں نے پھر عرض کیا کہ آپ دعا فرمادیں میں پاس ہو جاؤں تو ابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ارشاد فرمایا کہ آپ نے کتاب کو اچھی طرح پڑھنا ہے۔ حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ یہ بات بیان کر کے ارشاد فرماتے تھے کہ اِس طرح ابا جان رحمۃ اللہ علیہ مجھے دعا کے ساتھ ساتھ عمل اور محنت کرنے کی رغبت اور تربیت دینا چاہتے تھے۔

——— ooo ———

# بیعت وخلافت

شیخ المشائخ، بابا جی پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری کو بچپن میں ہی اپنے والدِ گرامی بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت زیادہ لگاؤ تھا اور آپ کے ابا جان تو حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے لاڈلے صاحبزادے و مرید بھی تھے نیز بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں سیّد الاولیاء تھے۔ آپ کی شان کا محض تھوڑا سا ادراک اُن لوگوں کو حاصل ہے جنہوں نے آپکے ساتھ کچھ وقت گذارنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ حضور شیخ المشائخ، بابا جی بھی اپنے والدِ گرامی کی شان اور ولایت کی عظمت سے واقفِ راز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے والدِ گرامی کے دستِ مبارک پر ہی اکتسابِ فیض کے لیے بیعت فرمائی۔ حضرت بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا۔ آپ کے والدِ گرامی نے بالکل چھوٹی عمر سے ہی آپ کی تربیت کی ذمہ داری اپنی ہمشیرہ سیّدہ بے بے جی رحمۃ اللہ علیہا کے سپرد کر دی تھی اور انہوں نے ہی حضور شیخ المشائخ کو مزید اسباقِ طریقت و معرفت پڑھائے۔

حضور گنجِ کرم، حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کو آستانہ عالیہ تونسہ شریف سے خلافت حاصل تھی اور اِسی طرح حضرت بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آستانہ عالیہ تونسہ شریف سے خلافت حاصل تھی۔ افتخار احمد (لاہور) کا بیان ہے کہ جب حضور شیخ المشائخ بابا جی سرکار نے باقاعدہ طور پر تونسہ شریف عرس مبارک کی محفل میں شمولیت کا آغاز کر دیا تو ایک دن میں اسلام آباد میں حضرت خواجہ عطاء اللہ تونسوی صاحب مدظلہٗ العالی کی خدمتِ اقدس میں موجود تھا۔ میں نے جناب خواجہ صاحب کی توجہ اِس طرف دلوائی اور گذارش کی کہ اب حضور شیخ المشائخ کی امانت آپ کے پاس ہے۔ آپکو اپنے بزرگوں کے طریقہ کے مطابق ضرور شفقت فرمانی چاہیے۔ خواجہ عطاء اللہ صاحب مدظلہٗ العالی نے خوشگوار حیرت سے مجھے دیکھا

اورارشادفرمایا، بہت خوب! میں اِس بات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں اور یہ امانت بہت جلد بابا جی کے سپرد کردوں گا۔ چنانچہ خواجہ عطاء اللہ تونسوی مدظلہٗ العالی نے آئندہ عرس مبارک تونسہ شریف کے موقع پر حضور شیخ المشائخ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو تونسہ شریف کی خلافت سے نوازا۔ حضور شیخ المشائخ بھی تونسہ شریف کے ساتھ بیحد محبت رکھتے تھے۔

## دادا مرشد، حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق

حضور بابا جی کو اپنے دادا مرشد حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ والہانہ عشق تھا جس کا آپ اکثر و بیشتر اظہار فرمایا کرتے تھے۔ گذشتہ سالانہ عرس مبارک کے موقع پر آپ نے مزارِ اقدس حضور گنج کرم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھ کر انتہائی محبت و عقیدت کے ساتھ ارشاد فرمایا، ''بھانویں جگ وِچ دیوے لکھ بَلدے ...... سانوں سجناں باجھ ہنیرا اے'' پھر دوبارہ یہی مصرع ارشاد فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا ''یعنی حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے بغیر ہماری زندگی کچھ نہیں۔''

بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرنے والے بھی یہی بتاتے ہیں کہ جب کوئی بیلی زیادہ پریشانی کا اظہار کرتا تو آپ فرماتے ، جاؤ! تھوڑی دیر کے لیے جا کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھو۔ اللہ کریم خیر فرمادے گا۔

حضور شیخ المشائخ کا خود اپنے لیے بھی یہی طریقہ تھا کہ آپ ہر بات اور ہر معاملہ اپنے دادا مرشد حضرت صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں جا کر گوش گذار کرتے۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے مقربِ خاص پیر بشارت رسول گوگا صاحب نے بیان کیا کہ کچھ سال پہلے میں ساہیوال شہر میں جگہ جگہ بسلسلہ تبلیغ جایا کرتا تھا۔ وہاں ذوالفقار میڈیکل سٹور نامی دکان تھی جس کے مالک کا نام ذوالفقار ہی تھا۔ ہم اُس کو جب دعوت دیتے تو بے اعتنائی کا

اظہار کیا کرتا تھا۔ کسی نے مجھے بتایا کہ یہ شخص بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہے اور مبادا کہ کسی ذہنی خلفشار کی وجہ سے ایسا کرتا ہے یعنی اُسے لگتا تھا کہ یہ میرے پیر کا پیغام نہیں ہے۔ گوگا جی بتاتے ہیں کہ ایک دن ہم گاؤں گاؤں گھومنے پھرنے کے بعد شہر پہنچے اور ہمارے پاس جو شاپر تھے، اُن میں گندے کپڑے تھے کیوں کہ کافی دن ہو گئے تھے۔ اتفاق سے ہم ذوالفقار میڈیکل سٹور کے سامنے سے گذرنے لگے تو اُس بیلی نے اچانک آواز دے کر ہمیں حیران کر دیا اور بھاگ کر ہمارے پاس آیا، گندے کپڑوں والے شاپر ہمارے ہاتھ سے پکڑ لیے اور ایک شخص کو دے کر کہنے لگا کہ یہ کپڑے دھلوا کر لے آؤ۔ پھر ہمیں بٹھایا اور خاطر مدارات کرنے لگا۔ میں بہت حیران تھا کہ اِس کا روّیہ کیسے تبدیل ہو گیا ہے۔ بالآخر میں نے اُس سے پوچھ لیا کہ پہلے تو آپ ہماری بات نہیں سنتے تھے، اب یہ تبدیلی کیسے؟ اُس نے جواب دیا، جناب! میں معذرت چاہتا ہوں، میں واقعی آپ کی بات عدم دلچسپی سے سنتا تھا۔ لیکن کل رات کچھ عجیب ہوا۔ میں سونے کے لیے لیٹا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میرے پیر بابا جی محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا تھا، اب میں کس کے پاس جایا کروں۔ بعدازاں میری آنکھ لگ گئی اور میں نے خواب میں دیکھ کہ بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ میرے مرشد تشریف لائے ہیں اور میں نے اُن سے وہی سوال کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ "سیّد میر طیب علی شاہ بخاری اِس وقت ہم چاروں (یعنی حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ، بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور پیر جی سیّد غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کے برابر اکیلے ہیں جو حضرت کرماں والا شریف میں بیٹھے ہیں۔" اِس لیے اب میں حقیقت سمجھ گیا ہوں اور آپ سے اپنے پہلے والے رویہ کی معذرت چاہتا ہوں۔

☆

اِسی طرح ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک اِرشاد فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا کہ میں لیٹا رہتا ہوں، میرے پیر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرے ذمہ جو ڈیوٹی لگائی

ہے، میں نے اُس میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔

☆

ایک مرتبہ بابا جی حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِاقدس پر جب حاضری دیتا ہوں تو آپ کی خدمتِ اقدس میں پوتا بن کر نہیں جاتا بلکہ میں آپ کا مرید بن کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں۔

☆

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ مجھے صرف اشارہ فرمادیں کہ اپنا گلا کاٹ لو تو میں ایک لمحہ ضائع نہ کروں اور آپکے حکم کی تعمیل کردوں۔

☆

ایک مرتبہ مزارِاقدس حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ پر حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بغرض سلام وحاضری موجود تھے۔آپ کی موجودگی کے دوران مزارِاقدس کی دوسری جانب ایک درویش نے بلند آواز دیگر کسی دوسرے بیلی کو بلایا۔حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آواز بلند کرنے والے بیلی کو بلا کر میرے پاس لائیں۔ جب اُسے بلا کر لایا گیا تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے سوال کیا کہ اگر اِس وقت حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ حیات ہوتے اور یہاں تشریف فرما ہوتے تو کیا تم اِسی طرح اونچی آواز سے بولتے ؟ اُس نے مؤدبانہ عرض کیا کہ جی بالکل نہیں۔ یقیناً میں ایسا نہیں کرتا۔اِس پر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں اِس بات میں کوئی شک ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیات ہیں؟ ......

OOO

## شرق پور شریف سے تعلق اور ادب واحترام

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا مرشد حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

کے مرشد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے آستانہ وگھرانے کا بیحد ادب واحترام کیا کرتے تھے۔ حالانکہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ براہِ راست شرق پور شریف کے بیعت ومرید نہیں تھے مگر اِس کے باوجود آپ نسبت کا بے پناہ احترام وادب کرتے تھے۔ شرق پور شریف کے گھرانے کے چھوٹے چھوٹے بچوں سے بھی حضور شیخ المشائخ نہایت ادب واحترام سے پیش آتے۔

حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ شرق پور شریف کی طرف جانے والے راستوں کا بھی احترام کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ لاہور ملتان روڈ پر موہلن وال سے گذرتے یا موٹر وے کی طرف سے شرق پور شریف والی سڑک کے سامنے سے گذر ہوتا، ایسا کبھی نہیں ہوتا تھا کہ آپ ادب سے سر جھکا کر سلام پیش نہ کریں اور دعا نہ کریں۔ آپ کا طریقہ مبارک بعینہٖ وہی تھا جو اولیائے متقدمین کا طریقہ تھا یعنی نسبت کے ادب کی شدید ترین احتیاط فرمایا کرتے۔

☆

ایک مرتبہ آپ نے افتخار احمد (لاہور) کو مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ یہ بات میں جانتا ہوں کہ حضرت میاں محمد ابوبکر شرقپوری (مدظلہ العالی) حقیقتاً اللہ کے ولی ہیں۔

☆

ایک مرتبہ آپ اپنے خاص خادم پیر بشارت رسول گوگا جی کے ہمراہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو رات کے وقت شرق پور شریف حاضری وسلام کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ نے ارشاد فرمایا، شرق پور شریف کے راستے بھی منور ہیں اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ گاڑی کی لائیٹس بند کر دو۔ گوگا جی بتاتے ہیں کہ میں نے اُسی وقت گاڑی کی لائٹس بند کر دیں لیکن مجھے سڑک ایسے نظر آ رہی تھی جیسے تیز روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی ہو حالانکہ سڑک کے اطراف میں کوئی لائٹ نصب نہیں تھی۔

☆

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شرق پور شریف میں سالانہ عرس

مبارک کی محفل میں شریک تھے۔ آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی تو آپ عرس مبارک کی محفل کے دوران اٹھ کر باہر آ گئے اور پھر کار پر بیٹھ کر شرق پور شریف کی حدود سے باہر تشریف لے گئے جہاں آپ نے دوبارہ وضو بھی تازہ کیا اور پھر واپس شرق پور شریف محفل میں شامل ہونے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ کے خدام بتاتے ہیں کہ آپ شرق پور شریف میں رفع حاجت یا بَول کرنے سے گریز فرماتے تھے۔ یہ محض پاسِ ادب کی وجہ سے تھا۔

☆

پیر بشارت رسول گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ شرق پور شریف حاضری کے لیے گئے اور میرے علاوہ پیر قاری مشتاق احمد طیبّی بھی ہمراہ تھے۔ شرق پور شریف میں آپ کی ملاقات حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوئی۔ حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی دنیائے روحانیت کے بادشاہ تھے اور بیحد مجذوبانہ وقلندرانہ طبیعت رکھتے تھے۔ آپ نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گفتگو شروع کر دی جو کہ بہت زیادہ طویل ہو گئی۔ اتفاق سے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی کام سے اندرونِ خانہ تشریف لے گئے تو بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے قاری مشتاق احمد طیبّی رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ چونکہ ہمیں واپسی اختیار کرنی ہے اور میں پاسِ ادب کی وجہ سے جناب میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت نہیں مانگ سکتا اِس لیے جب میں آپ کو اِشارہ کروں تو آپ نے میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت مانگنی ہے تاکہ ہم واپسی کر سکیں۔ حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ جب اندرونِ خانہ سے واپس تشریف لائے تو پھر گفت گو کا سلسلہ چل پڑا۔ حسبِ پروگرام بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے قاری مشتاق احمد صاحب کو اشارہ کیا تو اِس سے پہلے کہ قاری صاحب اجازت مانگتے، میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ماجرہ دیکھ لیا اور وہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ ''اب آپ کو ساری زندگی اجازت نہیں ہے اور آپ نے یہاں ہمیشہ رہنا ہے''۔ یہ بات فرما کر حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ پھر اندرونِ خانہ تشریف

لے گئے۔ حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا، ''گوگا جی! اب میں نے ساری زندگی یہاں ہی رہنا ہے۔ آپ گھر جائیں اور میری دوائیاں اور کپڑے وغیرہ لے آئیں اور اگر میرا یہاں پر انتقال ہو جائے تو مجھے یہاں ہی دفن کرنا ہے۔''

میں روانہ ہونے لگا تو آپ نے ارشاد فرمایا، ایک مرتبہ دوبارہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آ جائیں تو پھر چلے جانا۔ اِسی اثناء میں حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ پھر تشریف لے آئے اور آتے ہی ارشاد فرمایا کہ ہم دربار شریف پر جاتے ہیں اور حاضری دیتے ہیں۔ دربار شریف پر جا کر میاں صاحب اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کافی دیر تک مراقب رہے۔ اِسی دوران نمازِ عصر کا وقت ہو گیا تو میاں صاحب اور بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ مزار شریف سے ملحقہ مسجد میں آ گئے اور میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عصر کی جماعت کروائی۔ نمازِ کے بعد دعا کرواتے ہوئے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ رونے لگ گئے اور اِس قدر زیادہ روئے کہ جیسے کوئی چھوٹا بچہ روتا ہے۔ پھر دعا مانگنے کے بعد میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے معانقہ کیا (گلے لگایا) اور ساتھ ہی واپس جانے کے لیے اجازت مرحمت فرما دی۔

☆

گوگا جی بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک مجھے ارشاد فرمایا کہ اگر کبھی میرے سونے کے دوران شرق پور شریف سے کوئی بھی (یعنی صاحبزادگان میں سے کوئی) آ جائیں تو مجھے جگا لینا لیکن اور کوئی، چاہے صدر یا وزیر اعظم بھی آ جائے تو مجھے جگانا نہیں ہے۔ یہ بات ہم اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر بابا جی نے کبھی کوئی بات فرمائی تو کسی نہ کسی طرح یا کبھی نہ کبھی اُسی طرح ہو جاتا تھا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ایک دن ظہر کا وقت تھا۔ حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی قدیم رہائشی حویلی کے سامنے والی چھوٹی مسجد میں آ کر نماز پڑھنے لگے۔ میں جلدی سے بابا جی کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ آرام فرما رہے تھے۔ میں

نے آپ کو نہایت ادب سے جگا کر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آنے کی اطلاع دی تو آپ جلدی میں اپنی مخصوص اونی ٹوپی پہن کر تشریف لے آئے اور میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت گذاری میں مشغول ہو گئے۔

کچھ عرصہ گذرا تو پھر ایک مرتبہ ایسا وقت آیا جب اچانک معلوم ہوا کہ میاں محمد نواز شریف (جو اُس وقت وزیر اعظم تھا) حضرت کرماں والا شریف حاضری کے لیے آ رہا ہے۔ دربار شریف پر بہت زیادہ پولیس اور افسران آ گئے اور وزیر اعظم کے استقبال کے انتظامات کرنے لگے۔ مجھے کسی نے کہا کہ چونکہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے وزیر اعظم ملاقات بھی کرے گا، اِس لیے اُن کو اطلاع دے دیں۔ میں اُسی وقت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے کی طرف گیا تو دیکھا کہ آپ آرام فرمانے لگے ہیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں سارا ماجرہ عرض کیا تو آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جا کر اُن افسران سے کہو کہ میں اب سونے لگا ہوں اور 2 گھنٹے بعد بیدار ہو جاؤں گا۔ اگر وزیر اعظم موجود ہوا تو ملاقات ہو جائے گی ورنہ وہ چلا جائے۔ درحقیقت آپ کی شان بے اعتنائی کچھ ایسی ہی تھی۔ آپ دولت کی چمک دمک یا عہدے و اختیار کے رعب سے کبھی مرعوب نہیں ہوتے تھے بلکہ اپنی منشاء کے مطابق ہی معاملہ فرمایا کرتے تھے۔

☆

افتخار احمد (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مجھے اور پیر حکیم حاجی محمد ارشاد کو لاہور جانے کا شرف حاصل ہوا جہاں پر حاجی محمد ریاض (امام کارپوریشن) والے کے والد کا ختم شریف تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ایک کمرے میں حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اکیلے تشریف فرما تھے چنانچہ حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گئے جبکہ ہم دونوں باہر والی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے۔ اب کافی دیر گذر گئی، نہ ہی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہمیں بلایا گیا اور نہ ہی ہم دونوں میں سے کسی نے اندر جانے کے لیے کوشش کی۔ پروگرام کچھ اِس طرح تھا کہ یہاں سے فارغ ہو کر بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے جناب

نعیم صاحب میڈیکوز والے کے ہاں تشریف لے جانا تھا جس میں تاخیر ہورہی تھی۔کافی دیر کے بعد میں نے پیر حکیم حاجی محمد ارشاد سے گذارش کی کہ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے میں جا کر عرض کریں کہ ہم نے نعیم صاحب کی طرف جانا ہے۔وہ کہنے لگے کہ بھئی! میں یہ نہیں کرسکتا۔ آپ خود چلے جاؤ۔چنانچہ میں نے ہمت کی اور کمرے کے اندر داخل ہوا تو حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا، آ گئے ہو! چلو اچھا کیا ہے۔تب میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی دعا کے لیے باہر آ گئے اور ہم بھی دعا سے فارغ ہو کر نعیم صاحب کی طرف روانہ ہوئے۔راستے میں حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم حاجی محمد ارشاد سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے اللہ والے ہیں۔جب میں کمرے میں بیٹھا اور آپ لوگ باہر چلے گئے تو وہ میرے دل کی باتیں مجھے بتانا شروع ہو گئے۔ تب میں نے بھی اُنکے دل کی کچھ باتیں اُنہی کی خدمت میں گوش گذار کر دیں۔ابھی یہ سلسلہ اور آگے بڑھنے والا ہی تھا کہ میں نے افتخار کو اندر بلا لیا۔حالانکہ حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے آواز نہیں دی تھی بلکہ میں خود اندر گیا تھا۔یعنی مطلب یہی تھا کہ آپ نے اپنے تصرف سے میرے دل میں اندر آنے کا خیال پیدا کیا اور میں نے فوری عمل کر لیا۔

☆

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر سائیں (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مرشد) میرے ساتھ راضی ہوں اور دنیا مجھ پر تھوکتی رہے تو مجھے کوئی غم نہیں، میں سمجھوں گا کہ میں کامیاب ہوں اور اگر میرے سائیں (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مرشد) میرے ساتھ راضی نہ ہوں اور دنیا اپنے سر پر بٹھا لے تو مجھ سے زیادہ کوئی ناکام نہیں۔یعنی حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہر حال میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے مرشد کی رضامندی اور خوشنودی کے طلب گار ہوتے تھے۔

——— OOO ———

## والدِ گرامی و مرشد بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاریؒ کی رحلت

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی صرف ۹ سال چند ماہ تھی کہ آپ کے محبوب مرشدِ گرامی اور والدِ کریم حضرت بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاریؒ مورخہ 15 جولائی 1978ء کو بروز ہفتہ وصال فرما گئے۔ آپ کو اپنے والدِ گرامی کے ساتھ بہت زیادہ روحانی لگاؤ اور اُنس تھا۔

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدِ گرامی بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اور زیادہ خاموش الطبع ہو گئے اور آپ اکثر غم زدہ رہتے۔ والدِ گرامی نے ایک وقت میں مصلحتوں کو سامنے رکھتے ہوئے گڑھی شاہو، لاہور میں رہائش تعمیر کروائی تھی جس میں ایک تہہ خانہ بھی تھا۔ متوسلین، مریدین اور وابستگان کی آمد ورفت اور سہولیات کو بھی مدِ نظر رکھ کر اِس رہائش کی تعمیر کی گئی تھی۔ خواتین کے لیے پردے کا پورا انتظام و انصرام تھا جہاں وہ سیّدہ بے بے جی رحمۃ اللہ علیہا سے اکتساب فیض کیا کرتیں۔

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ اس رہائش گاہ کے تہہ خانے میں اکثر قیام فرما رہتے۔ آپ کی آواز بہت پُرسوز اور جاں گداز تھی۔ آپ اکثر مختلف نعتیں، صوفیانہ کلام اور غم بھرے کلام پڑھا کرتے تھے۔

OOO

## بڑے بھائی سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی سے تعلق و محبت

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ ستودہ صفات میں جہاں بے شمار اوصافِ حمیدہ پائے جاتے تھے وہاں ''ادب'' وہ وصفِ خاص تھا جس سے آپ کو خاص طور پر متصف کیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے برادرِ اکبر حضرت مخدوم المشائخ پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی سے بہت محبت فرماتے اور خاص طور پر ادب و احترام کا لحاظ رکھتے۔ جبکہ

دوسری جانب جناب پیر سید صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی بھی اپنے چھوٹے بھائی سے بے پناہ محبت فرماتے اور والدِ گرامی بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اپنے بھائی کے لیے ایک عظیم سایہ اور باپ کی جگہ پر اپنا فرض و کردار نبھاتے رہے۔ یہاں تک کہ جب سجادہ نشین اوّل آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف حضرت بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پُرملال ہوا تو روایت وطریقہ کے لحاظ سے پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی کو سجادہ نشین بنایا جانا مقرر تھا مگر پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی خود سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف بننے کی بجائے اپنے چھوٹے بھائی، حضور شیخ المشائخ بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی کے جذبہء عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تبلیغی خدمات کو مدِنظر رکھتے ہوئے سجادہ نشینی کی ذمہ داری سے اُن کے حق میں دستبردار ہو گئے۔

☆

افتخار احمد (لاہور) نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ گفت گو فرماتے ہوئے حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ مجھے جب بھی حضوری ہوئی، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ یا کسی صاحبِ ولایت بزرگ یا ولی اللہ کے پاس حاضری کا شرف حاصل ہوا (یعنی خواب کی طرف بھی اشارہ فرمایا تھا) تو بھائی جان (یعنی بابا جی سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی) بھی میرے ساتھ ہوتے ہیں۔ بس یہ بات ہے کہ حاضری کے دوران وہ زیادہ تر خاموش رہتے ہیں۔

———— OOO ————

## اولیائے متقدمین سے تعلق

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو اولیائے متقدمین کے ساتھ ہمیشہ بہت زیادہ محبت و عقیدت رہی۔ آپ بہت کم عمری سے ہی معروف اولیاء اللہ کے مزارات پر عقیدت

واحترام کے ساتھ حاضری دیا کرتے تھے۔ کبھی کبھار آپ رات بھر سفر کر کے تشریف لے جاتے اور کسی ولی اللہ کی درگاہ پر حاضری دیتے۔

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ اپنے بزرگوں کے پیرخانہ شرقپور شریف کی حاضری وزیارت اکثر و بیشتر فرمایا کرتے جہاں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ امجاد کے ساتھ خصوصی محبت واحترام سے ملتے اور اظہارِ عقیدت فرمایا کرتے۔

اِسی طرح ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تو دیکھا کہ جس طرح کا لباس اور کپڑے ابا جی (یعنی بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ) پہنا کرتے تھے، بعینہٖ اُسی طرح کا لباس حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے زیب تن فرمایا ہوا ہے۔ آپ ایک وہیل چیئر پر تشریف فرما ہیں اور میں آپ کو اپنے ساتھ لے کر گھوم پھر رہا ہوں۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ہر جگہ سبز چادر یا جلتا ہوا چراغ دیکھ کر وہاں چلے جانا درست نہیں بلکہ جہاں آپ کے بڑے بزرگ جاتے رہے ہوں، وہاں حاضری دینی چاہیے۔ پھر فرمایا کہ میں بھی وہاں ہی جاتا ہوں جہاں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ یا ابا جی رحمۃ اللہ علیہ حاضری دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے مقرب خاص گوگا جی سے ارشاد فرمایا کہ مجھے ۳ مرتبہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بذاتِ خود ملاقات کر کے سبق پڑھایا ہے۔

☆

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مختلف اوقات میں کئی خدام نے خدمت کا شرف حاصل کیا ہے مگر سبھی اِس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ جس کسی ولی اللہ کی بارگاہ میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے تو وہاں پر بہت زیادہ روحانیت سے لبریز پذیرائی حاصل ہوئی۔

پیر بشارت رسول گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور شیخ المشائخ، بابا جی

سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے گیا تو آپ نے مزارِ اقدس کی طرف چلتے ہوئے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ جب ایک بادشاہ، کسی دوسرے بادشاہ کے پاس جائے تو جو خدام ساتھ ہوتے ہیں اُن کے ساتھ بھی بادشاہ ہاتھ ملا لیا کرتا ہے۔

☆

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ہر اللہ والے کا یہ تصرف ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے پاس بلاتے ہیں۔ لوگ اپنی مرضی سے اللہ والوں کے پاس نہیں جاتے بلکہ جسے ولی اللہ کی طرف سے اجازت ہو، وہی اُن کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کرتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اِس معاملے میں بہت زیادہ پکے ہیں کہ آپ کے پاس بغیر اجازت کوئی نہیں جا سکتا۔ لیکن مجھ پر بچپن سے ہی بہت زیادہ شفیق و مہربان ہیں۔ جب ہم آپ کے قرب میں واقع گڑھی شاہو میں رہائش پذیر تھے تو میرا جب بھی دل کرتا تھا میں حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت و مہربانی کی وجہ سے حاضرِ خدمت ہو جایا کرتا تھا۔

افتخار احمد (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ جب ۲۰۰۵ء میں حادثہ ہوا تھا کہ جس میں اوکاڑا کا ایک بچہ چند لڑکوں کی غلطی اور مار پیٹ کے سبب فوت ہو گیا تھا* تو اُن دنوں بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ہاں (یعنی پیر حاجی محمد علی طیّبی صاحب کے گھر) قیام فرما تھے۔ ایک دن

* راقم الحروف اُس وقت مرکزی منتظم ہونے کی وجہ سے ورثاء کی طرف سے موردِ الزام ٹھہرایا گیا حالانکہ بیسیوں لوگ گواہ ہیں کہ راقم مار پیٹ کرنے والوں میں ہرگز شامل نہیں تھا اور نہ ہی اُس ظلم کا حمایتی تھا اور نہ ہی مقتول موقع پر فوت ہوا تھا۔ پھر بھی ورثاء کی جانب سے الزام لگنے پر خود کو قانون و انصاف کے سامنے پیش کیا اور بعد ازاں ورثاء کے ساتھ شریعت کے مطابق دیت پر معاملہ طے ہوا۔ حقیقتاً مار پیٹ کرنے والوں کی طرف سے نصف دیت کی رقم کی ادائیگی ''زکوٰۃ فنڈ'' سے کی گئی جبکہ اکیلے راقم کی طرف سے نصف دیت کی ادائیگی راقم کی فیملی نے ذاتی جیب سے کی۔ یہ تنظیم کی کمزوری کا ایک افسوسناک پہلو بن کر ماضی کا حصہ بن چکا ہے۔

آپ نے مجھے اِرشاد فرمایا، میرا دل چاہتا ہے کہ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف پر حاضری دوں۔ چنانچہ میں نے گاڑی نکالی اور حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ حاضری کے لیے تشریف لے گئے۔ جون کا مہینہ اور دوپہر کا وقت تھا، حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس کے احاطے کا فرش بہت زیادہ گرم تھا، جس کی تپش بہت سخت محسوس ہو رہی تھی۔ بہرکیف ہم حاضر ہوئے تو اِسی دوران نمازِ ظہر کا وقت ہوگیا۔ ہم نماز پڑھنے کے لیے مسجد کے اندر چلے گئے۔ ہمارے باہر نکلنے سے پہلے بادل آئے اور بہت بارش ہوئی۔ جب ہم نماز کے بعد باہر نکلے تو فرش بالکل ٹھنڈا ہو چکا تھا جبکہ موسم بھی خوشگوار تھا اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی شفقت فرمائی ہے جس طرح ہمیشہ فرمایا کرتے ہیں۔

☆

ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ نے انگریزی زبان کی بہت ساری کتابیں جمع کر کے اُن کا مطالعہ شروع فرما دیا۔ کئی ماہ آپ پر یہی کیفیت طاری رہی۔

افتخار احمد (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ یہ اُنہی دنوں کی بات ہے کہ تقریباً 3 سے 4 دن گذر گئے اور حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کے ساتھ بات چیت نہ کی۔ آپ کی خدمتِ اقدس میں اگر کوئی چلا جاتا تو آپ سلام دعا کے بعد کوئی بات نہ کرتے اور کتاب کا مطالعہ فرماتے رہتے۔ ایک دن آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ مجھے تونسہ شریف لے جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ ٹھیک ہے حضور۔ میرا گمان تھا کہ کچھ دنوں میں شاید پروگرام بنے گا۔ مگر صرف 1 یا 2 دن کے بعد جمعۃ المبارک کا دن تھا، بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی بیلی کو بہت سختی کے ساتھ ڈانٹا اور پھر مجھے دیکھ کر جلال کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ میں نے کہا تھا، مجھے تونسہ شریف لے جاؤ۔ اگر اب بھی نہیں لے کر جاؤ گے تو پھر برداشت کرو۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر مجھے ادراک ہوا

کہ معاملہ کچھ اور ہے۔ میں نے فی الفور محمود گل صاحب کو فون کر کے ماجرہ بتایا اور کہا کہ کل ہی تونسہ شریف کے لیے روانگی کرنی ہے۔ بعد ازاں میں نے بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں بھی عرض کر دیا کہ کل صبح تونسہ شریف کے لیے روانگی ہے۔ چنانچہ اگلے دن حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ، میرے علاوہ پیر حکیم حاجی محمد ارشاد، نور اللہ طیبّی، محمود گل اور بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے پیر جی سیّد محمد میرام بخاری مدظلہٗ العالی تونسہ شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

راستے بھر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر کسی سے کوئی بات نہیں کی بلکہ مسلسل کتاب کا مطالعہ فرماتے رہے۔ شام کے بعد ہم آستانہ عالیہ تونسہ شریف پہنچ گئے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ہی تاکید فرما دی کہ کسی کو نہ ہی تعارف کروانا ہے اور نہ اطلاع دینی ہے چنانچہ ہم سیدھا مسجد شریف میں چلے گئے جہاں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے بعد ہم سب سے ارشاد فرمایا کہ دیکھو! حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تونسہ شریف کی گلیاں، مدینہ پاک کی گلیاں ہیں۔ اِس لیے سب جاؤ اور تونسہ شریف کی گلیوں میں گھوم پھر لو۔ ہم سب آپ کے حکم کے مطابق درگاہ شریف سے باہر چلے گئے۔

کافی دیر تک گھومنے پھرنے کے بعد جب ہم واپس آئے تو بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ درگاہ شریف کی مسجد میں صف پر اپنے بازو کا تکیہ بنا کر استراحت فرما تھے۔ ہمیں دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا، چلو ڈیرہ غازی خان شہر چلتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے رات ڈیرہ غازی خان میں قیام کیا اور اگلے دن ناشتہ کر کے پھر واپس تونسہ شریف حاضر ہو گئے۔

دربار شریف ہر روز نمازِ ظہر کے بعد کھلتا تھا لہذا ہم نے ظہر کی نماز مسجد میں ادا کی اور پھر جب دربار شریف کھل گیا تو حاضری دینے کے بعد ہم واپس حضرت کرماں والا شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ جب واپس پہنچے تو حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، دراصل میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ تونسہ شریف ڈوب رہا ہے اور پانی کافی چڑھ آیا ہے۔ اِسی

دوران حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور موجودہ سجادہ نشین حضرت خواجہ عطاء اللہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ بس اِسی لیے تونسہ شریف جانا بہت ضروری ہوگیا تھا۔ اب ہم نے تونسہ شریف کا خیال رکھنا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے تونسہ شریف آنے جانے کا باقاعدہ معمول بنا لیا۔ پھر اور بہت سی باتیں بھی آشکار ہوئیں جن سے صاف پتہ چلتا تھا کہ خواجہ عطاء اللہ تونسوی صاحب کی حمایت و امداد کرنے کے لیے حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ایک خاص مقصد اور باقاعدہ مشن کے تحت تونسہ شریف حاضری دیا کرتے تھے۔

☆

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے اور جگر گوشہ تھے، اِس لیے کئی بزرگ اولیاء بھی آپ کا نہایت ادب و احترام کیا کرتے تھے۔ آستانہ عالیہ گجومتہ شریف کے سرخیل و سرتاج حضرت پیر سیّد امام علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات سب کو معلوم تھی کہ جب وہ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات کے لیے گڑھی شاہو تشریف لاتے تو وہاں پر موجود خدام درویش اُن سے عرض کرتے کہ ہم پیر جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری صاحب کی خدمت میں پیغام بھیج دیتے ہیں کہ پیر سیّد امام علی شاہ صاحب آئے ہیں اور ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو گجومتہ شریف والے پیر سیّد امام علی شاہ بخاری صاحب فوراً منع کر دیتے اور فرماتے کہ میں یہاں لان میں گھاس پر بیٹھا ہوں، آپ کا انتظار کروں گا، جب آپ خود اِس طرف تشریف لائیں گے تو میں ملاقات کرلوں گا۔ اِس طرح کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ حضرت پیر سیّد امام علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ دیر تک دوزانو بیٹھے رہتے اور پھر جب حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اُس طرف تشریف لاتے تو ملاقات ہوتی۔

———— ooo ————

# اخلاق کریمانہ

حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ بلا شبہ خود ایک کامل ولی تھے اور ایک ولی اللہ کے جگر گوشہ بھی تھے، پھر آپ کی تربیت میں سب سے زیادہ کردار حضرت گنج کرم کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سیّدہ بے بے جی رحمۃ اللہ علیہا اور آپکے والدِ کریم بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔آپ اپنے وقت کے جلیل القدر اولیاء کی صحبت سے مالا مال اور اُنکے تربیت یافتہ تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ انتہائی اعلیٰ صوفیانہ اور باکمال اوصاف جمیلہ اور خصائل حمیدہ کے مالک تھے۔آپ اپنے دادا جان کے وابستگان اور آستانہ عالیہ سے تعلق رکھنے والے متوسلین، مریدین اور عقیدتمندوں سے نہایت محبت وشفقت کا برتاؤ کرتے تھے، ہر بیلی کی گفتگو توجہ سے سماعت فرماتے اور جواب دیتے تھے۔آپ حسنِ اخلاق کا عظیم پیکر تھے، دوسروں کو بھی حسن اخلاق کی اکثر تلقین فرماتے اور اپنے پدر بزرگوار کی عملی تصویر دکھائی دیتے تھے۔

اولیائے متقدمین کی طرح حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ بھی سختی یا زبردستی کے ساتھ کسی عمل کو سرانجام دینے کے لیے حکم دینے سے گریز فرماتے تھے بلکہ جس کسی کی بہتری مقصود ہوتی ،اُس کی طرف محبت بھری توجہ مبذول فرما دیتے۔آپ کی تربیت حکمت سے لبریز اور کرم سے معمور ہوا کرتی تھی اِسی لیے پوشیدہ پوشیدہ آخرت بہتر کر دیتے تھے اور دنیا تو مفت میں سنور جاتی ۔راقم الحروف (ثناء اللہ طیّبی) کا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ شیخ المشائخ بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہٗ العالی کی محفل میں کچھ کاروباری لوگ آئے۔کاروبار سے متعلق گفتگو ہوئی۔تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ وہی لوگ نیک وپاکباز اور پابندِ شریعت دکھائی دیئے، اللہ والوں کا انداز کچھ ایسا ہی دل رُبا ہوتا ہے۔

☆

پیر بشارت رسول گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے حضور شیخ المشائخ، بابا جی

سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک سفر پر جانے کا موقع ملا۔ روانگی کے وقت باباجی نے مجھے ایک پرس دیا اور ارشاد فرمایا کہ اِسے سنبھال کر رکھ لیں۔ اُس پرس میں رقم یا نوٹ اتنے زیادہ تھے کہ اُسے تھوڑا دبا کر بند کرنا پڑتا تھا۔ جب سفر سے واپس آئے تو باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ پرس لے آؤ۔ میں نے اپنے پاس دیکھا تو پرس موجود نہیں تھا اور نہ ہی مجھے گاڑی سے پرس ملا۔ میں بہت زیادہ گھبرا گیا اور سخت پریشانی کے عالم میں باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ مجھ سے وہ پرس گم ہو گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ مبارک کے تاثرات تک نہیں بدلے اور آپ نے بڑی نرمی سے ارشاد فرمایا، اچھا چلو کوئی بات نہیں۔ درحقیقت آپ اپنے خدام اور بیلیوں کے ساتھ بہت زیادہ شفیق و حلیم انداز میں برتاؤ فرمایا کرتے تھے۔ آپ اپنے وابستگان اور مریدین کو ہمیشہ تلقین فرماتے کہ اپنے ماتحت لوگوں کی غلطیاں معاف کر دیا کرو جبکہ آپ خود سب سے زیادہ معاف فرمانے والے اور حلیم الطبع تھے۔

☆

وہ لوگ جو صرف مرید ہوتے تھے، حضور شیخ المشائخ، باباجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ اُن کے ساتھ بہت زیادہ شفیق اور کریم تھے جبکہ ایسے بیلی جو باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محبت کرتے یا آپ کی خدمت کرنے والے ہوتے تھے، اُن کے لیے تو آپ کی مہربانی کی برسات چھما چھم برستی تھی۔ سیالکوٹ سے تعلق رکھنے والے ایسے ہی ایک بیلی ملک احسان الٰہی (مرحوم) ایک مرتبہ حضرت کرماں والا شریف آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اُنہوں نے باباجی کو کسی دوسرے بیلی کے ساتھ بات کرتے ہوئے سن لیا، جسے آپ فرما رہے تھے کہ کچھ رقم کی ضرورت ہے۔ ملک احسان الٰہی یہ بات سن کر واپس سیالکوٹ آئے اور اپنے گھر میں موجود سارا پیسہ اور زیور حتیٰ کہ گھر اور گاڑی کے کاغذات تک لے کر حضرت کرماں والا شریف پہنچ گئے۔ جب وہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوئے تو آپ بہت زیادہ مسکرائے اور فرمایا کہ وہ تو ایک معمولی سا کام تھا۔ آپ یہ سب کچھ واپس لے جائیں اور پھر اُن کو پیار سے سمجھا کر سامان کے ساتھ واپس

روانہ کر دیا۔مگر ملک احسان الٰہی کی محبت کا والہانہ انداز بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں مقبول ہو چکا تھا۔ جب ملک صاحب کا وصال ہوا تو حضرت کرماں والا شریف میں عرس کی محفل کا آغاز ہو رہا تھا مگر بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ سب کچھ چھوڑ کر سیالکوٹ تشریف لے گئے اور ملک احسان الٰہی کی نمازِ جنازہ خود پڑھائی۔

☆

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ جہاں مظلوم، مسکین اور لاچار کے ساتھ بے پناہ محبت فرماتے تھے وہاں آپ ظلم و زیادتی کرنے والے پر سختی بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ انصاف اور قانون پر عمل کرنے کے لیے ہمیشہ تاکید فرمایا کرتے تھے۔ افتخار احمد (لاہور) کا بیان ہے کہ ایک دن مجھے عصر کی نماز کی بعد اچانک پیغام ملا کہ گاڑی لے کر آؤ، بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں جانا ہے۔ یہ گاڑی لے کر گھر کے دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ کچھ دیر کے بعد بابا جی رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے تو آپ کے ہاتھ میں بندوق بھی تھی۔ گاڑی میں بیٹھ کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جی۔ٹی روڈ سے ملحقہ بڑی نہر کی طرف چلیں۔ بڑی نہر کے کنارے کے ساتھ ساتھ گاڑی چل رہی تھی تو کچھ ہی فاصلہ طے کرنے کے بعد دیکھا کہ ایک اونٹنی نہر کے کنارے کے ساتھ لیٹی ہوئی ہے اور اُس کے قریب اُس کا تازہ پیدا شدہ بچہ بھی پڑا تھا یعنی اُس اونٹنی نے ابھی ابھی بچہ دیا تھا۔ ہم سب نے دیکھا کہ آس پاس کافی دور تک کوئی بندہ نہیں جبکہ اونٹنی کے قریب چند کتے موجود تھے جن کے تیور بالکل ٹھیک نہیں تھے اور صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ نومولود بچے کو کھانے کے لیے جمع ہیں جبکہ اونٹنی کی آنکھوں میں وہ بے بسی اور کرب تھا کہ جسے کوئی دردمند ہی محسوس کر سکتا تھا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بچے کو بچانے کے لیے ایک کتے کو مارنا ضروری ہے، بتاؤ کون سا ماریں۔ ساتھ ہی آپ نے بندوق کی نالی کتوں کی طرف سیدھی کر لی۔ میں نے عرض کیا کہ کالے کتے کو مارنا چاہیے۔ آپ نے اُسی وقت ٹریگر دبایا اور کالے کتے کو مار دیا۔ باقی سارے کتے اُسی وقت تیزی کے ساتھ بھاگ گئے اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چلو اب

اِس اونٹنی کے سائیں خود ہی آ جائیں گے اور سنبھال لیں گے۔ چنانچہ ہم گھر واپس آ گئے۔

☆

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب کوئی مست یا مجذوب آ جاتا تو آپ زیادہ توجہ کے ساتھ شفقت و مہربانی کا اظہار فرماتے۔ حضرت کرماں والا شریف گاؤں میں ایک مست بیلی رات کے وقت نماز پڑھنے کے لیے آوازیں لگایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ سردی کے موسم میں وہ بیلی جب حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے دیکھا کہ اُس نے صرف قمیص پہن رکھی ہے اور سردی سے بچنے کے لیے کوئی اضافی چیز نہیں ہے۔ یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قیمتی چادر اُسے عنایت فرما دی۔ اِسی طرح ایک مرتبہ ایک غریب بیلی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو اُس نے بھی سردی سے بچاؤ کے لیے کچھ نہیں پہنا ہوا تھا۔ چونکہ اُس وقت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کمرے میں تشریف فرما تھے اور آپ نے کوئی اضافی چیز نہیں پہنی ہوئی تھی اِس لیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بیلی اِسے جرسی سویٹر دے تو فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے ایک بیلی ”پہلوان“ نامی نے اُسی وقت اپنی قیمتی جیکٹ اُتار کر اُس بیلی کو پہنا دی۔ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا تو بہت خوشی کا اظہار کیا اور پہلوان نامی بیلی کے لیے بار بار دعا فرماتے رہے اور اُس کو شاباش دیتے رہے۔

——— ooo ———

## اوصافِ حمیدہ

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اَن گنت اوصافِ حمیدہ سے متصف تھی۔ آپ کی شخصیت میں ایسی روحانی وجاہت اور قلندرانہ مزاج تھا کہ جس محفل میں آپ تشریف لے جاتے، ہر کوئی بے ساختہ آپ کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ مگر یہ بات ہرگز نہیں تھی کہ آپ لباس پہننے کے لیے کسی قیمتی کپڑے یا جبے قبے کو پسند کرتے تھے بلکہ آپ نے ہمیشہ تصنع،

دکھاوا اور بناوٹ سے بیحد احتراز کیا۔ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اِس بات کو سخت ناپسند کرتے تھے کہ رعب ڈالنے کے لیے جبہ قبہ پہنا جائے بلکہ آپ سادہ انداز میں ٹوپی یا پگڑی استعمال فرماتے اور سادہ لباس پسند فرماتے۔ آپ نے عمر بھر زیادہ تر سفید لباس زیبِ تن فرمایا۔ دیگر رنگوں کے لباس بھی پہنا کرتے مگر اکثر و بیشتر سفید رنگ کو ہی ترجیح دی جاتی۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے خدام اور مقربین بیان کرتے ہیں کہ اکثر و بیشتر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کسی وَجدانی کیفیت میں مستغرق ہیں۔ لیکن جب شریعتِ مطہرہ یا سنتِ پاک کے خلاف کوئی بات کرتا تو آپ اُسی وقت ٹوک دیا کرتے۔ شریعت کی مخالفت پر آپ کبھی خاموش نہیں رہتے تھے۔ آپ جب کوئی بات فرمایا کرتے اور وقتی طور پر آپکے قریب موجود لوگ نہ سمجھ پاتے تو کسی نہ کسی طرح آپ کی بات پوری ہو جاتی یا اصل حقیقت آشکار ہو جاتی۔ اگر دل لگتی بات کی جائے تو حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت، مزاج، خیالات، سوچ اور کمالات کے بارے میں ہم صرف اندازے قائم کر سکتے ہیں مگر اصل حقیقت کیا ہے، اِس بات کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے بلکہ کئی صورتوں میں تو شاید ممکن ہی نہ ہو پائے۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عام طریقہ تھا کہ جب کسی کی اصلاح کرنا مقصود ہوتا تو آپ نام لیے بغیر کسی نہ کسی اشارے کنائے سے سمجھا دیا کرتے۔ آپ احساسات تک کا اِتنا خیال فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی نے کوئی غلطی کی ہے تو اُسے سب کے سامنے سرزنش نہیں کرنی اور نہ ہی اُسے شرمندہ کیا جاتا تھا بلکہ بڑے پیار اور محبت کے ساتھ سمجھایا جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ متعدد بار اپنے خدام کی غلطیوں کو معاف کرتے تھے۔

☆

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارک بہت زیادہ نفیس، پاکیزہ اور صفائی وطہارت پسند تھی۔ آپ کی عادات مبارک میں یہ شامل تھا کہ آپ عام لوگوں کی طرح تھوکنے سے گریز کرتے تھے بلکہ کئی خدام نے تو یہ بیان کیا کہ اُنہوں نے کبھی آپ کو تھوک پھینکتے دیکھا

ہی نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر بڑے چھوٹے کے ساتھ بات کرتے ہوئے جب مخاطب ہوتے تو عزت دیا کرتے یعنی ''آپ'' کہہ کر مخاطب فرماتے۔ آپ نے ساری زندگی اِس بات پر انتہائی پابندی کے ساتھ عمل کیا کہ جب بھی جوتا اُتارتے تو اپنے جوتے کا رُخ قبلہ شریف کی طرف کر دیتے۔ اِسی طرح برتن یا کوئی چیز دیکھتے تو اُس کا رُخ بھی قبلہ شریف کی طرف کر دیا کرتے تھے۔ آپ کی عادتِ مبارکہ میں یہ بھی شامل تھا کہ کسی جگہ سے گذرتے ہوئے اگر آپ کو کوئی کاغذ بالخصوص اخبار کا ٹکڑا زمین پر گرا پڑا نظر آتا تو یا اُسے آپ خود اُٹھا لیتے یا اپنے ساتھ موجود بیلی کو اشارہ فرما دیتے جو فوراً سمجھ جاتا اور وہ کاغذ اُٹھا کر کسی اونچی جگہ پر رکھ دیتا۔

افتخار احمد (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ جب ہم ہندوستان میں سفر کر رہے تھے تو دہلی شریف میں ایک جگہ پر اخبار کا ٹکڑا زمین پر گرا ہوا دیکھ کر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی طرف اشارہ کر دیا جس کا مطلب تھا کہ اِس ٹکڑے کو اُٹھا لیں۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہاں اخبار وغیرہ میں کون سا اللہ کا نام لکھا ہوگا لہذا میں نے وہ ٹکڑا نہیں اُٹھایا۔ ابھی ہم تھوڑا آگے ہی گئے تھے کہ ایک اور ٹکڑا زمین پر پڑا دیکھ کر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا، اُٹھا لو! کیا پتہ ہوتا ہے۔ یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے دل کی کیفیت جان کر میری اصلاح بھی فرما دی۔

☆

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کلام اللہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یا اولیاء سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا بہت زیادہ ادب و احترام فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ اِس بات کی بہت تاکید فرمایا کرتے کہ نماز پڑھنے کے لیے مصلیٰ یا جائے نماز کا انتخاب بھی دیکھ بھال کر کیا جائے کہ اُس میں خانہ کعبہ یا مسجد سے مشابہت والی کوئی تصویر نہ ہو کیوں کہ اِس طرح کی جائے نماز پر نماز پڑھنا خلافِ ادب تصور کیا جاتا ہے۔

☆

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ دنیاوی طمع و لالچ سے بالکل پاک تھے اور آپ کی

طبیعت میں قناعت پسندی بہت زیادہ پائی جاتی تھی۔ اپنے آباؤاجداد کی زرعی زمین سے حاصل شدہ آمدن کا ایک بڑا حصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میلادِ پاک کے انتظام وانصرام، ماہِ رمضان کے دوران مدینہ پاک میں لنگر شریف، دینی معاملات کے علاوہ وابستگان کی خدمت اور آستانہ عالیہ کے لنگر شریف کے لیے مختص فرمایا ہوا تھا۔ جب کبھی کوئی بیلی آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتا تو آپ فی الفور ارشاد فرماتے کہ اِسے میلادِ پاک کے اکاؤنٹ میں جمع کروا دیا جائے۔ بیشمار مرتبہ ایسا ہوا کہ کئی امیر کبیر وابستگان نے کافی زیادہ مال و دولت آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نہایت پیار سے سمجھا بجھا کر واپس دے دیا کرتے تھے۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ کچھ لوگ آپ کی خدمت میں رقم پیش کرتے تو آپ بڑے پیار سے فرماتے ”دیکھو! یہ میں نے قبول کر لیے ہیں، اب یہ میرے ہیں لہٰذا میں جس طرح چاہے استعمال کروں“، پھر آپ اُسی بیلی کی جیب میں اُس کے دیئے ہوئے پیسے واپس ڈال دیتے اور اُسے اجازت مرحمت فرما دیتے۔ یہ خوبی آپ کا وصفِ عام تھی۔

افتخار احمد (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ بیلی جناب باؤ اختر عباس صاحب کے ہاں کھانے کی دعوت پر جانے کا موقع ملا۔ وہاں ایک شخص آپ کے ساتھ ملاقات کے لیے حاضر ہوا جو علیحدہ ملنا چاہتا تھا لہٰذا میں باہر آ کر گاڑی میں بیٹھ گیا اور کچھ دیر کے بعد حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لے آئے اور واپسی کا سفر شروع ہوا تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، ”اس بیلی نے میرے ساتھ اِس لیے ملاقات کرنی تھی کہ وہ مجھے ایک بلینک چیک دے رہا تھا کہ جتنی رقم چاہے بھر لیں۔“ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر میرے دل میں لڈو پھوٹ پڑے کیوں کہ اُن دنوں یونیورسٹی کی تعمیر کا کام تازہ تازہ شروع ہوا تھا تو میں نے سوچا کہ یہ تو بہت اچھا ہو جائے گا مگر اِسی دوران بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے وہ چیک اُسے واپس دے دیا، ہم نے پیسے کا کیا کرنا ہے، رہی بات یونیورسٹی کی، تو وہ میرے ماڑے ماڑے (غریب)

بیلی مل جل کر بنا لیں گے۔

☆

محترمہ اِرشاد بی بی (جلو، لاہور) بیان کرتی ہیں کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بیحد دلیر اور بہادر تھے۔ آپ کے رعب کا یہ عالم ہوتا تھا کہ جب آپ کسی جگہ تشریف لاتے تو وہاں کسی کی دَم مارنے کی مجال نہیں ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رعب و جلال بہت بے مثال تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت حاضر جواب اور بے باک اظہار فرمانے میں یکتا تھے۔ اِرشاد بی بی بیان کرتی ہیں کہ یہ آپ کے بچپن کا واقعہ ہے جب آپ کے ابا جان حضرت بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ہمشیرہ سیّدہ بے بے جی رحمۃ اللہ علیہا کے پاس بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ بابا جی سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہٗ العالی چلتے پھرتے اُس طرف جا نکلے۔ آپکے ابا جان بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک پوچھا، کیسے آئے ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ بس ویسے ہی آیا تھا۔ والدِ گرامی نے پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہٗ العالی سے فرمایا کہ اچھا پھر آپ چلے جائیں تو وہ اُسی وقت وہاں سے چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ بھی اُس طرف چلے گئے۔ آپکے والدِ گرامی بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی بالکل وہی سوال کیا کہ کیسے آئے ہو؟ تو بابا جی حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فی الفور جواب دیا کہ جی میں چل کر آیا ہوں۔ یہ جواب سنتے ہی دونوں بزرگ مسکرا اُٹھے کہ اِنہوں نے کس حاضر دماغی سے لاجواب کر دیا ہے۔

ایک مرتبہ کراچی سے تعلق رکھنے والے ایک بیلی (جواب مرحوم ہو چکے ہیں) نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں بطورِ تنقید اعتراض اُٹھایا کہ حضور یہ جو رسالہ ''مجلّہ حضرت کرماں والا'' شائع کیا جاتا ہے، اِس میں علمی باتیں کم ہوتی ہیں۔ زیادہ تر واقعات ہی ہوتے ہیں۔ اِس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ قرآن مجید میں بھی زیادہ تر واقعات ہی ہیں۔ تشریحات وغیرہ تو حدیث اور فقہ کی کتابوں میں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ واقعات کے ذریعے

بات سمجھانا زیادہ مؤثر پایا گیا ہے۔ (اللہ کریم اُس بیلی کی مغفرت فرمائے۔ آمین)

ایک مرتبہ لاہور سے تعلق رکھنے والے دیرینہ بیلی باؤ اختر عباس نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ میں نے آج یہاں محسوس کیا ہے کہ صفائی کا فقدان ہے۔ اِس کے متعلق آپ کوئی حکم جاری فرمائیں، تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، باؤ جی! یہ آپ کا بھی گھر ہے، آپ کو چاہیے کہ خود صفائی کر دیا کریں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک مرتبہ تونسہ شریف گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ واش روم میں صفائی کی ضرورت ہے تو میں نے کسی کو جا کر بتانے یا کہنے کی بجائے خود ہی واش روم کی صفائی کر دی تھی۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر مثبت روّیے پر بہت زیادہ بات کیا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کو اچھا اچھا کہتے رہو گے تو وہ اچھا بن جائے گا اور اگر کسی کو بُرا بُرا کہتے رہو گے تو وہ بُرا بن جائے گا۔ کئی مرتبہ آپ ارشاد فرماتے کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب کوئی یہ عرض کرتا کہ حضور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے تو آپ نے فوراً ارشاد فرمایا، بیلیا! رب کریم نے تو جواب نہیں دیا۔ پھر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے کہ دیکھو! کیسے اللہ کے بندے ایک مایوس انسان کی نا اُمیدی دور کر دیا کرتے تھے اور اُسے اللہ کریم کی ذاتِ قادرِ مطلق پر اپنا پختہ ایمان لانے کی نصیحت فرما دیا کرتے تھے۔

☆

پیر حکیم حاجی محمد ارشاد (سکنہ حضرت کرماں والا شریف) نے ایک طویل عرصہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیشمار سفر و حضر میں شب و روز گذارا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی شان و عظمت کا صحیح ادراک ہم میں سے کسی کو نہیں ہو سکا۔ آپ جب کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو سارے علماء دم بخود رہ جاتے اور بے ساختہ آپ کی تعظیم بجا لاتے۔ حالانکہ آپ بالکل سادہ کپڑے پہنتے اور سر پر اونی ٹوپی پہنی ہوتی جبکہ علماء وہاں پر بڑی بڑی پگڑیاں اور جبے پہن کر بیٹھے ہوتے۔ جب اُنہیں اِس بات کا علم ہوتا کہ یہ حضرت کرماں

والے بزرگوں کے سجادہ نشین اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں تو صاف نظر آتا کہ وہ اپنے جبے اور بڑی پگڑیوں کے اہتمام پر شرمندہ ہو جاتے تھے۔

☆

محمد سمیع اللہ نوری (مدیر اعلیٰ مجلّہ حضرت کرماں والا) بیان کرتے ہیں کہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فروغِ عشقِ رسول ﷺ کے لیے بیحد محنت کی۔ آپ دکھاوے، تصنع اور بناوٹ سے بہت دور تھے۔ آپ اِس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ لوگوں میں پہچان ہو یا لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوں۔ ایک مرتبہ ایک بہت نامور عالم حضرت کرماں والا شریف آ گئے تو اُن کی تنظیم کے لوگوں کی طرف سے اُن کے استقبال کے لیے بہت اہتمام کیے گئے اور بہت سارے تکلفات اُٹھائے گئے۔ ایک شخص ایک پاؤں میں جوتا پہنا رہا ہے تو دوسرا شخص دوسرے پاؤں میں جوتا پہنا رہا ہے۔ جب یہ بات بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے علم میں آئی تو آپ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس عجز و انکساری کے ساتھ جانا چاہیے اور اِس طرح کی حرکات سے گریز کرنا چاہیے۔ پھر فرمایا کہ یہ جو اتنے اہتمام کے ساتھ جبے پہن کر آتے ہیں کیا یہ رات کو سوتے بھی اِسی جبے میں ہیں یا پھر عام کپڑوں میں سوتے ہیں!

اِس بات میں کوئی شک نہیں حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خاطر مدارات اور پزیرائی سے بعید از قیاس حد تک بچنے کی کوشش فرمائی جبکہ آپ نے میلاد پاک کے فروغ کے لیے بہت کام کیا۔ آپ نے تو یہاں تک اعلان کروا دیا کہ میں کسی کے گھر میں نہیں جاؤں گا اور صرف مرکز تبلیغ یا مرکز میلاد پر قیام کروں گا۔ آپ نے اپنے مریدین اور وابستگان کی تربیت اِس طرح بھی فرمائی کہ اپنے ہاتھ چومنے سے بھی منع فرما دیا تا کہ کسی طرح آپ کے پیلی روایتی عقیدت و احترام سے کچھ آگے بڑھ کر دین کے لیے سوچیں اور عمل کریں۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ آپ گفتگو فرمایا کرتے

تھے جس میں سادہ سادہ انداز میں دل نشین باتیں کر کے اپنے محبین کو میلا دِ پاک کی دعوت دیتے اور تبلیغ کی افادیت سمجھاتے۔

علماء کرام کئی کئی کتابیں لکھتے ہیں مگر لوگوں پر عملاً اثر انداز نہیں ہو پاتے جبکہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی کتاب لکھے بغیر بے شمار لوگوں کو عملی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعشق میں غرق کر دیا اور لوگ گھر گھر محفل میلا د منعقد کروانے لگے۔ جگہ جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر شریف کے ڈنکے بجنے لگے اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک انوکھا رنگ اور اثر ہر طرف اپنی بہاریں دکھانے لگا۔

ooo

## جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک فرمان ہے، اگر تم جاننا چاہتے ہو کہ تمہارے وقت اور زمانے کا سب سے بڑا ولی اللہ کون ہے تو اِس بات کی کھوج لگاؤ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت وعشق کا تعلق قائم کرنے کے لیے کون سب سے زیادہ کام کر رہا ہے۔ بس وہ ہی اس وقت کا سب سے بڑا ولی اللہ ہے۔ یعنی جو اِس یک نکاتی ایجنڈے پر کاربند ہے وہی اللہ کا بندہ ایسا ہے کہ جسے اللہ کریم نے بھی اپنی ولایت کے اعلیٰ منصب پر فائز کیا ہوا ہے۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مقدسہ پر جتنا زیادہ غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی میں یہ ایک نکتہ بے حد حاوی، اہم اور مکمل طور پر چھایا ہوا نظر آتا ہے کہ آپ باقی ہر کام یا عمل کے لیے تھوڑی یا بہت تاکید کرتے مگر محفل میلا د سجانے کی ترغیب، تلقین اور دعوت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی میں سب سے زیادہ اہم اور لازم رکھی۔ نیکی کے دیگر کاموں کی تلقین بھی فرمایا کرتے تھے مگر جس طرح آپ محفل میلا د سجانے کے لیے رغبت دلاتے، اُس

کی مثال قریب یا دور محال ہی دکھائی دیتی ہے۔

محمد سمیع اللہ نوری (مدیر اعلیٰ مجلّہ حضرت کرماں والا) اپنی یادوں کے دریچے کھولتے ہوئے اُس وقت کو یاد کرتے ہیں جب بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۸۰ کی دہائی میں فروغِ میلاد شریف کے مشن کا آغاز کیا تھا۔ اُنہوں نے بیان کیا کہ میرے والدِ گرامی نصر اللہ خاں اعوان (جن کو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ پیار سے سیکرٹری صاحب فرمایا کرتے تھے) اُن اوّلین افراد میں شامل تھے جو ہر سال 22 اپریل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے دن (شمسی تقویم کے مطابق) باقاعدگی کے ساتھ محفل میلاد کا اہتمام کرتے جس میں شہر بھر کے لوگ شمولیت کے لیے آیا کرتے تھے اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی محبت کے ساتھ شمولیت کے لیے تشریف لاتے۔ دیپال پور شہر کے زیادہ تر لوگ آج بھی اُس وقت کو یاد کرتے ہیں کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری نے کچھ ایسا کرم کیا کہ ہر گلی راستہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے جگمگا اُٹھتا تھا۔ اِس کے علاوہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ ماہِ رمضان میں افطاری کے لیے بھی ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔

نوری صاحب بتاتے ہیں کہ میں اُن دنوں مختلف تنظیموں کے لیے تنظیمی کام کیا کرتا تھا جن میں انجمن طلباءِ اسلام، دعوتِ اسلامی اور تحریک منہاج القرآن شامل ہیں، اِسی دوران بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ بھری نظر مجھ پر آن پڑی۔ والد صاحب بھی مجھے اکثر تاکید فرمایا کرتے تھے کہ حضرت کرماں والا شریف جمعہ لازمی پڑھا کرو، حتیٰ کہ ایک مرتبہ میں جمعہ کے لیے نہیں جاسکا تو والدِ گرامی سخت خفاء ہو گئے۔ اِسی دوران ایک دن بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے پیغام بھیجا کہ بورے والا میں واقع کسی مسجد کے حوالے سے مسئلہ درپیش ہے اور حجرہ شاہ مقیم سے مسئلے کے حل کے لیے خط درکار ہے، چونکہ وہاں پر انجمن طلباءِ اسلام تنظیم کافی مضبوط تھی لہذا مجھے حکم ہوا کہ وہاں سے خط حاصل کر کے حاجی شفیق احمدؒ کے ساتھ جاؤ اور مسجد کا مسئلہ حل کرواؤ۔ میں نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ خط حاصل کرنے کے لیے میں چلا جاتا ہوں مگر یہ بزرگ بیلی ہیں اور میں نے داڑھی بھی نہیں رکھی ہوئی۔ اِس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کون سی

بڑی بات ہے۔ داڑھی بھی رکھی جائے گی۔ بس آپ کی اتنی بات نے میرے دل پر ایسا تیز وار کیا کہ میں نے اُسی دن داڑھی رکھنے کا ارادہ کر لیا۔

مسجد والے معاملے کے بعد بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے گاہے گاہے حضرت کرماں والا شریف بلوانا شروع کر دیا اور زیادہ تر فروغِ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حوالے سے باتیں کیا کرتے۔ یہاں تک کہ اکثر ساری رات گذر جاتی اور وقت کا پتہ ہی نہ چلتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے آہستہ آہستہ ترغیب دی کہ تم لکھ سکتے ہو لہٰذا حضرت کرماں والا شریف کا ایک رسالہ نکالو چنانچہ میں نے پہلا رسالہ مرتب کیا اور ''ضیائے مدینہ'' کے نام سے شائع کروا دیا۔ کچھ مزید عرصہ گذرا تو آپ نے مجھے میلاد شریف کے فروغ کے حوالے سے ایک باقاعدہ پروگرام بتایا اور ارشاد فرمایا کہ اِس پر عمل شروع کرنا ہے جس کے لیے تم بھی میرا ساتھ دو۔ بس پھر ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے دامانِ کریمی سے وابستہ ہو گیا۔

محمد سمیع اللہ نوری طیّبی بیان کرتے ہیں کہ جب بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے مراکز محفل میلاد کا قیام اور گھر گھر ماہانہ محفل میلاد کا انعقاد کرنے کے لیے دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تو پورے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ محنت و ریاضت صرف آپ ہی کا خاصہ تھی۔ آج کے دور کی بات تو ایک طرف، اُس وقت میں بھی کسی بڑے سے بڑے جوش و جذبے والے میں اتنی ہمت نہیں ہوتی تھی جس طرح حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے محنتِ شاقہ فرمائی۔

یہ بتاتے ہیں کہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں گاؤں کا سفر کیا۔ ہر جگہ تشریف لے گئے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس وقت کے دوران مجھے لازمی ساتھ رکھا تاہم باقی لوگ بدلتے رہتے جن میں خاص طور پر پیر حاجی شفیق احمدؒ، جناب شیخ رشید احمد (پتوکی والے) اور پیر قاری مشتاق احمد طیبیؒ شامل ہیں۔ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ دن کے وقت روزہ رکھتے اور گاؤں گاؤں جا کر دعوت و تبلیغ کا کام کرتے جب کہ افطاری سے پہلے اور بعد میں میلوں پیدل چلتے۔ گوگا صاحب (جو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی گاڑی چلاتے) کو حکم ہوتا تھا کہ گاڑی لے کر آگے چلے

جائیں اور پھر پیدل چل کر اُن کے پاس پہنچتے اور پھر فرماتے کہ گاڑی اور آگے لے جاؤ۔ اِس طرح بہت زیادہ پیدل چلتے۔ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً 6 ماہ روٹی نہیں کھائی بلکہ آپ بھنے چنے، گاجر، کھیرے وغیرہ پر گذارا کرتے۔ ہم اپنے ساتھ بہت ساری پرچیاں لے کر جاتے اور میں وہاں بیان کرتا جس میں لوگوں کو یہ احساس دلایا کرتا کہ یہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور جانشین آپ کے پاس پیغام لے کر آئے ہیں، تم لوگ چل کر کنویں کے پاس جاتے ہو مگر آج یہ کنواں تمہیں نوازے اور سیراب کرنے کے لیے خود چل کر تمہارے پاس آیا ہے، اِس لیے اِن کے پیغام کو سمجھو اور دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اپنے گھروں میں ماہانہ محفل میلاد منعقد کروانے کا وعدہ کرو اور پھر لوگوں میں پرچیاں تقسیم کر دی جاتیں جن پر لوگوں کے نام و پتے لکھوا کر واپس لاتے۔ چونکہ اُس دور میں کمپیوٹر کی سہولت میسر نہیں تھی لہذا واپسی پر میں اُن پرچیوں سے نام و پتے ایک رجسٹر میں درج کرتا جس میں میلادِ پاک کی حاضری لگائی جاتی اور پھر لوگوں کو یاددھانی کروانے کے لیے ہاتھ سے ڈاک پتے درج کر کے ہزاروں پوسٹ کارڈ پوسٹ کرتا۔ بے شمار بیلیوں کے ڈاک پتے مجھے زبانی یاد ہو گئے۔ الغرض بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت اور سرپرستی میں فروغِ میلاد شریف کے لیے اِتنا زیادہ کام کیا کہ جس نے ہمیں کامیاب کر دیا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت شفقت و مہربانی فرمانے لگے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں مسلسل دورے اور سفر کی وجہ سے نہ صرف بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارک علیل ہو گئی بلکہ مجھے تو یرقان ہو گیا جس پر میں واپس دیپال پور رہائش پر آ گیا اور علاج معالجہ شروع ہوا مگر یرقان ختم نہیں ہو پا رہا تھا۔ اسی دوران ایک دن حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی شفیق احمدؒ سے ارشاد فرمایا کہ نوری کا پتہ کروائیں، اُس کی طبیعت اب کیسی ہے۔ حاجی محمد شفیق احمدؒ ٹیلی فون کروانے کے لیے حضرت کرماں والا شریف میں موجود بینک میں چلے گئے کیونکہ اُس وقت میں فون بہت عام نہیں ہوتا تھا۔ بینک میں موجود مینجر (جو کہ بیلی بھی تھے) حاجی لطف اللہ نے حاجی محمد شفیق احمد سے کہا کہ ابھی کچھ مصروفیت ہے، بس تھوڑی دیر تک میں فون کر کے

پتہ کرتا ہوں۔ حاجی محمد شفیق احمدؒ واپس آ گئے اور کچھ دیر کے بعد پھر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو فرمایا کہ جا کر فون کروائیں اور پتہ کریں۔ وہ پھر آئے تو پھر مینجر حاجی لطف اللہ صاحب نے کہا کہ تھوڑی دیر تک فون کرتا ہوں۔ جب تیسری مرتبہ ایسا ہوا تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آ گئے اور آپ بذاتِ خود بینک تشریف لے گئے اور جاتے ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ بینک والے اپنے کھاتے وغیرہ اُٹھا کر یہاں سے چلے جاؤ۔ یوں آپ نے اُن کو سخت ڈانٹا اور فرمایا کہ میرے ساتھ تبلیغ کرنے والا ایک بیلی بیمار ہے اور تم لوگوں کو احساس نہیں ہو رہا۔ پھر آپ نے اُسی دن گاڑی بھیجی اور مجھے دیپال پور سے منگوا کر اپنے پاس اپنے کمرے میں زیرِ توجہ رکھا اور خود علاج معالجہ کی نگرانی فرمایا کرتے تاوقتیکہ میں بالکل تندرست ہو گیا۔ درحقیقت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی دین و سلسلہ عالیہ کے لیے خدمات سرانجام دینے والے ہر بیلی کے ساتھ اِسی طرح بے پناہ محبت اور پیار کیا کرتے تھے۔

نوری صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں جب ہم جگہ جگہ محفل میلاد منانے کی دعوت دینے کے لیے جاتے تو لوگوں کو ترغیب دلوانے کے لیے کہتے کہ اگر وہ اپنے گھر میں ہر مہینے میلاد شریف منعقد کروائیں گے تو ہم اُن کے ناموں کی قرعہ اندازی کریں گے اور ٹکٹ عمرہ دیں گے۔ اُس وقت بہت کم تعداد میں لوگوں کو یہ سعادت میسر آتی تھی کہ عمرہ شریف کی حاضری کے لیے جائیں چنانچہ اِس اعلان کا بہت مثبت اثر ہوا اور لوگ میلاد شریف منانے لگ گئے۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے خود اِس انعام کے بارے میں اعلان کیا اور اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ پہلے سال ہم ایک خوش نصیب کو عمرہ کے لیے بھیجیں گے، پھر دو افراد، پھر تین اور پھر میں نے 5 یا 6 افراد تک اعلان کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگلا لائحہ عمل پھر بتائیں گے، فی الحال یہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ حسبِ پروگرام یہ کام شروع ہو گیا۔ غالباً تیسرا یا چوتھا سال تھا جب حضرت میاں محمد ابوبکر شرقپوری قرعہ اندازی کر رہے تھے اور اس قرعہ اندازی میں میرا نام بھی نکل آیا، جس پر میں خوشی سے رونے لگ گیا تو بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ

نے ارشاد فرمایا کہ نوری! تم نے جس محبت کے ساتھ میلاد شریف کا کام کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے اُس کے صلے میں تمہیں یہ انعام بخشا ہے۔

☆

افتخار احمد (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ جب علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے بھائی جناب حامد ربانی صاحب نے حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس حضور نبی کریم ﷺ کا موئے مبارک آیا ہے اور میں اپنے آپ کو اِس قابل نہیں سمجھتا مگر آپ اِس عظیم نعمت کے اصل حقدار اور وارث ہے، اِس لیے میں آپ کو موئے مبارک پیش کرنا چاہتا ہوں تو ایسے لگتا تھا کہ جیسے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو کائنات کی سب سے بڑی خوشی مل گئی ہو۔ آپ کراچی تشریف لے گئے۔ جب موئے مبارک آپ کو ملا تو آپ نے جناب حامد ربانی اوکاڑوی سے ارشاد فرمایا کہ "چونکہ آپ نے مجھے وہ نعمت پیش کی ہے کہ جس کے برابر دنیا و مافیہا کچھ نہیں ہوسکتا، لہذا اِس وقت جتنے لوگ یہاں پر موجود ہیں، میں اِن سب کو گواہ بنا کر آپ سے کہتا ہوں کہ میں اپنی ہر چیز، زمین، مال الغرض سب کچھ آپ کے نام لگانے کے لیے راضی ہوں۔ آپ جب چاہیں، آئیں اور لے لیں۔" تاہم جناب حامد ربانی اوکاڑوی نے گذارش کی کہ یہ آپ کی امانت تھی جو میں نے آپ کے سپرد کردی ہے۔ میرے لیے آپ کی دعائیں کافی ہیں۔

پیر بشارت رسول گوگا جی بتاتے ہیں کہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضور نبی کریم ﷺ کے ۴ عدد موئے مبارک تھے جن کو آپ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے اور بہت زیادہ خیال فرمایا کرتے۔ ہر سال عرب شریف سے 5 لاکھ روپے کا عطر منگوایا جاتا تھا جو موئے مبارک کو لگایا جاتا تھا۔ تمام تبرکات کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ تعظیم و تکریم دیدنی ہوا کرتا تھا۔

☆

شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ، حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و حرمت اور تکریم

کے معاملے میں بہت زیادہ غیور اور جذباتی تھے۔آپ کسی اور بات کو برداشت کر سکتے تھے مگر اِس بات کو ہرگز برداشت نہیں فرماتے تھے کہ کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آپ سے نسبت والی کسی شے کے بارے میں غلط بات کرے۔

پیر بشارت رسول گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بورے والا محفل میلاد شریف میں حاضر تھا۔دورانِ محفل اچانک کسی شخص نے مجمع کے درمیان میں کھڑے ہو کر میلاد شریف پر اعتراض والی کوئی غلط بات کر دی۔گوگا جی کہتے ہیں کہ میں سٹیج پر ذرا فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا، میں نے صرف ایک لمحے کے لیے دوسری طرف دیکھا اور جب میں نے دوبارہ اُس شخص کی طرف نظر دوڑائی تو یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سٹیج سے اُتر کر عین اُس شخص کے سر پر کھڑے ہیں اور آپ اُس سے استفسار کر رہے ہیں کہ وہ کیا کہنے کی کوشش کر رہا ہے۔حالانکہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ قد و جسامت والے تھے اور کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ویسی جسامت والے عام لوگ اتنی تیزی کے ساتھ حرکت میں آ سکتے ہیں۔درحقیقت یہ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کا جذبہء عشقِ رسول علیہ الصلوۃ والسلام تھا جس کے ماتحت آپ کے لیے ایسا کچھ مشکل نہیں تھا۔

گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا اور آپ کے ساتھ ملاقات کرنے کے لیے بیلی آئے ہوئے تھے۔ایک ضعیف العمر بیلی نے آپ سے عرض کیا کہ دعا فرمائیں مجھے مدینہ پاک میں موت آئے۔آپ نے ارشاد فرمایا، بیلیا! جو سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہو، وہ جہاں بھی مَرے اُسے فرشتے مدینہ پاک میں لے جاتے ہیں اور اگر کوئی بے ایمان بدعقیدہ ہو، تو چاہے وہ مدینہ پاک میں مَرے، فرشتے اُسے اٹھا کر باہر پھینک دیتے ہیں۔

——— ooo ———

# جذبہء محبت اہل بیت وصحابہ کرام

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے طریقے کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیتِ اطہار کے ساتھ بے پناہ محبت وعقیدت کا اظہار فرمایا کرتے۔ آپ ہمیشہ اِس بات کی تاکید فرماتے کہ کسی ایک کی شان میں ذرا سی لغزش بھی ایمان سے خارج کرنے کا باعث بن سکتی ہے، اِس لیے بہت زیادہ احتیاط کے ساتھ ذکر کرنا چاہیے۔ ایک مرتبہ حضرت کرماں والا شریف میں اعتکاف کے دوران ایک بیلی (جو اہل بیتِ پاک کے حوالے سے بہت پُر جوش ہوا کرتا تھا) نے اہل بیتِ پاک کی منقبت پڑھتے ہوئے ایک شعر میں بعض صحابہ کے حوالے سے اعتراض والے لفظ پڑھے۔ اُس وقت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ گھر میں تشریف فرما تھے مگر آپ اُسی وقت باہر آ گئے اور سیدھا محفل میں تشریف لے آئے۔ آپ نے بہت سختی کے ساتھ اُس شعر کا رَدّ کیا اور سب کو اِس بات کی تاکید فرمائی کہ جو کلام بھی پڑھا جائے، اُسے دیکھ بھال لیا جائے کیوں کہ حضرت کرماں والا شریف کا عقیدہ بعینہٖ وہی ہے جو ہمارے اسلاف کا عقیدہ ہے۔ اِس میں ردّ وبدل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔

☆

پیر بشارت رسول گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ گذشتہ رات مجھ پر مہربانی کی گئی اور میں حضرات پنجتن پاک کی خدمتِ اقدس میں حاضر وموجود تھا اور میں نے دیکھا کہ پنجتن پاک مجھ پر بہت زیادہ کرم اور مہربانی کا اظہار فرما رہے ہیں۔

گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کے وقت شرق پور شریف جاتے ہوئے حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے چاند کی طرف دیکھا اور پھر ارشاد فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ

چاند پر کیا لکھا ہوا ہے؟ پھر خود ہی ارشاد فرمانے لگے کہ چاند پر لفظ ''علی'' (کرم اللہ وجہہ الکریم) لکھا ہوا ہے۔

☆

سیالکوٹ میں کنگرہ روڈ ایک ذیلی سڑک ہے جس پر مختلف چھوٹے بڑے گاؤں آباد ہیں۔ اِنہی میں سے ایک نسبتاً بڑا گاؤں ''باجڑہ گڑھی'' بھی واقع ہے۔ یہ گاؤں میرے (راقم الحروف) کے آباؤ اجداد کا مسکن بھی ہے۔ اِس گاؤں میں اعوان قوم کے کثیر لوگ آباد ہیں۔ کئی سال پہلے یہاں پر اہل تشیع حضرات کی ایک کثیر تعداد پائی جاتی تھی جبکہ میرے آباؤ اجداد سمیت چند خاندان ایسے آباد تھے جو حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے کے خادم اور پیروکار تھے۔ ایسے ہی گھرانوں میں سے ایک جناب مولوی مقصود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گھر بھی تھا۔ مولوی مقصود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا بہت سارا حصہ عقائد باطلہ کے خلاف جہاد میں گزارا۔ گاؤں میں اہل تشیع کی آبادی تو تھی مگر اُنہوں نے کوئی امام بارگاہ وغیرہ قائم نہیں کی تھی چنانچہ وہ اہل سنت کی مسجد میں ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ کئی مرتبہ مخالف لوگوں نے شر پسندی کے تحت اس مسجد پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن انکے ارادے ہر بار ناکام بنا دیئے جاتے۔ اسی کشمکش میں مولوی مقصود احمد صاحب اور دیگر اہل سنت کے کئی افراد کو بعض اوقات جیل بھی جانا پڑا مگر انہوں نے کسی موقع پر بھی صبر اور استقامت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اس جہاد میں اہل حق کو بہت ساری تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن ہر موقع پر وہ اپنے مرشد حضرت کرماں والے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اپنے حوصلے کو قائم و دائم رکھتے رہے اور مخالفین کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملاتے رہے۔ مولوی مقصود احمد صاحب اہل سنت و جماعت کو پوری طرح متحد رکھنے کی کوشش کرتے جبکہ شر پسند اُن کو پریشان کرنے کیلئے طرح طرح کی شرارتیں کرتے۔ کبھی مسجد کی دیواروں پر غلط قسم کی تحریریں لکھ دیتے۔ کبھی مسجد میں 10 محرم الحرام کا جلوس لیجانے کی کوشش کرتے۔ بالآخر اس طویل جنگ (جو تقریباً سن 60ء کی دھائی سے جاری

تھی) کا فیصلہ ایک اہم واقعہ کے ساتھ ممکن ہوا۔

یہ سن 1991ء کی بات ہے کہ مولوی مقصود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ مسجد میں صحابہ کرام کے نام اور درود شریف لکھوایا۔ اِس بات کا علم مخالف فریق کے لوگوں کو ہوا تو انہوں نے مسجد میں آ کر چاروں خلفائے راشدین کے ناموں اور درود شریف پر رنگ والا برش پھیر دیا اور لکھائی مٹا دی۔ مولوی مقصود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اِس مرتبہ معاملہ حد سے بڑھتا ہوا دیکھا تو حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کرماں والا شریف کی طرف ایک خط لکھ دیا۔ جب یہ خط بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو ملا تو آپ کو سخت جلال آ گیا۔ آپ کے مقرب خدام آج بھی اُس واقعے کو یاد کر کے بتاتے ہیں کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اِتنے زیادہ جلال میں تھے کہ آپ ننگے پاؤں گڑھی شاہو والی رہائش سے باہر نکل کر سڑک پر چلنے لگے۔ یہ دیکھ کر ایک بیلی نے گاڑی نکالی اور جلدی سے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے روانہ ہوئے اور آپ گاڑی پر سوار ہو گئے اور فرمایا کہ کسی جگہ رُکنا نہیں سیدھا باجڑہ گڑھی گاؤں چلو۔ اتفاق سے پیر قاری مشتاق احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں موجود تھے لہذا وہ بھی آپ کے ساتھ چلے گئے۔ جب بابا جی رحمۃ اللہ علیہ باجڑہ گڑھی گاؤں میں پہنچے تو سیدھا اُس مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ نے پیر قاری مشتاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ سپیکر کھول دیں اور پھر اعلان فرمایا کہ میں ”سیّد میر طیب علی شاہ بخاری، حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا پوتا“ یہاں آیا ہوں اور خلفائے راشدین کے نام اور درود شریف لکھنے لگا ہوں۔ جس کسی کو اعتراض ہے وہ مسجد میں آ جائے۔ اعلان ہوتے ہی گاؤں میں شور مچ گیا اور لوگ مسجد کی طرف دوڑے۔ جن لوگوں نے وہ قبیح حرکت کی تھی وہ تو اپنے گھروں میں چھپ گئے۔ چنانچہ تمام نام اور درود شریف کی تحریر دوبارہ لکھی گئی اور اُس کے بعد وہاں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں شر پسند عناصر کی واضح مذمت کی گئی۔ بالآخر دوسرے فرقہ کے رہنما آئے اور معافی مانگی۔ اُس دن کے بعد شر پسند عناصر کے حوصلے ایسے پست ہوئے کہ ایک تو دوبارہ کسی کو صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کی جرات نہ ہوئی اور دوسرا ایک طویل جنگ کے بعد اِس بات کا فیصلہ ہو گیا کہ مسجد

اہل سنت و جماعت کے عقیدے کے مطابق قائم رہے گی۔ صحابہ کرام کے نام مٹانے کا یہ واقعہ بعض اخبارات و رسائل میں بھی شائع ہوا جس سے عقائد باطلہ کی خوب سرکوبی ہوئی۔ یہاں تک کہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیری، بہادری اور شجاعت دیکھتے ہوئے کئی اہلِ تشیع باطلہ عقائد ترک کر کے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے۔

ooo

## پہلی سالانہ کل پاکستان محفل میلاد پاک ۱۹۹۲ء

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے جب گھر گھر ماہانہ محفل میلاد سجانے کی دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تو آپ نے مشاورت کے بعد حضرت کرماں والا شریف میں بھی ایک عظیم الشان محفل میلاد ہر سال منعقد کروانے کا پروگرام بنالیا۔ اِسی ضمن میں محمد سمیع اللہ نوری (مدیر اعلیٰ مجلّہ حضرت کرماں والا شریف) نے تجویز دی کہ چونکہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو ہر جگہ لوگ اپنے اپنے علاقوں میں جلوس وغیرہ کے لیے مصروف ہوتے ہیں چنانچہ ایک دن بعد ۱۴، ۱۵ ربیع الاوّل شریف کو حضرت کرماں والا شریف میں عظیم الشان محفل میلاد منعقد ہو جس میں لوگ جوق در جوق شمولیت اختیار کریں۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس تجویز کو منظور فرمایا اور یوں پروگرام طے پا گیا۔

۱۹۹۲ء میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے تایا جان حضرت پیر سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی حیات تھے جو کہ اُس محفل میلاد میں خود صدارت فرما رہے تھے۔ محفل میلاد کا اہتمام بہت وسیع زرعی رقبہ ملحقہ حضرت کرماں والا شریف پر کیا گیا اور لوگوں نے دیکھا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر محنتِ شاقہ کیسے رنگ لائی اور نہ صرف کہ اندرونِ ملک ہر جگہ سے بلکہ بیرونِ ملک سے بھی لوگ محفل میلاد میں شرکت کے لیے جوق در جوق آئے۔ اُس دن سے قبل حضرت کرماں والا شریف میں اتنی زیادہ بڑی تعداد میں لوگوں پر مشتمل کوئی بھی اجتماع

منعقد نہیں ہوا تھا۔ اس محفل میلاد میں ہر خاص و عام کو دعوت دی گئی تھی۔ پورے پاکستان میں دھوم مچ گئی کہ حضرت کرماں والے بزرگوں کے ایک سیّدزادے نے عشقِ رسول ﷺ کا ایک ایسا قافلہ تیار کر دیا ہے جو ہمیشہ اپنی آب و تاب کے ساتھ محوِ سفر رہے گا اور ذکرِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اِس سرزمین کو جگمگاتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

کچھ سالوں کے بعد محفل میلاد کی تاریخ میں تبدیلی بھی کی گئی جس کے متعلق بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اعلان فرمایا کہ میرا دل کرتا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کی شب بھی آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف پر محفل میلاد کا انعقاد ہوا کرے۔ چنانچہ یہ سلسلہ جاری و ساری رہا اور ہر سال محفل میلاد شریف منعقد ہوتی رہی جس میں ملک بھر سے مشائخ کرام، علماء عظام، نعت خواں حضرات، قراء اور کثیر تعداد میں متوسلین و مریدین شمولیت کرتے ہیں۔ شرکاء محفل کے لیے لنگر شریف کے طور پر خورد و نوش کا وسیع پیمانے پر انتظام کیا جاتا ہے۔

————— OOO —————

## ماہانہ ''محفل میلاد'' کا انعقاد

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی ترغیب و دعوت پر جہاں گھر گھر ماہانہ محفل میلاد کا انعقاد کیا جاتا، اُسی طرح آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف میں بھی باقاعدگی کے ساتھ ماہانہ محفل میلاد کا انعقاد جاری و ساری ہے۔ ابتدائی محافل میں کئی علماء کرام اور نعت خواں حضرات بھی شامل ہوا کرتے تھے۔ تقریباً 30 سال سے زائد عرصہ میں اِس پروگرام کو ہر حال، ہر موسم اور ہر وقت میں بحال اور جاری و ساری رکھا گیا ہے۔ عمومی طور پر ماہانہ محفل میلاد کا انعقاد ہر قمری مہینے کے آغاز پر پہلے پیروار کے دن کیا جاتا ہے۔ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جو تبلیغی پیغام (حسبِ ذیل) ہر خاص و عام کے لیے جاری کیا جاتا ہے، اُس میں بھی ماہانہ محفل میلاد منانے کی تاکید خاص کی گئی ہے۔

## بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تبلیغی پیغام

اللہ رب العالمین محض اپنے فضل و رحم سے ہر ایک مرد و عورت مسلمان کا انجام بخیر فرماویں۔ ذکر الٰہی و شریعت کی پابندی بہر حال ضروری ہے۔ دنیا یومِ چند۔ آخر کار با خداوند۔ نماز پنجگانہ کی پابندی کریں۔ شریعت کی پاسداری اور درود شریف کی کثرت کرتے رہیں۔ ہر ماہ اپنی تربیت اور دوسروں کو تبلیغ کرنے کے لیے ایک دن وقف کریں۔ اپنے گھر میں ہر ماہ کم از کم ایک مرتبہ محفل میلاد منعقد کریں جس کے لیے اہتمام شرط نہیں بلکہ محبت و خلوص لازمی ہے خواہ پانی کا ایک گلاس ہی میسر آئے۔ والسلام الیٰ یوم القیام

OOO

## منبر بولے گا

۱۹۹۲ء کا رخصت ہوتا ہوا موسمِ گرما ایک عظیم الشان اور خوبصورت محفل میلاد کی یادوں کی شبنم اپنے دامن میں سمیٹ کر لے گیا۔ نئی سوچ، نئے جذبے اور نئی اُمنگ کے ساتھ ایک نئے مشن کا آغاز ہوا تو تقدیر اُمتِ مسلمہ کی سسکیوں میں ایک میٹھی مسکراہٹ ابھری اور اُمیدوں نے نئے پل باندھ لیے۔ سیّد الاتقیاء بابا جی سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کو ایک نیا رنگ مل گیا۔ سوچ کی گہرائیاں مزید گہری ہوئیں تو ۱۹۹۴ء کا بارانِ رحمت سے دُھلا ہوا منظر پوری آب و تاب کے ساتھ واضح ہو گیا۔ بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جگر گوشہ اطہر، بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبتِ جلیلہ کے امین اور پیر سیّد غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی محبتوں کے وارث، بابا جی سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اُسی منبر پر تشریف فرما تھے جس پر کبھی حضرت صاحب کرماں والے تشریف فرما ہوا کرتے تھے، جی ہاں! یہ وہی منبر تھا جس پر بیٹھ کر کبھی حضرت کرماں والے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اور میلوں

دور کھیتوں میں کام کرتے ہوئے بیلی آپ کا خطبہ سنتے، یاد کرتے اور لکھ لیا کرتے۔ بلاشبہ یہ وہی منبر تھا اور اِسی لیے لمحات بھی دم بخود ہو کر تکمیل فرمانِ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا منظر محفوظ کر رہے تھے۔ اُس وقت حاضرین کی کیفیات کا منظر دیدنی تھا جب دورانِ خطاب حضور بابا جی سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''فروغِ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس تحریک میں ...... مَیں اکیلا نہیں ہوں ...... بلکہ یہ سب میر طیّب علی شاہ بیٹھے ہیں'' ...... تب میں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ ہزاروں لوگوں کو فرطِ جذبات سے بیک وقت روتے ہوئے دیکھا، آسمان بھی اپنے جذبات کو سنبھال نہ سکا اور موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ اُس دن میں نے بھیگے ہوئے لوگوں میں جوش سے بھڑکتے ہوئے جذبات دیکھے۔ پھر کئی قوانین بدل گئے، کس لیے؟ صرف اِس لیے کہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فروغ دیا جائے، صرف اِس لیے کہ خانقاہی نظام کو رواج دیا جائے، حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ایک صدائے بازگشت بن کر میرے کانوں سے ٹکرانے لگا، ''ایک وقت آئے گا جب سیّد عثمان علی شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) کا منبر بولے گا''۔

☆

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے مقربِ خاص پیر حکیم حاجی محمد ارشاد بیان کرتے ہیں کہ یہ 1986ء کی بات ہے، آپ کے ایک خادم بیلی نے آپکو دوائی دیتے ہوئے ایسی سنگین غلطی کی کہ جس کی وجہ سے دوائی انتہائی خطرناک اور جان لیوا بن گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جیسے ہی دوا کا استعمال فرمایا تو آپ کی حالت ہر گذرتے لمحے کے ساتھ بگڑنا شروع ہوگئی۔ حکیم صاحب بتاتے ہیں کہ ہم سب سخت پریشان ہوگئے اور میں جلدی سے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو گاڑی میں میو ہسپتال لے کر چلا گیا۔ جب ہم ہسپتال پہنچے تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بہت زیادہ ناساز ہو چکی تھی۔ اِسی دوران بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جلدی سے وضو کر کے آؤ۔ میری ذہنی حالت اور زیادہ پریشان کن ہوگئی کہ خدا جانے کیا ماجرا ہے! بہر حال میں جلدی

سے گیا اور وضو کر کے واپس آیا تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جلدی سے ۲ نفل پڑھو، مجھے لگتا ہے میرا آخری وقت آ گیا ہے۔ جب نفل پڑھے تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت صاف ایسے معلوم ہو رہی تھی جیسے کسی پر وقتِ نزع طاری ہو جاتا ہے، بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت دیکھ کر آنسو بہہ رہے تھے اور کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کیونکہ دماغ ماؤف ہو گیا تھا۔ اُس انتہائی شدید کیفیت و حالت کے دوران اچانک بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے لب مبارک ہلے تو میں نے جلدی سے توجہ کی، آپ فرما رہے تھے کہ اِرشاد! یہ کیا ہو رہا ہے؟ ایسا ہو نہیں سکتا۔ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا منبر بولے گا، اگر آج میں فوت ہو گیا تو منبر کیسے بولے گا؟

پیر حکیم حاجی محمد ارشاد طیبّی بیان کرتے ہیں کہ بس یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت یکدم بہتر ہونا شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ محض تھوڑی دیر کے بعد آپ خود چل کر گاڑی کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ چلو واپس گھر چلتے ہیں۔ ڈاکٹر بھی بیحد حیران تھے کہ اس قدر نازک حالت کے باوجود آخر ایسا کیا ہوا ہے کہ یہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گئے ہیں اور خود چل کر واپس جا رہے ہیں۔

پیر حکیم حاجی محمد ارشاد طیبّی کہتے ہیں کہ بس پھر چند سال ہی گذرے تھے کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے دین و سلسلہ عالیہ کا کام کرنے کے دوران گفتگو شروع فرما دی اور پھر ہم سب نے دیکھا کہ آپ بڑے بڑوں سے زیادہ بہتر بات چیت کرتے، حالانکہ بظاہر آپ کسی مدرسے یا یونیورسٹی سے پڑھے ہوئے بھی نہیں تھے لیکن بڑی بڑی یونیورسٹیوں سے پڑھے ہوئے اور نامور مدرسوں سے فارغ التحصیل بھی دم بخود ہو کر آپ کی باتیں سنتے اور سر دھنتے تھے اور ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ یہ باتیں تو آج تک کسی نے سنائیں اور نہ ہی بتائیں۔ اِسی طرح کراچی یونیورسٹی میں حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے گفتگو فرمائی تو وہاں پر حاضر سروس ڈی۔آئی۔جی اور اے۔آر۔وائی کا مالک بھی موجود تھا۔ وہ بھی آپ کی گفتگو سن کر دنگ رہ گئے۔ یہاں تک کہ چینل کے مالک نے بعد میں آپ سے ملاقات کے لیے اہتمام کیا اور آپ

سے گذارش کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے چینل پر کچھ وقت کے لیے گفتگو فرمائیں۔ جہاں بھی آپ تشریف فرما ہوں گے، ریکارڈنگ کے لیے گاڑی وہاں ہی آ جائے گی۔ ممکن تھا کہ آپ حامی بھر لیتے مگر وہاں موجود ایک عالمِ دین بیلی نے نامعلوم وجوہات کی بناء پر اِس بات سے منع کر دیا اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ آپ زیادہ تر اپنے تنظیمی بیلیوں یا میزبان کی بات مان لیا کرتے تھے اور اپنی مرضی تک ظاہر نہیں کیا کرتے تھے۔ اللہ والوں کی شان کچھ ایسی ہی ہوتی ہے۔

---------- OOO ----------

## حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ پرانے خدام اور بیلی اکثر یہ بات کیا کرتے تھے کہ حضور گنجِ کرم حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی حضرت بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے نائب کے طور پر مقرر فرما کر اپنی ذاتی رہائشی حویلی، لنگر خانہ اور آستانہ عالیہ کا جملہ انتظام و انصرام اُنکے سپرد کر دیا تھا جو کہ اِس بات کا واضح اور منہ بولتا ثبوت تھا کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ اپنے لختِ جگر بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سلسلہ عالیہ کا جانشین مقرر فرمانا چاہتے تھے۔ بہرحال حالات کچھ ایسے ہو گئے کہ باقاعدہ نامزد کرنے کا موقع نہیں ملا اور آپ اِس جہانِ فانی سے وصال فرما کر واصل باللہ ہو گئے۔ یوں آپ کے فرزندِ اکبر سیّد الاتقیاء کو جملہ مشائخ اور بزرگانِ سلسلہ عالیہ نے آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا کا سجادہ نشین اوّل مقرر کر دیا۔ تاہم تقدیر نے اپنا جو فیصلہ لکھ دیا تھا وہ بھی حالات کو پلٹ کر اُسی طرف لے جا رہا تھا کہ جس طرف اُسے لیجانے کے لیے اللہ کے ولی حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے خواہش کی تھی۔ حضرت بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے صاحبزادے پیر جی سیّد غضنفر علی شاہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدِ گرامی کی حیات میں ہی وصال فرما گئے اور بعدازاں جب حضرت بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو سلسلہ عالیہ اور آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کے جملہ انتظام وانصرام کا ذمہ سیّدالاولیاء بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان کے پاس آ گیا۔ اِسی ضمن میں ایک منفرد واقعہ کتاب ''معدنِ کرم'' میں حسبِ ذیل درج ہے۔

کتاب ''معدنِ کرم'' میں لکھا ہوا ہے کہ جناب بشیر احمد عرف مکھن (جو کہ مذکورہ کتاب کی اشاعت کے بعد وصال فرما گئے اور حضرت کرماں والا شریف کے رہائشی ہونے کی وجہ سے وہاں ہی سپردِ خاک ہیں) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور سائیں بلیاں والے (اصل نام سائیں غلام رسول تھا، اُن کا مزار بھاٹی گیٹ کے قریب موجود ہے) حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے وہ آپ کو عطر پیش کرنا چاہتے تھے جبکہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سائیں صاحب کے ساتھ پیار کی وجہ سے انکار فرما رہے تھے اور وہ اصرار کر رہے تھے۔ اِسی دوران اچانک رہائش کے باہر سے بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی گاڑی کا ہارن بجا تو آواز سن کر سائیں صاحب نے کہا، بابا جی سرکار تشریف لے آئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے سائیں صاحب سے پوچھا، کیا آپ بابا جی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کرتے ہیں؟ اُنھوں نے جواباً فرمایا کہ جی ہاں! میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کرتا ہوں۔ تب اعلیٰ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، سائیں جی! میں بھی پیر جی سیّد عثمان علی شاہ سے محبت کرتا ہوں۔ سائیں صاحب نے یہ سُن کر کہا کہ آپ بھلا اُن سے کیوں نہ محبت کریں، سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل پاک اُن سے ہی آگے بڑھنی ہے۔ (حالانکہ اس وقت تک بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شادی مبارک بھی نہیں ہوئی تھی)۔ یہ بات سن کر حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، سائیں جی! آپ نے ابھی کیا کہا ہے؟ سائیں صاحب نے پھر اُسی طرح کہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے تین مرتبہ یہی سوال کیا اور سائیں صاحب نے ہر بار بعینہٖ وہی جواب دیا کہ آپ بھلا اُن سے کیوں نہ محبت کریں، سرکار نبی کریم ﷺ کی نسل پاک اُن سے ہی آگے بڑھنی ہے۔تب حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ سائیں جی ہن سانوں تسی عطر دیو (یعنی اب ہمیں عطر دے دیجئے)۔

چنانچہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ دراصل اپنے دادا جان اور دیگر مشائخ و بزرگوں کی مراد تھے اور سب کی رضا و مرضی اِسی بات میں تھی کہ وہ سلسلہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کو سنبھالیں چنانچہ سجادہ نشین اوّل، بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی خود سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف بننے کی بجائے اپنے محبوب، لاڈلے اور چھوٹے بھائی، بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں سجادہ نشینی سے بخوشی دستبردار ہو گئے اور بذاتِ خود سجادہ نشینی کی ذمہ داری ایک امانت کی طرح اُن کے سپرد کر دی۔

اور اِس طرح حضور شیخ المشائخ بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سجادہ نشین اوّل بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے جملہ مشائخ بشمول سجادہ نشین آستانہ عالیہ مکان شریف، سجادہ نشین آستانہ عالیہ کوٹلہ شریف اور سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرق پور شریف نے متفقہ طور پر سجادہ نشین دوم قرار دیتے ہوئے دستار بندی کی۔دستار بندی کی اُس تقریبِ سعید میں بیشمار مشائخ عظام اور سجادہ نشین حضرات بھی موجود تھے، جن کی مکمل تائید و حمایت بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل و میسر تھی۔

پیر بشارت رسول گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا اور آپ زائرین سے ملاقات فرما رہے تھے۔اِسی اثناء میں ایک بیلی قطار میں لگ کر جب ملاقات کرنے کے لیے آپ کے پاس پہنچا تو پیر حاجی محمد شفیق احمد نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اِس بیلی کے لیے خاص دعا کرنی ہے تو

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی محمد شفیق احمد سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب! آپ سفارش نہ بھی کریں تو مجھے پتہ ہے کہ کس کو کیا چاہیے اور مجھے کس کے لیے کتنی دعا کرنی ہے۔ حاجی صاحب! میں یہاں کسی کے بٹھانے سے بیٹھا ہوں، اپنی مرضی سے نہیں بیٹھا ہوا۔ پھر ایک مرتبہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہاں پر جو اتنی دنیا یا لوگ آتے ہیں، یہ خود ہی نہیں آجاتے، یہ ایسے ہی نہیں آجاتے۔ یہ کسی کی نظر یا توجہ کی وجہ سے آتے ہیں۔

—————— ooo ——————

## عطائے خلافت اور سلسلہ عالیہ طیّبیہ کی بنیاد

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دو بیٹوں (بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کے علاوہ کسی کو سلسلہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کی خلافت یا بیعت کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اِسی طرح سجادہ نشین اوّل بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے بیٹے کے علاوہ کسی کو خلافت یا بیعت کرنے کی اجازت نہیں دی۔ البتہ حضور شیخ المشائخ بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ڈیڑھ سو سے بھی زائد افراد کو خلافت و اجازت سے نوازا ہے۔ چنانچہ اگر پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہٗ العالی کے اجازت یافتہ خلفاء کے علاوہ کوئی دوسرا شخص حضرت کرماں والا شریف کی خلافت و اجازت وغیرہ کا دعویٰ کرے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ ایسے کسی شخص کی بات تسلیم کرنے کے قابل نہیں۔

اکیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس بات کا اعلان فرما دیا کہ اب ایک نئے سلسلے کی بنیاد رکھی جائے گی جس کے ماتحت منتخب مریدین کو خلافت کی ذمہ داری دی جائے گی تا کہ وہ زیادہ بہتر طریقے سے دین و سلسلہ عالیہ کا کام کر سکیں۔ چنانچہ آپ نے سلسلہء خلافت کا آغاز فرمایا اور سب سے پہلے مقربِ خاص، بچپن سے

سفر و حضر میں آپکے خدمت گذار، بے حد با اخلاق اور صوفی منش جناب پیر بشارت رسول گوگا جی کو خلافت عطا فرمائی۔ پھر دیگر بیلیوں کو بھی خلافت کی ذمہ داری سے نوازا گیا۔ بعض لوگوں نے اِس نئے طریقے اور سلسلے پر اعتراضات بھی کیے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گاہے بگاہے وضاحت بھی فرمائی۔ ایک مرتبہ آپ نے راقم الحروف (ثناء اللہ طیبؔی) سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا، ایک بات بتاؤ، جن درگاہوں پر سجادگان بیٹھے ہیں کیا وہ سب اُن مسندوں کے اہل ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر میں نے دین کے فروغ کے لیے اپنے بیلیوں کو خلافت و اجازت دی ہے تو اِس میں کیا حرج ہے؟ دوسروں کی بات نہیں کرتا، میں اپنی بات کرتا ہوں کہ میں اِس سجادہ کے قابل نہیں ہوں۔ اللہ اکبر، یہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ عاجزی و انکساری تھی کہ آپ نے کسی کا نام نہیں لیا۔

—————— ooo ——————

## مراکز محفل میلاد اور سلسلہء تبلیغ و تربیت کا قیام

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے خود سلسلہء تبلیغ کا آغاز فرمایا۔ آپ نے بیشمار گاؤں اور شہروں میں تبلیغی دورے کیے اور لوگوں کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ کے لیے تیار کیا۔ جب کثیر تعداد میں لوگ اپنے اپنے گھروں میں محفل میلاد منانے لگ گئے تو پھر اُن کو منظّم کرنے کے لیے آپ نے ہر گاؤں، محلے، ٹاؤن اور علاقے میں ”مرکز محفل میلاد“ قائم کرنے کی تاکید فرمائی اور ایک منظّم بیلی کو ذمہ داری سے سرفراز فرمایا جو اپنے علاقے کے گھروں میں محفل میلاد شریف منعقد کروانے کے لیے یاددھانی کرواتا اور تنظیمی اُمور سرانجام دیا کرتا۔ دراصل کئی لوگوں نے اِس بات کو اُجاگر کیا کہ ہمیں طریقہ نہیں آتا اور مسجد کے مولوی صاحب کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ ہمیں اِس حوالے سے مکمل رہنمائی فراہم کر سکیں چنانچہ خادم مرکز محفل میلاد کی ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ ایسے لوگوں کی مدد کرے۔

پھر بعد ازاں ایک منظّم تبلیغی سلسلہ قائم کیا گیا جس کے تحت ہر جگہ مرکز تبلیغ وتربیت قائم کیے گئے جہاں پر وابستگان اور دیگر لوگوں کو اکٹھا کر کے دینی تربیت دی جاتی اور پھر تبلیغ کے لیے روانہ کیا جاتا۔ سلسلہ ٔ تبلیغ کے دوران درس دینے کے لیے آپ کے حکم کے مطابق تبلیغی نصاب ”اُسوۂ حسنہ“ کے نام سے مرتب کیا گیا۔

تاہم یہ بات بطور خاص قابل ذکر ہے کہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا جاری کردہ یہ تمام تر تبلیغی سلسلہ صرف دینی مقاصد کے لیے تھا اور ان شاء اللہ ہمیشہ دینی مقاصد کے لیے ہی قائم رہے گا، کیوں کہ ہمارے پیرو مرشد حضور شیخ المشائخ بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سیاسی جماعت سے کوئی وابستگی قائم نہیں کی۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین، متوسلین اور خدام کی اصلاحِ نفس اور روحانی تربیت کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہے۔ یہ بات عین حقیقت ہے کہ ساری زندگی آپ احیائے سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمبردار رہے، آپ خود بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت اپنانے کی کوشش فرماتے اور تمام مریدین کو بھی شریعت کا راستہ اور سنت کا طریقہ اپنانے کی تلقین فرمایا کرتے۔ آپ کی رفتار، گفتار، خواب اور لباس وغیرہ سب سنت کے مطابق تھے۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خاص تاکید پر تقریباً ۱۸ سال قبل اجتماعی، روحانی، تربیتی اعتکاف کا سلسلہ شروع کیا گیا جس کے تحت ہر سال رمضان المبارک کے آخری دس دن ہزاروں افراد آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف میں ”روحانی و تربیتی“ اعتکاف کرتے ہیں، لنگر شریف سحری، افطاری اور تربیت کا مکمل انتظام کیا جاتا ہے۔

——— ooo ———

## ماہنامہ ”مجلّہ حضرت کرماں والا“ کا اجراء

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے سال ۱۹۹۱ء میں اپنے مقرب خاص محمد سمیع اللہ

نوری طیّبی کو باقاعدہ تربیت و رہنمائی دے کر یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ ماہانہ رسالہ شائع کرے جس میں حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور ملفوظات کی اشاعت ہو۔ چونکہ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں بذاتِ خود سرگرم عمل تھے اور چاہتے تھے کہ دنیا بھر میں سلسلہ عالیہ کا پیغام پہنچے چنانچہ آپ نے بالخصوص اپنے وابستگان اور بالعموم دیگر لوگوں کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت تقسیم کرنے، اولیائے کرام کی تعلیمات سے روشناس کرانے، قرآن، حدیث اور فقہی احکام و مسائل کی معلومات فراہم کرنے کے لیے ماہانہ رسالہ شروع کروایا۔ ابتدائی چند سال، رسالے کا نام ماہنامہ ضیائے مدینہ رکھا گیا تاہم بعد میں قانونی منظوری کے بعد اِس رسالے کا نام ''مجلّہ حضرت کرماں والا'' کر دیا گیا۔ اس رسالہ کا اجراء ۱۹۹۲ء میں ہوا۔ تاہم بعد ازاں سال ۱۹۹۷ء میں اِس کا انتظام و انصرام راقم الحروف (ثناء اللہ طیّبی) نے سنبھال لیا اور مسلسل و باقاعدگی سے تقریباً 20 سال بطور مدیر ذمہ داری نبھائی۔ اور پھر نئی انتظامیہ کو باقاعدہ جاری اشاعت و ترسیل کے ساتھ سونپا۔ اور اب آئندہ بھی یہ رسالہ مسلسل شائع ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

OOO

## اولیائے حضرت کرماں والے رح کا سالانہ عرس مبارک

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والدِ گرامی سیّد الاولیاء بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پُر ملال کے بعد اپنے برادرِ اکبر بابا جی سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی کے ہمراہ مل کر اپنے مریدین، متوسلین اور وابستگان کے لیے سالانہ روحانی اجتماع کی صورت میں سالانہ عرس مبارک کا لازم و باقاعدہ اہتمام فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود انتظامات کا جائزہ لیا کرتے اور مختلف خدام کو ذمہ داریاں سونپی جاتیں جس میں آنے والے زائرین اور وابستگان کی لازمی خدمت شامل تھی۔

سالانہ عرس مبارک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت اوراسلاف و بزرگان کے ایصال ثواب کے لیے مشترکہ طور پر منعقد ہوتا۔ سالانہ عرس مبارک ہر سال ۲۷، ۲۸ فروری کو آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف میں منعقد کیا جاتا جس میں ملک بھر سے علماء، مشائخ، قراء، نعت خوان اور متوسلین شرکت کرنے کی سعادت حاصل کرتے۔

اکیسویں صدی کی پہلی دھائی میں لوگوں کا جمِ غفیر اور اجتماع دیکھتے ہوئے حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم جاری فرمایا کہ آئندہ سالانہ عرس مبارک ۳ دن منایا جائے گا۔ چنانچہ سال ۲۰۱۱ء تک اِسی پروگرام پر عمل ہوتا رہا۔ تاہم سال ۲۰۱۲ء میں حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے زائرین، متوسلین اور عقیدت مندان کی سہولت کے پیشِ نظر پانچ روزہ پروگرام یعنی مورخہ ۲۴ فروری سے لے کر مورخہ ۲۸ فروری تک محافل ترتیب دینے کا حکم جاری فرمایا جس کے ماتحت روزانہ مختلف اضلاع سے لوگ جوق در جوق سالانہ عرس مبارک میں حاضری کے لیے آتے اور دعا کے بعد واپس اپنے گھروں کو لوٹ جاتے، جبکہ آخری روز ضلع اوکاڑا اور گردونواع کے لوگوں کو شمولیت کر کے حصولِ فیض کا موقع دیا جاتا۔ ضلع اوکاڑا میں ہر سال ۲۸ فروری کو سرکاری سطح پر عام تعطیل کا اعلان بھی کیا جاتا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو آغاز سے لے کر سالانہ عرس مبارک ۲۰۲۱ء تک حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس بات کا خاص خیال رکھا کہ آپ کے محبین کو زیادہ سے زیادہ سہولت دی جائے۔ عرس مبارک کے اصل مقصد یعنی تبلیغ وتربیت کے زیادہ سے زیادہ ثمرات لوگوں تک پہنچائے جائیں اور جس طرح بہت سی خانقاہوں میں عرس ایک میلے کی شکل اختیار کر گئے تو اُس قسم کی غیر شرعی خرافات سے حتیٰ الامکان بچا جائے۔

راقم الحروف (ایڈیٹر) کو یہ بہت اچھی طرح یاد ہے کہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اِس بات کی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا عرس شریف ہرگز ہرگز میلے کی شکل اختیار نہ کرے۔ اِس مقصد کے لیے آپ بذاتِ خود عرس مبارک کی محافل کے دوران گفتگو کرتے

ہوئے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جو بیلی یہاں پر آئے ہیں وہ باہر گھومنے پھرنے کی بجائے باوضو محفل میں بیٹھ کر تربیتی بیانات سنیں، نعت شریف سنا کریں اور لنگر شریف کھایا کریں۔ آپ اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ باہر سے خرید کر چیزیں کھانے کی بجائے لنگر شریف کھایا کرو۔

ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے عرس مبارک سے صرف ایک دن پہلے ساری انتظامیہ کمیٹی کو بلوایا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے آج یہ خواب دیکھا ہے کہ لوگ یہاں میلے ٹھیلے کی شکل بنانے کی کوشش کر رہے ہیں جس کی وجہ سے میں پریشان ہو کر بیدار ہوا ہوں۔ آپ سب لوگ انتظامی اُمور کو احتیاط سے ادا کریں اور ہرگز میلے کی صورت نہ بننے دیں۔ اگر کوئی ہدایات کے برعکس کوشش کرتا ہے تو اُسے قانون کے حوالے کر دیں۔ ہم نے اِس آستانہ عالیہ کو ان شاء اللہ ہمیشہ مکمل طور پر شریعت اور سنت کے سانچے کے مطابق چلانا ہے اور یہاں غیر شرعی حرکات کی کسی صورت اجازت نہیں دی جائے گی۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پُر ملال کے بعد یقیناً اب یہ ذمہ داری موجودہ سجادہ نشین اور انتظامیہ پر بہت زیادہ عائد ہوتی ہے کہ وہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور ہدایات کا مکمل خیال رکھیں اور عرس شریف کو ہمیشہ تزکیہء نفس، تطہیر قلب و روح اور دینی تربیت کا منبع و محور بنائے رکھیں۔

OOO

## لنگر شریف کا اہتمام

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اسلاف اور بزرگوں کی طرح اِس امر کی طرف بہت زیادہ توجہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین اور اولیائے حضرت کرماں والے رحمہم اللہ علیہم کے مریدین جب بھی آستانہ عالیہ پر حاضری کے لیے آئیں

تو اُنہیں یہ احساس زیادہ سے زیادہ ملے کہ وہ اپنے گھر آئے ہیں چنانچہ وہ لازمی طور پر کھانا یعنی لنگر شریف کھا کر جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ساری حیاتِ مبارکہ میں اِس بات کی تلقین فرماتے رہے۔ ہمیشہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ لنگر شریف میں شفاء ہے۔ اُسکی سادگی دیکھ کر کوئی خیال نہ پیدا کرنا مگر جب کھاؤ گے تو اچھے کھانے بھی بھول جاؤ گے اور اندرونی شفاء سے بھی مستفیض ہو جاؤ گے۔ آپ تمام انتظامی ذمہ داریوں میں سب سے زیادہ شفقت اُن خدام کے ساتھ فرمایا کرتے تھے جو زائرین کے لیے لنگر شریف کا بندوبست کرتے یا وہ بیلی جو زائرین کو لنگر شریف کھلایا کرتے تھے۔

دراصل لنگر شریف کا یہ سلسلہ بزرگوں کا جاری کردہ صدیوں پرانا طریقہ ہے۔ حضرت گنجِ کرم سید محمد اسماعیل شاہ بخاری حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے جس لنگر شریف کا اجراء کرموں والہ شریف ضلع فیروز پور سے کیا تھا، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے کے امین ہیں۔ اِسی لیے سالانہ عرس مبارک، محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر ماہانہ محافل کے علاوہ متوسلین کے لیے چوبیس گھنٹے لنگر شریف کا سلسلہ جاری وساری رہتا ہے۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ فیض سے لنگر شریف کی بڑی برکتیں ہیں جسکے سبب روحانی اور جسمانی امراض کا مداوا ہو جاتا ہے۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق گذشتہ کئی سال سے مقرر کردہ و مخصوص تنظیمی بیلی (بالخصوص گجومتہ شریف اور کاہنہ نوء لاہور سے تعلق رکھنے والے) ہر سال آستانہ عالیہ شرق پور شریف میں عرس مبارک کے دوران حاضر ہو کر مقامی انتظامیہ کے ساتھ معاونت کرتے ہوئے، لنگر شریف کی تیاری اور حاضرین وزائرین کو کھلانے کے لیے باقاعدہ ذمہ داری سرانجام دیتے ہیں۔

———— ooo ————

# تصرفات و کرامات

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ پاک پر اگر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ آپ اِس زمانے میں ایک بالکل الگ شان وشوکت کے حامل تھے اور با قاعدہ طور پر خاص مقصد ومشن پر کار بند تھے۔ آپ کی عادات، خصائل اور انداز واطوار پر جتنی زیادہ تحقیق کی جائے گی، اتنا ہی زیادہ پتہ چلتا جائے گا کہ آپ کے تصرفات اور کرامات کا انداز بھی بیحد منفرد اور اعلیٰ تھا۔ آپ نقشبندی بزرگ ہیں اور طریقہ نقشبندیہ کے ماتحت آپ نے ہمیشہ اپنے روحانی مدارج کو پوشیدہ رکھا اور ایک پردے میں خود کو چھپائے ہوئے اپنا عظیم دینی و روحانی مقصد راہِ منزل پر گامزن کر کے واصل باللہ ہو گئے۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات سے رونما ہونے والی کسی بھی خارقِ عادت چیز کو کرامت کے طور پر ظاہر کرنے سے سخت گریز فرماتے تھے۔ اگر کسی نے اِس ضمن میں کوئی بات کر دی تو آپ بڑے کمال انداز سے لطیف پیرائے میں ٹال دیا کرتے اور بار بار ہر معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانی سے جوڑ دینا آپ کا خاصہ تھا۔ آپ اکثر منفرد معاملات کو حضرت صاحب گنجِ کرم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اور کرامت سے جوڑ دیتے تھے۔ افتخار احمد (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ ایسا ہوا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے شہد کی دستیابی کے بارے میں گھر سے پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ اتفاق سے موجود نہیں ہے۔ پھر آپ نے بعض دیگر بیلیوں سے استفسار کروایا تو اتفاقاً ہر ایک نے عدم دستیابی کا بتایا۔ آپ نے فرمایا چلو کوئی بات نہیں۔ چونکہ جمعۃ المبارک کا دن تھا اور کئی علاقوں سے بیلی باقاعدہ طور پر جمعۃ المبارک کی نماز ادا کرنے کے لیے حضرت کرماں والا شریف حاضری دیا کرتے تھے چنانچہ ایک بیلی ڈونگہ بونگہ بہاول نگر سے آیا اور اپنے ساتھ شہد کی بوتل لے کر آ گیا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ پھر

ایک اور بیلی حاضرِ خدمت ہوا تو اُس نے بھی شہد کی بوتل پیش کر دی۔ آپ کی خدمت میں اُس وقت اوکاڑا سے تعلق رکھنے والے حافظ محمد اکرم نقشبندی موجود تھے جو اِس بات کو محسوس کر چکے تھے اور وہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں خوش طبعی بھی کر لیا کرتے تھے لہذا اُنہوں نے کہا کہ حضور یہ تو لگتا ہے کہ خاص طور پر دل میں ڈالا گیا ہے کہ آج شہد کی ضرورت ہے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سن کر مسکرائے اور فرمایا، حافظ جی! جانے دیں، ایسی بات نہ کریں۔

☆

محترمہ اِرشاد بی بی (جلو، لاہور) کے صاحبزادے محمود احمد ٹیپو کی اولاد میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا پیدا ہونے کے بعد مزید کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ کئی سال گذر گئے۔ ایک دن حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چوہدری صاحب بھی ہم سفر تھے۔ آپ نے اچانک مخاطب ہو کر پوچھا، آپکے بچے کتنے ہیں؟ چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ حضور میری دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اچھا! بیٹے بھی دو ہی ہو جائیں گے۔ پھر اللہ کریم کی مہربانی ایسی ہوئی کہ چوہدری صاحب کی اہلیہ کے ہاں اُسی ماہ میں اُمید ہوگئی اور پھر اگلے سال جب پیدائش ہوئی تو بیٹا ہی تھا۔ جب چوہدری صاحب نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ میرے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے تو آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا کہ چوہدری صاحب اللہ کریم نے میری دعا قبول فرمائی ہے لہذا اُس کا نام بھی میں تجویز کروں گا اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بچہ بڑا چوہدری بنے گا، اِس لیے ”چوہدری ہاشم علی“ نام رکھ دیں۔ چوہدری صاحب کی والدہ اِرشاد بی بی بیان کرتی ہے کہ میرا یہ پوتا سب سے الگ عادات کا مالک، ذہین، سمجھدار اور بہت با اخلاق ہے۔

☆

پیر حکیم حاجی محمد ارشاد بیان کرتے ہیں کہ سیالکوٹ میں مقیم خلیفہ جناب پیر صوفی محمد سلیم طیّبی صاحب (حیات ہیں) نے جب حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر

بیعت کی تو آپ کی عمر مبارک ابھی تھوڑی تھی اور صوفی صاحب اوائل عمری میں گڑھی شاہو (لاہور) اکثر و بیشتر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ چونکہ صوفی صاحب محنت مزدوری کرتے تھے لہذا یہ جب بھی ملاقات کے لیے آتے تو اپنے روزگار کے لیے بھی دعا کروایا کرتے۔ دوسری طرف اِن کا ماجرہ یہ تھا کہ صوفی صاحب کرکٹ بیٹ بنانے والے ایک درمیانے درجے کے کاروباری شخص محمد طارق محمود نامی کے ہاں ملازمت کرتے تھے جو ہفتہ وار ادائیگی کیا کرتا تھا۔ صوفی محمد سلیم صاحب اختتامِ ہفتہ پر اپنی اُجرت وصول کرتے اور ساتھ ہی یہ فرماتے کہ میں اگلی دفعہ دوگنا اُجرت بناؤں گا۔ چنانچہ جب اگلا ہفتہ آتا تو واقعی وہ دوگنا اُجرت وصول کرتے۔ ایک دن طارق محمود نے پوچھا کہ صوفی صاحب آخر آپ کہاں جاتے ہیں کہ ہر مرتبہ آپ واپس آ کر زیادہ آمدن حاصل کر لیتے ہیں۔ صوفی صاحب نے بتایا کہ میں اپنے پیرو مرشد کے پاس جاتا ہوں اور اُن سے دعا کرواتا ہوں۔ طارق محمود نے صوفی صاحب سے کہا کہ مجھے بھی اُن کے پاس لے جائیں۔ چنانچہ صوفی محمد سلیم صاحب اُن کو بھی حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے کر آئے تو یہ بھی آپ کی روحانی شخصیت سے اتنے متاثر ہوئے کہ بیعت ہو گئے۔ یہ طارق محمود CA سپورٹس کے مالک تھے جو ابتداء میں بالکل چھوٹی سی جگہ پر قائم کی گئی تھی اور طارق محمود خود بھی کاریگروں کے ساتھ مل کر دستی مشینری استعمال کر کے بیٹ بنایا کرتے تھے۔ اب طارق محمود صاحب بذاتِ خود اکثر و بیشتر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے حاضر ہونے لگے۔ جب یہ لاہور آتے تو اپنے ساتھ بیٹ بھی لے آتے اور پھر گڑھی شاہو والی رہائش گاہ سے موٹر سائیکل لے کر شاہ عالمی وغیرہ میں جا کر دُکانوں پر بیٹ دیا کرتے اور نئے آرڈر لیا کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ طارق محمود صاحب کا کاروبار پھیلتا چلا گیا اور یہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں غرق ہوتے چلے گئے۔ پھر ایک دن اِنہوں نے اپنے لیے ایک گاڑی لینے کا پروگرام بنایا اور کچھ پیسے لے کر لاہور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے کسی سے گاڑی دِلوا دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مکمل استفسار کیا تو فرمایا کہ جو پیسے آپ کے پاس ہیں یہ گاڑی

کے لیے کم ہیں پھر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے مزید رقم ڈال کر طارق محمود صاحب کو کار لے کر دی۔ بعد ازاں وقت کے ساتھ ساتھ طارق محمود اور CA سپورٹس کی قسمت بدلتی چلی گئی اور آج وہ پیر حاجی طارق محمود طیّبی معروف ہیں اور CA سپورٹس کا چھوٹا سا کاروبار، اربوں روپے کا بین الاقوامی کاروبار بن چکا ہے۔ حاجی طارق محمود طیّبی کہا کرتے ہیں کہ یہ سب برکتیں میرے حضور شیخ المشائخ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کے سبب سے ہیں۔

☆

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ خادم چوہدری امانت علی صاحب مرحوم (کوٹ صوفیاں پتوکی) کے بیٹے محمد اشرف نے ایک مرتبہ راقم الحروف سے خود بیان کیا کہ یہ واقعہ سن ۱۹۸۰ء کی دھائی کا ہے کہ ہم بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پہاڑوں پر سیاحت کے لیے گئے اور پھر کچھ دن کے بعد واپس آ رہے تھے تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر نیم دراز آرام فرما تھے جبکہ میں اگلی سیٹ پر ڈرائیور محمد شریف کے ساتھ بیٹھا تھا۔ جی۔ ٹی روڈ پر کامونکی سے کچھ فاصلہ پہلے اچانک بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور شریف ڈرائیور سے فرمایا کہ گاڑی سڑک کے کنارے روک دو۔ گاڑی رُکی تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اشرف! گاڑی سے نیچے اُترو اور پیچھے بھائی جان (یعنی بابا جی صمصام علی شاہ بخاری) کی گاڑی میں بیٹھ کر آ جانا۔ چونکہ گرمی کا موسم تھا اور میں ویسے بھی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہنسی مذاق کر لیتا تھا لہذا میں نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ہی جاؤں گا۔ اگر پچھلی گاڑی والوں نے مجھے نہ دیکھا تو میں کیسے واپس آؤں گا۔ اِس جواب پر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر وہی بات دہرائی۔ میں نے پھر منع کیا تو اب آپ نے ذرا خفگی کے ساتھ حکم دیا تو میں سمجھ گیا کہ اب عمل کرنا ضروری ہے لہذا میں نیچے اُتر گیا اور گاڑی چلی گئی۔ پچھلی گاڑی آئی تو میں نے رُکنے کے لیے اشارہ کیا، جب گاڑی رُکی تو میں نے بتایا کہ مجھے نیچے اُتار دیا گیا تھا لہذا میں بھی اِسی گاڑی میں جاؤں گا۔ چنانچہ میں سوار ہوا اور ہم واپس لاہور گڑھی شاہو گھر پہنچ گئے۔ لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ بابا جی سیّد میر طیب علی

شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ والی گاڑی تو گھر آئی ہی نہیں۔ یہ سن کر ہم سب بہت پریشان ہو گئے کیوں کہ وہ گاڑی تو کافی زیادہ آگے تھی چنانچہ ہم پریشانی کے عالم میں واپس نکل کھڑے ہوئے۔ جب ہم کامونکی کے پاس پہنچے تو ہم نے وہ منظر دیکھا کہ جس نے ہمارے پاؤں کے نیچے سے زمین ہی نکال دی۔

کامونکی کے قریب ایک پل کے پاس کچھ لوگ جمع تھے، ہم وہاں رُکے اور دیکھا تو نیچے برساتی نالے میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ والی کار بہت زیادہ تباہ حالت میں پڑی ہوئی تھی اور لوگ وہاں کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ ہم نے جب معلوم کیا تو اُنہوں نے بتایا کہ یہ گاڑی ڈرائیور کی آنکھ لگنے کی وجہ سے نیچے جا گری مگر ہم حیران اِس وجہ سے ہیں کہ اِس کار میں جو سوار تھے اُن میں سے ایک اچھے قد و جسامت والے نوجوان نے دوسرے شخص کو اُٹھایا اور خود ہی اوپر آ کر ہسپتال جانے کے لیے کہا اور ایک گاڑی اُن کو ہسپتال لے گئی ہے۔ تب ہم سمجھ گئے کہ ان شاء اللہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ خیریت سے ہیں اور ہماری سانس میں سانس آئی۔ پھر میں نے جب نیچے جا کر گاڑی کی حالت دیکھی تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا تھا کہ اِس کار کے سوار صحیح سلامت بچ گئے ہوں گے اور مزید اہم بات یہ تھی کہ جس سیٹ پر میں بیٹھا تھا، اُسی سیٹ میں گاڑی کی چھت سے ایک سریا اندر گھس کر سیٹ میں پیوست تھا یعنی اگر میں اِس سیٹ پر بیٹھا ہوتا تو اِس وقت ہرگز زندہ نہ ہوتا۔ تب مجھے سمجھ آئی کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سختی سے ڈانٹ کر آخر کس وجہ سے گاڑی سے اُتار دیا تھا۔

☆

افتخار احمد (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ میرے والدِ گرامی پیر محمد علی طیّبی کئی سال پہلے ایک دن بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے چند باتیں ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، بیلی کا دل اللہ کے ولی کی 2 انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے، جس طرف وہ چاہے اُسی طرف پھیر دیتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ محمد علی صاحب! جب کوئی کمہار برتن بناتا ہے تو اُس کا

مقصد ہوتا ہے کہ برتن بہت خوبصورت بن جائے، سوہنا بن جائے۔ اِسی طرح اللہ کا ولی بھی اپنے بیلی کو سوہنے سے سوہنا اور خوبصورت بناتا ہے تاکہ وہ اللہ کریم اور حضور نبی کریم ﷺ کو پسند آ جائے۔ بس یہ باتیں سننے کی دیر تھی کہ والدِ گرامی کے دل و دماغ میں ایک انقلاب آ گیا اور اُنہوں نے اپنے چہرے پر داڑھی شریف سجالی اور پھر دیکھنے والوں نے جب بھی اُن کو دیکھا تو ہر ایک تعریف کرتا کہ آپ کے چہرے پر داڑھی شریف بہت زیادہ سجتی ہے اور خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے براہِ راست داڑھی شریف رکھنے کا حکم بالکل نہیں دیا تھا۔

مزید بتاتے ہیں کہ میری پھوپھی صاحبہ (جناب چوہدری وحید احمد صاحب) کی اہلیہ محترمہ بوجہ کینسر شدید بیمار ہو گئیں۔ ڈاکٹر حضرات نے کہا کہ کینسر اتنا بڑھ چکا ہے کہ یہ اب سال بھر سے زیادہ زندہ نہیں رہیں گی۔ پھوپھا جی پریشانی کے عالم میں حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی اہلیہ کی بیماری کے متعلق عرض کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو سیّدہ بے بے جی رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں لیجا کر دعا کروانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سیّدہ بے بے جی رحمۃ اللہ علیہا سے دعا کروائی گئی تو میری پھوپھی صاحبہ تقریباً ۱۷۔۱۸ سال تک زندہ رہیں، یعنی جس کے لیے ڈاکٹر بتا رہے تھے کہ بس ایک سال زندہ ہیں۔

افتخار احمد کے چھوٹے بھائی کی شادی کے موقع پر حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اِنکے چچا جان نثار احمد صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ اُنہوں نے حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بالائی منزل پر واقع ایک کمرہ مختص کیا۔ بعد ازاں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ نثار احمد صاحب کے گھر کے بالائی کمرے میں جن تھا لیکن جب میں نے وہاں قیام کیا تو اُسے سمجھا بجھا کر وہاں سے بھیج دیا۔

اِسی طرح کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خود بتایا کہ بیرونِ ملک میں نے ایک گھر خریدا تھا اور وہاں اکیلا ہی رہتا تھا۔ جب میں گھر سے باہر کسی کام

سے نکلتا تو لوگ مجھے بہت غور کے ساتھ اچنبھے سے دیکھتے جسے میں نے کافی محسوس کیا۔ چونکہ وہ کافی بڑا گھر تھا اور اہل وعیال کے آنے میں ابھی کچھ دن باقی تھے تو میں مختلف کمروں میں سو جایا کرتا تھا۔ ایک دن جب میں اوپر والے کمرے میں جا کر سویا تو مجھے کسی نے اچانک اُٹھا کر دیوار سے ٹکرا دیا۔ تب پھر میں نے بھی اُسے کچھ تادیب سکھائی تو اُسے وہاں سے جاتے ہی بنی۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ اِس وجہ سے لوگ مجھے غور سے دیکھتے تھے کہ یہ اِس مکان میں اکیلے ہی رہائش پذیر ہیں۔

افتخار احمد مزید بیان کرتے ہیں کہ نصرت فتح علی خاں قوال کے فوت ہونے کے کچھ عرصہ بعد لوگوں نے ایک افواہ اُڑائی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ خانصاب کو قبر میں عذاب کا سامنا ہے۔ ایک دن میں نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ بات عرض کر دی تو آپ نے سن کر کوئی جواب نہ دیا۔ پھر چند دنوں کے بعد اچانک بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر اِرشاد فرمایا کہ وہ نصرت فتح علی خاں کے حوالے سے کیا بات تھی؟ میں نے آپ کی بارگاہ میں پھر وہی بات عرض کر دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ بالکل غلط بات کر رہے ہیں، نصرت فتح علی خاں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں کلام پڑھتا تھا، وہ بالکل بخشا گیا ہے۔

ایک مرتبہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے سیالکوٹ کسی محفل میں شمولیت کے لیے تشریف لے کر جانا تھا چنانچہ ہم بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت کرماں والا شریف سے روانہ ہو کر لاہور آ گئے تا کہ صبح کے وقت سیالکوٹ چلے جائیں گے۔ اگلے دن صبح بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی محمد شفیق احمدؒ کو بلوایا اور اِرشاد فرمانے لگے کہ حاجی صاحب! میں نے سیالکوٹ جانا تھا مگر اب آپ اکیلے چلے جائیں۔ میں سیالکوٹ نہیں جا رہا۔ چنانچہ حاجی صاحب سیالکوٹ چلے گئے اور رات تک واپس آ گئے۔ جب وہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوئے تو آپ نے فرمایا، حاجی صاحب! میں آج خوب سویا ہوں اور آپ کو بتاؤں کہ میں بھی وہاں سے ہو آیا تھا۔ حاجی صاحب! میں سویا ہوا بہت ساری جگہوں پر چلا جاتا ہوں۔

☆

پیر بشارت رسول گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھ مدینہ شریف لے گئے۔ ہمارا قیام مسجدِ نبوی شریف کے قریب ہوٹل ''دارالایمان'' کمرہ نمبر ۲۰۵ میں تھا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا مدینہ پاک میں یہ طریقہ تھا کہ آپ روضہ پاک پر حاضری کے لیے اکیلے جایا کرتے تھے اور میں زیادہ تر کمرے میں ہی رہا کرتا تھا۔ آپ جس وقت حاضری کے لیے جاتے تو مٹھی بھر کر ریال اپنے ساتھ لے جاتے اور جب واپس تشریف لاتے تو پاس کچھ نہ ہوتا۔ دارالایمان ہوٹل مسجد نبوی شریف کے گیٹ نمبر ۱۵، ۱۶ کے سامنے ہے جبکہ گنبد شریف گیٹ نمبر ۶ کے سامنے ہے۔ میں جب کمرے میں اکیلا ہوتا تو میرا دل کرتا کہ روضہ پاک کی زیارت کروں لہذا میں کھڑکی کا پردہ ہٹا کر ہر زاویے سے گنبد شریف دیکھنے کی کوشش کرتا اور میری خواہش ہوتی کہ مجھے کلس مبارک ہی نظر آ جائے مگر سامنے بلڈنگز ہونے کی وجہ سے نہیں دیکھ پاتا تھا۔ ایک دن بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی کمرے میں ہی موجود تھے۔ اچانک آپ اُٹھے اور کھڑکی کے قریب جا کر آپ نے پردہ ہٹایا اور پھر مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ یہاں آؤ اور دیکھو، میں قریب گیا اور جب کھڑکی سے باہر دیکھا تو گنبد شریف، روضہ مبارک مجھے اپنے سامنے نظر آ رہا تھا۔ سبحان اللہ

گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مدینہ شریف میں ہمارا قیام تھا اور پروگرام کے تحت ہم نے تین دن مدینہ پاک اور تین دن مکہ شریف رہنا تھا۔ جب مدینہ پاک میں قیام کا تیسرا دن آیا تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، اِس لیے آپ مکہ شریف جائیں اور میری طرف سے بھی عمرہ کر لینا اور میں یہاں ہی قیام رکھتا ہوں، پھر فرمایا کہ روانگی سے پہلے روضہ پاک پر جا کر اجازت ضرور لے لینا۔ چنانچہ میں روضہ پاک پر حاضر ہوا۔ سلام عرض کیا اور عمرہ شریف کے لیے جانے کی اجازت مانگ کر مکہ شریف کے لیے روانہ ہو گیا۔ میں نے مکہ شریف پہنچ کر ایک ہی دن میں ۵ مرتبہ عمرہ ادا کیا،

مجھے کوئی تھکاوٹ نہیں تھی، بس ایک خماری تھی اور مجھے بالکل تکلیف کا احساس نہیں ہوا، حتیٰ کہ میں جس حجام کے پاس جا کر سر منڈواتا تھا، اُس نے بھی مجھے حیرانی سے دیکھ کر پوچھا کہ تم واقعی عمرہ کر کے آتے ہو ناں؟

پھر ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ مجھے اپنے ساتھ لے کر مدینہ پاک گئے تو میں جاتے ہوئے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی ضروری ادویات گھر ہی بھول گیا۔ جب مدینہ پاک پہنچ کر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے دوائی طلب فرمائی تو میں نے عرض کیا کہ میں ادویات پاکستان ہی بھول آیا ہوں۔ اب بابا جی رحمۃ اللہ علیہ جو ادویات استعمال کیا کرتے تھے، اُن کے بغیر آپ کی طبیعت ناساز ہو جاتی تھی چنانچہ ہم نے مدینہ پاک میں کافی جگہ سے معلوم کیا مگر دوائی نہ ملی، لاہور بھی رابطہ کیا کہ کوئی آ رہا ہے تو اُسے کے ہاتھ بھیج دیں مگر اِسی میں دو تین دن گذر گئے اور ادویات نہ ملی۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز ہونا شروع ہوگئی، یہاں تک کہ آپ لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور ایسے محسوس ہوا کہ جیسے آپ بہت زیادہ تکلیف میں ہیں، آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اگر میرا یہاں وصال ہو جائے تو میری تدفین یہاں ہی کرنا، واپس نہ لے کر جانا۔ یہ فرما کر بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ نیند میں چلے گئے تو چہرۂ مبارک پر ایک عجیب سا اطمینان آ گیا اور میں بہت زیادہ گھبرا گیا تھا۔ اِسی دوران میرے دل میں جیسے خیال پیدا ہوا اور میں روضہ مبارک کی طرف چلا گیا۔ میں وضو کر کے جب مواجہہ شریف کے سامنے پہنچا تو عموماً وہاں پر کھڑے ہونے کی اجازت نہیں ہوتی اور محافظ فوری ہٹنے کے لیے کہتا ہے مگر اُس دن یہ معاملہ ہوا کہ جو محافظ وہاں موجود تھا، وہ مجھے دیکھتا ہوا تھوڑا فاصلے پر اپنے ساتھی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور میں تقریباً ۱۰ منٹ تک مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرضیاں پیش کرتا رہا۔ اِسی دوران مجھے پتہ نہیں کہ غنودگی ہوئی یا عالم خیال میں ہی مجھے سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بہت زیادہ پیار بھرے انداز میں یہ بات کہی گئی کہ کیا میرے بیٹے (بابا جی) نے کچھ کہا ہے؟ بس پھر میرے

دل میں ایک ٹھنڈ سی پڑ گئی اور میں واپس بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو آپ بیدار تھے اور طبیعت مبارک بھی ٹھیک تھی۔ مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ ایسا نہیں کرتے، بہت اونچی بارگاہ ہے، زیادہ وقت کھڑا رہنا ادب سے دور کر دیتا ہے۔

گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت کرماں والا شریف سے ملحقہ گاؤں چک نمبر ۲۶ کا رہائشی بیلی مستری جاوید مدینہ پاک گیا۔ وہ روضہ مبارک پر حاضری دے کر باہر نکلا تو وہاں کچھ تعمیراتی کام ہو رہا تھا۔ مستری جاوید نے دل میں سوچا، کاش کہ میں بھی یہاں کچھ خدمت کر سکوں اور پھر اُس نے دل ہی دل میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا۔ مستری جاوید کہتا ہے کہ میں ایک جگہ بیٹھ گیا تو مجھے اونگھ آ گئی اور میں نے دیکھا کہ میرے ساتھ ۱۵ سے ۲۰ لوگ ہیں اور ہم کام والی جگہ پر کھڑے ہیں اور انجینئر مجھے کہتا ہے کہ یہ کام آپ نے کرنا ہے۔ وہ تھوڑا سا کام تھا جب مکمل ہوا تو انجینئر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ابھی مدینہ شریف کے سجادہ نشین یہاں تشریف لانے والے ہیں چنانچہ میں مؤدب کھڑا ہو گیا کہ اُن کی زیارت کر لوں اور جب وہ تشریف لائے تو میں حیران رہ گیا کہ وہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انجینئر نے مجھ سے پوچھا کیا تم اِن کو جانتے ہو؟ تو میں نے جواب دیا کہ جی ہاں یہ تو ہمارے پیر و مرشد ہیں۔ انجینئر کہنے لگا، نہیں بھائی یہ مدینہ شریف کے سجادہ نشین ہیں اور یہاں سارا کام اِن کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ اِس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی اور میں بہت زیادہ خوش تھا۔

پیر بشارت رسول گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت کرماں والا شریف میں سالانہ عرس مبارک کا موقع تھا کہ اچانک بارش شروع ہو گئی۔ اُن دنوں لنگر شریف کی پکوائی والی جگہ پر کوئی چھت نہیں ہوتی تھی اور بارش کی وجہ سے تندوروں میں پانی بھر جانے کا سخت خوف پیدا ہو گیا۔ لنگر شریف کی ڈیوٹی والے بیلی اُسی وقت بابا جی سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہٗ العالی کے پاس چلے گئے اور اُن سے گذارش کی کہ دعا فرمائیں بارش رُک جائے ورنہ بیلی لنگر شریف کیسے کھائیں گے۔ بڑے بابا جی نے فرمایا کہ بھائی (یعنی بابا جی میر طیب علی) کو بتائیں

چنانچہ بیلی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ گئے۔ اُن دنوں اندرونِ خانہ کے دروازے (کُنڈی) کے ساتھ جو کمرہ باہر ہوا کرتا تھا، آپ وہاں تشریف فرما تھے۔ اُنہوں نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے وہی بات عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بھائی جان کے پاس جا کر بات کریں۔ لانگری عرض کرنے لگے کہ اُنہوں نے ہی تو آپ کی طرف بھیجا ہے۔ یہ سن کر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور چلتے ہوئے رہائشی حویلی سے چند میٹر کے فاصلے پر واقع مہمان خانہ (جو کہ جامع مسجد کی حالیہ نئی تعمیر و توسیع کے سلسلہ میں منہدم کر دیا گیا ہے) کی چھت پر تشریف لے گئے اور پھر آسمان کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا، یہ کون سی بات ہوئی! بس اتنا فرما کر آپ واپس آ رہے تھے کہ نہ صرف بارش رُک گئی بلکہ دھوپ نکل آئی۔

ایک مرتبہ سیالکوٹ میں حاجی طارق محمود صاحب کی دعوت پر حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کچھ بیلی شکار کے لیے گئے۔ جہاں اُنہوں نے قریبی شکار گاہ میں شکار کی فیس دے کر اجازت کا انتظام کیا ہوا تھا۔ گوگا جی بتاتے ہیں کہ جب ہم رات کے وقت شکار کے لیے نکلے تو پورا چاند نکلا ہوا تھا اور چاندنی رات میں بہت روشنی ہوتی ہے اور جانور بھی چھپے رہتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ آج تو ساری محنت و ریاضت خراب ہو گئی کیونکہ شکار نہیں ہو پائے گا۔ اِسی دوران بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے بندوق کی نالی سے چاند کی طرف بطور اشارہ نشانہ لیا اور پھر دو تین مرتبہ یہی عمل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا چلو گھر چلتے ہیں کچھ کھانا کھا لیتے ہیں۔ چنانچہ ہم واپس آئے اور کھانا کھایا۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ چلو اب شکار کے لیے چلتے ہیں۔ ہم سب حیران ہوئے کہ پہلے بھی گھوم پھر کر واپس آ گئے تھے تو اب جانے کا کیا فائدہ۔ لیکن اُس وقت ہم سب حیران رہ گئے جب شکار گاہ میں پہنچے تو چاند ایسے چھپ گیا کہ جیسے نکلا ہی نہ ہو۔ محض تھوڑی ہی دیر کے اندر ہم نے ایک ہرن کا شکار کیا اور واپس آ گئے۔

گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ پرانے بیلیوں میں شامل ایک بیلی اقبال راجپوت نامی بہت زیادہ امیر کبیر آدمی تھا۔ وہ پاکستان واپڈا سے کھمبے بنانے کا ٹھیکہ لے کر کھمبے بناتا تھا۔ بابا

جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کافی عقیدت سے آیا جایا کرتا تھا۔ ایک دن بابا جی رحمۃ اللہ علیہ گڑھی شاہو رہائش پر موجود تھے کہ اقبال راجپوت آیا اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی آپ کی ٹانگوں سے لپٹ کر اونچی آواز میں رونے لگ گیا۔ آپ نے اُسے حوصلہ دیا اور وجہ معلوم کی تو اُس نے عرض کیا کہ میرا بیٹا ہسپتال میں آخری سانسیں گن رہا ہے۔ اُسے منہ کا کینسر ہے اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اب ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ بچے کی حالت اتنی ابتر ہو چکی ہے کہ پانی تک منہ سے پینا محال ہو چکا ہے۔ آپ نے راجپوت صاحب کو تسلی دے کر فرمایا، اچھا اللہ کریم خیر کرے گا۔ دعا کر دی ہے۔ آپ نے کسی جگہ جانا تھا اِس لیے گاڑی تیار کھڑی تھی۔ اقبال راجپوت نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور نہ اپنے بہترین لباس کا اُسے کوئی ہوش تھا، وہ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی گاڑی کے آگے زمین پر لیٹ گیا اور کہتا کہ حضور! یا تو آپ میرے ساتھ ہسپتال چلیں اور میرے بیٹے کے لیے دعا کریں کہ وہ ٹھیک ہو جائے یا پھر میرے اوپر سے گاڑی گذار دیں، مجھ سے بیٹے کی حالت نہیں دیکھی جاتی۔ یہ ماجرہ دیکھ کر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا چلیں ہم ہسپتال چلتے ہیں چنانچہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اُس کو ہمراہ لے کر گابا ہسپتال (جو کہ مشہور ڈاکٹر گابا کے نام پر تھا) تشریف لے گئے۔ جب ہم نے اُس کے بیٹے کو دیکھا تو اُس کا منہ پورا کھلا ہوا تھا اور اندر سارے دانے ہی دانے تھے۔ واقعی بچے کو دیکھنا بھی بہت مشکل ہو رہا تھا جبکہ وہ تو باپ تھا۔ آپ کچھ دیر تک بچے کے پاس کھڑے دیکھتے رہے پھر آپ نے دعا کی اور اقبال راجپوت کو تسلی دے کر واپس تشریف لے آئے۔ تقریباً ایک مہینہ گذرا تھا کہ میں نے دیکھا، اقبال راجپوت اپنے اُسی بیٹے کو لے کر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مؤدبانہ طریقے سے دو زانو بیٹھا ہوا ہے اور اُس کا بچہ بالکل ٹھیک ہے۔

گوگا جی بتاتے ہیں کہ جب میں نے جوانی میں قدم رکھا اور مجھے داڑھی آنا شروع ہوئی تو صرف ٹھوڑی پر بال آئے جبکہ میرے رخساروں پر بال نہیں تھے۔ محلے (لاہور میں موجود مصطفےٰ آباد اور پرانا نام دھرم پورہ) کے لڑکے مجھے ''اوئے گُوچی داڑھی'' آواز لگا کر چھیڑا کرتے تھے۔ ایک دن مجھے والدہ صاحبہ نے کچھ سامان لینے کے لیے دُکان کی طرف بھیجا تو چند لڑکے گلی

میں موجود تھے جنہوں نے کورس کے انداز میں آوازے کسنا شروع کر دیئے۔ میں اتنا دل گرفتہ ہوا کہ بجائے سامان لینے کے وہاں سے ہی سیدھا گڑھی شاہو آ گیا اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ کر بہت زیادہ دُکھ سے عرض کیا کہ لڑکے مجھے چھیڑتے ہیں۔ آپ نے بہت پیار سے ارشاد فرمایا کہ اللہ خیر کرے گا اور پھر بس چند دنوں کی بات ہے کہ میری داڑھی بالکل پوری آنے لگ گئی یعنی رخساروں پر بھی بال آ گئے۔

پیر بشارت رسول گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بورے والا میں محفل میلاد میں حاضری کی سعادت ملی۔ محفل میلاد شریف جاری و ساری تھی کہ ایک نابینا شخص بھری محفل کے درمیان میں کھڑا ہو کر اونچی آواز سے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو پکارنے لگ گیا۔ نعت خواں نے نعت شریف پڑھنا روک دی اور سب اُس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ وہ نابینا کہنے لگا، سرکار! مجھے اندھا ہونے کی وجہ سے کوئی رشتہ نہیں دیتا اور میری شادی نہیں ہو رہی۔ اُس کی بات سن کر ساری محفل کشت و زعفران بن گئی مگر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر اُسے دعا دے دی۔ بعد ازاں اِس بات کو ہم سب بھول گئے۔ چونکہ وہ ایک سالانہ محفل تھی اِس لیے اتفاق سے اگلے سال بھی ہم اُسی جگہ پر محفل میلاد میں موجود تھے اور اِس مرتبہ پھر وہی نابینا شخص کھڑا ہو گیا اور ایک بار پھر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو پکارنے لگا۔ جب سارے متوجہ ہوئے تو اُس نے کہا کہ حضور! پچھلے سال میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میری شادی نہیں ہوتی۔ اب میں خوش ہوں، آپ کی دعا سے میری تین بیویاں ہیں۔ اللہ اکبر، یہ منفرد واقعہ اِسی لیے آج تک نہیں بھولا۔

پیر بشارت رسول گوگا بیان کرتے ہیں کہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے پہلی مرتبہ جب مدینہ پاک بھیجا تو ایک بیحد ضعیف العمر خاتون کو بھی میرے ساتھ بھجوایا۔ دراصل وہ بوڑھی عورت ساری زندگی مدینہ پاک حاضری دینے کے لیے پیسے جمع کرتی رہی اور اُس نے صرف ۵ ہزار روپے جمع کیے تھے چنانچہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حکم دیا کہ اِس مائی کو مدینہ شریف

لے جاؤ اور اگر یہ وہاں پر فوت ہو جائے تو اِسے واپس نہ لانا اور وہاں ہی دفن کرنے دینا۔ مائی اِس قدر ضعیف اور عمر رسیدہ ہو چکی تھی کہ اُسے ٹھیک سے نظر بھی نہیں آتا تھا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہ نصیحتیں بھی فرمائیں کہ روضہ پاک کی جالی کو ہاتھ مت لگانا کیوں کہ ہمارے ہاتھ اِس قابل نہیں کہ جالی مبارک کے ساتھ لگائے جائیں اور جنت البقیع شریف کے اندر داخل نہیں ہونا کیوں کہ بہت جلیل القدر صحابہ کی مبارک قبور کو شہید کر کے راستے بنا دیئے گئے ہیں لہذا باہر گیٹ پر ہی دعا مانگنا۔

گوگا جی بتاتے ہیں کہ میں حسبِ حکم اُس مائی کے ساتھ مدینہ پاک چلا گیا۔ چونکہ پہلی مرتبہ حاضری ہوئی تھی، اِس لیے میرا دل کرتا تھا کہ میں زیارتیں کروں لیکن مائی وہاں جا کر اور کمزور ہو گئی اور وہ مجھے کہیں جانے کے لیے بالکل اجازت نہیں دیتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر تم تھوڑی دیر کے لیے بھی کہیں گئے تو مجھے کچھ ہو جائے گا۔ میں اِس وجہ سے پریشان رہنے لگا۔ اِسی دوران ایک دن مجھے پیر حاجی انعام اللہ صاحب مل گئے تو وہ بہت خوش ہوئے اور اُنہوں نے مجھے ایک مکان دے دیا اور کہا کہ اب اِسی جگہ رہنا ہے لہذا ہم نے ہوٹل بھی چھوڑ دیا۔ حاجی انعام اللہ صاحب کے ساتھ جب ہم حاضری کے لیے گئے تو جالی شریف کے سامنے جو پہرے دار ہوتا ہے وہ اچانک وہاں سے چلا گیا اور کوئی محافظ وہاں نہ رہا۔ یہ دیکھ کر لوگ جالی شریف کو چومنے لگ گئے اور ہاتھ لگانے لگے۔ پیر حاجی انعام اللہ صاحب نے مجھے اشارہ کیا کہ یہ موقع بار بار نہیں ملتا لیکن مجھے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا حکم یاد تھا میں نے حکم پر ہی عمل کیا اور حاجی صاحب سے یہی عرض کیا کہ میرے ہاتھ اِس قابل نہیں کہ جالی شریف کے ساتھ لگاؤں۔ اُس کے بعد حاجی صاحب کے ساتھ اُن کی مصروفیات کی وجہ سے ملاقات نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن میں مسجدِ نبوی شریف کے صحن میں بیٹھا تھا کہ کسی نے میرے قریب آ کر بڑی نرمی کے ساتھ میرے ہاتھ میں پیسے دے دیئے۔ میں نے دیکھا تو چہرہ نظر نہیں آیا کیوں کہ آگے کپڑا آیا ہوا تھا۔ میں نے غیر ارادی طور پر پیسے واپس اُن کے ہاتھ میں دے کر کہا کہ جی شکریہ! میرے پاس پیسے ہیں۔ یہ

سن کر وہ چلے گئے۔ مجھے بس یہ بات ہی پریشان رکھتی تھی کہ میں زیارتوں کے لیے کیسے جاؤں۔ اِسی دوران ایک دن میں اماں کو لے کر مسجدِ نبوی شریف میں آ رہا تھا تو میں نے کوئی غیر ملکی بیبیاں دیکھیں اور اُن سے درخواست کی کہ اماں کو سلام کروا دیں۔ اُن بیبیوں نے مائی صاحبہ کو دونوں بازوؤں سے پکڑا اور اپنے ساتھ لے کر چلی گئیں۔ کچھ دیر کے بعد جب مائی واپس آئی تو میں حیران رہ گیا کہ اماں اپنے پاؤں پر چل رہی ہے اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بالکل تندرست اور جوان ہے۔ میرے قریب آ کر مائی صاحبہ کہنے لگی کہ پُتر! میں اب بالکل ٹھیک ہوں ، جہاں تیرا دل کرے تو جا سکتا ہے۔ میری فکر نہ کرنا۔ میری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا اور پھر میں نے ساری زیارتیں کر لیں۔

مدینہ شریف میں ویسے تو کیفیت بہت ہی اعلیٰ و منفرد ہوتی ہے مگر کچھ ایسے لمحات بھی ہیں جو کہ زندگی کا حصہ بن کر رہ گئے ہیں۔ ایک دن مجھے سعادت نصیب ہوئی کہ مواجہہ شریف کے سامنے من کی توجہ میں ڈوب گیا تو احساسات نے مخمور ہو کر کچھ عجیب سا کرم کیا اور مجھے نوید سنائی گئی کہ چونکہ تم ہمارے بیٹے (یعنی بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت کیا کرتے ہو، اِس لیے تمہیں بھی آغوشِ شفقت میں لیا جاتا ہے اور واقعی مجھے کچھ ایسا احساس ہو رہا تھا جیسے پدرانہ آغوش میں غرق ہوں اور پھر یہی احساس مجھ پر تین دن تک غالب رہا یہاں تک کہ میری روح کا حصہ بن گیا جو کہ آج بھی پوری آب و تاب سے یاد ہے۔

بالآخر جب مدینہ پاک سے واپسی ہوئی تو میں بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات کرنے کے لیے بیٹھا تھا کہ اچانک آپ تشریف لائے اور آتے ہی مجھے ارشاد فرمایا کہ گوگا جی! کسی نے آپ کو پیسے دیئے تھے؟ تب مجھے یاد آ گیا تو میں نے عرض کیا جی لیکن میں نے لیے نہیں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ وہ پیسے لے لیتے تو کوئی کمی نہ رہتی۔

دوسری بات یہ ہوئی کہ میں واپسی پر سب کے لیے (بشمول بابا جی سیّد صمصام علی شاہ بخاری، آپکے صاحبزادے اولادِ پاک وغیرہ) مدینہ پاک سے تحائف وغیرہ لے کر آیا تھا جس

سے سامان کا ایک اٹیچی کیس بھر گیا تھا۔ میں نے سب کو تحائف پیش کیے۔ ایک دن بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ گوگا جی! میرے لیے مدینہ پاک سے کیا لے کر آئے ہو؟ یہ بات سن کر میں پریشان ہو گیا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے شاید کوئی خاص چیز لانے کے لیے فرمایا تھا جو میں نہیں لے کر آیا۔ تین دن اِسی پریشانی میں گذر گئے اور پھر رات مجھے خواب آیا کہ میں گنبد شریف پر رنگ کر رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کیا لے کر جاؤں۔ میں نے سوچا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ میں نے عرض پیش کی تو اُسی وقت گنبدِ خضریٰ کا ایک ٹکڑا میرے پاس آ گیا اور پھر میں نیچے آیا تو روضہ پاک کے اندر چلا گیا۔ وہاں تین ڈھیر تھے جن پر کپڑا پڑا ہوا تھا اور مجھے حکم ہوا کہ اِن میں سے جس سے چاہو کپڑا لے لو اور میری کیفیت یہ تھی کہ جب میری آنکھ کھلی تو میں اپنا تکیہ اُٹھا کر وہ ٹکڑا تلاش کر رہا تھا۔

گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک پنچائت آ گئی جو کہ دو گروہوں کے درمیان خون ریزی کے معاملے پر رکھی گئی تھی۔ پنچائت میں مرکزی کردار ایک بیلی اشرف بھٹی (بھدرو گاؤں نزد بند روڈ لاہور) تھا۔ چونکہ دونوں گروہ میں بیلی تھے اِس لیے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تصفیہ کے لیے اکٹھے ہوئے تھے۔ تقریباً 20 سے 25 افراد پر مشتمل یہ پنچائت جس وقت جاری تھی تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بار بار ایک نوجوان کی طرف متوجہ ہو رہے تھے اور پھر آپ نے اُسے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ "تم نے قتل نہیں کرنا"، وہ نوجوان ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا، جی حضور! بالکل ٹھیک ہے۔ پھر باتیں شروع ہو گئیں مگر کچھ دیر کے بعد بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اُسی نوجوان سے ارشاد فرمایا کہ تم نے کسی کو قتل نہیں کرنا۔ وہ پھر ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا، جی ٹھیک حضور۔ گوگا جی کہتے ہیں کہ میں نے اُس نوجوان کی طرف دیکھا اور دل میں سوچا کہ یہ کافی بھلا مانس لگ رہا ہے، یہ تو ایسا معلوم نہیں ہو رہا۔ مگر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اُسے وہی بات فرمائی تو ساری پنچائت نے اِس بات کو محسوس کیا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ صرف اُسی کو

تاکید کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب پنچائت کے لوگ اُٹھ کر باہر نکلے اور وہ ابھی سڑک پر ہی پہنچے تھے کہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے سڑک پر جا کر اُسی نوجوان کو فرمایا کہ تم نے قتل نہیں کرنا۔ بہر کیف اگلے دن ہم نے اخبار میں خبر پڑھی جس کے مطابق اُسی نوجوان نے دو بندے قتل کر دیئے تھے جسے آپ بار بار منع فرما رہے تھے۔ علاوہ ازیں اشرف بھٹی بھدرو والا اتنا پریشان ہو گیا کہ اُس نے 2 باڈی گارڈ رکھ لیے اور وہ ایک تہہ خانے میں چھپ کر سوتا تھا۔ ایک دن وہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں آیا اور دعا کے لیے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ آج کے بعد باڈی گارڈز کی چھٹی کروا دو اور تم نے صحن میں سویا کرنا ہے چنانچہ اشرف بھٹی نے ایسا ہی کیا اور پھر کوئی قتل نہ ہوا اور اشرف بھٹی بھی اپنی طبعی موت سے ہی فوت ہوا۔

پیر بشارت رسول گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم کتنے ڈنڈ پیل سکتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ حضور! یہی کوئی ۲۵ یا ۳۰۔ آپ نے ارشاد فرمایا اچھا شروع کرو۔ میں نے شروع کر دیئے تو آپ میری ہمت بڑھاتے رہے اور آہستہ آہستہ تعداد بھی زیادہ ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آیا جب میں نے ۲۸۰۰ ڈَنڈ پیلے جو کہ خود ایک ریکارڈ ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہمت افزائی کے ذریعے ایسی توجہ فرماتے تھے جس سے بندہ مشکل سے مشکل کام بھی کرنے کے قابل ہو جاتا تھا۔

یہی گوگا جی بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ نوجوانی کے دنوں میں میرے دوستوں نے مل جل کر پروگرام بنایا کہ ہم ”مراکے“ شکار کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ سب دوست میرے پاس آئے تو میری والدہ کی طبیعت خراب تھی اور میں اُن کی دیکھ بھال کے لیے گھر پر تھا۔ اب ہم سب اصرار کرنے لگے کہ والدہ اجازت دے دیں اور ہم چلے جائیں جس پر والدہ نے آخر کار اجازت دے دی۔ چنانچہ ہم سب بندوقیں لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ راستے میں ہی ہمارا پروگرام تبدیل ہو گیا کہ شکار کی بجائے حضرت کرماں والا شریف چلے جاتے ہیں چنانچہ ہم

مرا کے نہیں اُترے بلکہ آگے چلے گئے۔ راستے میں ہم ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے کہ اگر آج لنگر شریف میں آلو گاجر پکے ہوں تو بہت کمال ہو جائے۔ جب ہم حضرت کرماں والا شریف پہنچے تو بس سے اُترتے ہوئے میرا پاؤں پائیدان میں پھنس گیا اور میں گرنے ہی والا تھا کہ کسی نے مجھے تھام لیا، جب میں نے دیکھا تو مجھے تھامنے والے خود بابا جی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور بابا جی نے ارشاد فرمایا کہ والدہ کو اکیلا چھوڑ کر گھر سے نکلنا نہیں چاہیے۔ پھر جب ہم لنگر شریف کھانے کے لیے گئے تو وہاں بھی آلو گاجر ہی پکے ہوئے تھے۔ بعد میں مجھے ایک بیلی نے بتایا کہ جب تم لوگ یہاں آئے ہو تو اُس سے آدھا گھنٹہ پہلے ہی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سڑک کے کنارے ٹہل رہے تھے۔

گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بیلی محمود گل (جن کی کافی زمین بحریہ ٹاؤن میں آئی تھی اور اُن کو بہت پیسہ ملا تھا) کے ساتھ اوکاڑا میں اسلحہ ڈیلر منیر گل کے پاس کسی کام سے بھیجا تو راستے میں محمود گل مختلف گاڑیوں کی باتیں کرنے لگا کہ میں نے ایسی گاڑیاں لینی ہیں کیوں کہ محمود گل کو گاڑیوں کا شوق تھا۔ جب ہم واپس بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کمرے میں داخل ہوتے ہی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے محمود گل سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا، گل صاحب! ہم زمین کی زمین ہی لیں گے، ہم نے گاڑیاں نہیں لینی۔

گوگا جی بتاتے ہیں کہ کچھ سال قبل جب بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے خاص درویش بیلی راؤ اسحٰق صاحب کو قتل کر دیا گیا تھا تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اُن کی وفات پر بہت غمگین تھے۔ آپ نے راؤ صاحب کی نمازِ جنازہ خود پڑھائی اور بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ راؤ صاحب! آپ چلیں، میں بھی آتا ہوں۔ راؤ صاحب کے قتل کا معاملہ اُن کی تدفین کے بعد کھلا تھا اِس لیے مقدمہ بعد میں درج ہوا۔ قانونی کاروائی کے مطابق پولیس قبر کشائی کے لیے پہنچی تو قبر کھولنے سے پہلے عملے نے ناک پر کپڑا رکھ لیا کہ کافی دن ہو گئے ہیں، بہت زیادہ بدبو آئے گی۔ یہ دیکھ کر ایک بیلی کہنے

لگا کہ فکر نہ کریں، بُو نہیں آئے گی چنانچہ جب قبر کھلی تو اینٹیں تک چمک رہی تھیں۔ راؤ صاحب اُسی طرح لیٹے ہوئے تھے اور خوشگوار مہک تھی۔ عملے کے لوگ بھی حیران ہو گئے تھے۔

ایک مرتبہ کسی بیلی نے بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور! جج نے میرے خلاف فیصلہ دے دیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیلیا! جج کون ہوتا ہے فیصلہ کرنے والا۔ اللہ کریم خیر کرے گا۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ باتیں کر رہے تھے اور ایک شخص کا نام لے کر کہنے لگے کہ وہ بندہ بہت زیادہ بُرا اور بدکار ہے، وہ کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا تو آپ یہ بات سن کر جلال میں آ گئے اور ارشاد فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو وہ ساری زندگی مصلے سے نہ اُٹھے۔

گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی اہلیہ کے ہمراہ موٹر سائیکل پر اوکاڑا شہر گیا تھا اور واپسی پر موٹر سائیکل کو پیچھے سے کار نے ٹکر ماردی۔ وہ ٹکر واقعی بہت زوردار تھی لیکن پتہ نہیں کیا ہوا کہ میں ڈولنے کے بعد سنبھل گیا اور گرنے سے بچ گیا۔ جب واپسی ہوئی اور میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ گوگا جی! اللہ والوں کی نظر سے مصیبتیں ٹل بھی جایا کرتی ہیں۔

یہی گوگا جی بتاتے ہیں کہ حضرت کرماں والا شریف کے قریب واقع گاؤں چک ۲۷ کا نمبردار میرے پاس آیا اور بتایا کہ میں دل کے ڈاکٹر کے پاس گیا تھا اور اُس نے کہا ہے کہ میرے دل کے وال بند ہیں جس کی وجہ سے آپریشن ہوگا اور تقریباً ساڑھے چار لاکھ روپے خرچ آئے گا۔ میرے پاس اتنی رقم بالکل نہیں ہے۔ میں نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا تو وہ آپ کے سامنے رونے لگ گیا اور اپنا مسئلہ بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اللہ کریم خیر کرے گا۔ جاتے ہوئے ایک پاؤ کھجوریں لیتے جانا اور گٹھلی سمیت پیس کر کھا لینا۔ وہی نمبردار مجھے تقریباً ایک ماہ بعد ملا تو میں نے اُس سے حال چال پوچھا، کہنے لگا کہ روزانہ ۲ پراٹھے ناشتے میں کھاتا ہوں۔ بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔

☆

راقم الحروف نے ایک واقعہ کتاب ''مرشد کی باتیں'' میں بھی درج کیا تھا، یہاں بھی پیش کر رہا ہوں کہ کئی سال پہلے کی بات ہے کہ لاہور سے بیلی ملک محمد صفدر اور خالد اقبال (دینا ناتھ والے) حضرت کرماں والا شریف آئے، مصافحہ و معانقہ کے بعد تشریف آوری کی غرض و غایت معلوم کی تو خالد اقبال صاحب نے کہا: میں نے آپ کو بتایا تھا کہ صفدر کا قیمتی موبائل کسی نے اٹھالیا تھا اور ایک شخص اِسے کہتا تھا کہ جاؤ اپنے مرشد سے جا کر کہو کہ موبائل تلاش کر کے دے، مجھے یاد آ گیا کہ لاہور میں خالد اقبال صاحب نے مجھ سے یہ بات کی تھی، اب صفدر صاحب کہنے لگے کہ مجھے اوکاڑہ کے تھانہ اے ڈویژن سے فون آیا ہے کہ یہاں پہنچو تمہارا موبائل ہمارے پاس ہے، ہم وہاں جا رہے ہیں۔ تھانہ سے واپسی پر صفدر صاحب اور خالد اقبال صاحب آئے اور بتایا کہ حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف کمال انداز میں کام آیا، ایس ایچ او کا کہنا تھا کہ مجھے جب یہ موبائل ملا تو میں نے اِسے کھولا، لیکن سامنے کرماں والے پیر (بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ) کی تصویر دیکھی تو میں فوراً پہچان گیا، مجھے یوں محسوس ہوا جیسے پیر صاحب مجھے کہہ رہے ہوں کہ میرے مرید کا موبائل اُسے پہنچاؤ، لہذا میں نے آپ کو فون کیا، لیکن ایک شرط ہے کہ آپ یہ معلوم نہیں کریں گے کہ مجھے یہ موبائل کیسے ملا؟ کس سے حاصل کیا؟ بس آپ یہ لے جائیں، صفدر صاحب کہنے لگے کہ میں نے اُسے مٹھائی کے لیے پانچ سو روپے دینے کی کوشش بھی کی لیکن وہ کہنے لگا کہ میں ہرگز نہیں لوں گا، کیونکہ میں نے آپ کے پیر صاحب کے حکم کے مطابق آپ کو موبائل پہنچا دیا ہے، بس آپ جائیں۔

☆

بورے والا سے تعلق رکھنے والے بیلی جناب محمد شہباز طیّبی بیان کرتے ہیں کہ یہ نومبر 2020ء کی بات ہے جب بڑے آپریشن سے میری بیوی کی آغوش میں ایک معصوم سی ننھی بیٹی نے جنم لیا۔ اس سے پہلے بھی مرشد کریم کی نگاہ کرم سے یکے بعد دیگرے میرے دو بیٹے ''محمد سمیع

اللہ طیّبی اور محمد دائم روحان طیّبی' آپریشن سے پیدا ہوئے۔ آپریشن والے دن لیڈی ڈاکٹر کے عملہ نے مجھے بتایا کہ فوری دو بوتل خون کا انتظام کریں کیونکہ آپریشن میں پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے اور دعا کریں۔ میں سخت پریشان ہوگیا اور دل میں مرشد کریم بابا جی حضور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا اور نظرِ کرم کے لیے عرض کی۔ اگلے دن ڈاکٹر نے بتایا کہ آپ کا کوئی نیک عمل کام آ گیا ہے ورنہ آپ کی بیوی اور نومولود بچی دونوں ہی زندہ نہ ہوتیں۔ میری بیوی نے مجھے بتایا کہ دورانِ آپریشن مجھے ایسے لگا کہ جیسے میری جان نکل رہی ہے اور میں آسمان کی طرف اڑ رہی ہوں تو اچانک میں نے دیکھا کہ بابا جی حضور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے روک دیا اور ساتھ ہی مجھے احساس ہوا کہ میں زندہ ہوں۔ یقیناً مرشد کریم اپنے غلاموں کے ساتھ بیحد شفقت فرماتے ہیں۔

محمد شہباز طیّبی مزید بیان کرتے ہیں کہ اندازاً سال 2007ء کا واقعہ ہے، جب دربار شریف کا موجودہ نقشہ نہیں تھا اور پہلے والی مسجد موجود تھی جبکہ مزارِ اقدس پر بھی سابقہ عمارت ہی قائم تھی۔ مجھے مرشد کریم بابا جی حضور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غلامی میں قبول فرما لیا تھا اور میں اُس وقت اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے میتھ ڈیپارٹمنٹ میں ایم ایس سی میتھ کا طالب علم تھا۔ میرے بڑے بھائی محمد اشفاق طیّبی (جو اُس وقت سلسلہ عالیہ میں داخل نہ تھے) کو مہروں کا شدید مرض لاحق ہوگیا تھا۔ بوریوالا کے علاوہ ملتان کے مایہ ناز پروفیسر ڈاکٹرز سے علاج معالجہ کروا کر تھک چکے تھے اور مہنگے ٹیسٹ بھی کروائے مگر کچھ افاقہ نہ ہوا اور کمر سے نچلا حصہ بے حس ہوتا جا رہا تھا پھر ایک حکیم صاحب (بوریوالا لڈن روڈ پر واقع ایک گاؤں کھچیاں والا کے رہائشی) سے علاج شروع کروایا جو ہر ہفتے 500 ملی لٹر والی مالش کی ایک بوتل 7000 روپے میں دیتے تھے جو اس وقت کے مطابق کافی مہنگا علاج تھا۔ بھائی کا کاروبار بالکل ختم ہو چکا تھا۔ بھائی کی دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی مجھ پر آن پڑی تھی۔ بالآخر میں نے پیر شفقت علی طیّبی نقشبندی خلیفہ ء مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کے مشورے سے دربار عالیہ

حضرت کرماں والا شریف اوکاڑہ حاضری کا پروگرام بنایا اور بھائی کو بھی قائل کرلیا تو ہمارے ساتھ چھوٹا بھائی دلشاد علی طیبی بھی چل پڑا۔ ہم اپنے بڑے بھائی کو لے کر دربار عالیہ پر حاضر ہوئے تو مسجد شریف کے سابقہ برآمدوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حجرہ مبارک میں ملاقات ہو رہی تھی۔ ہم فوری موقعہ پاکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوگئے اور بھائی کی بیماری کے بارے میں عرض کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، اِس کو چھوڑ دو یہ خود چل کر میرے پاس آئے گا۔ ہم نے عرض کیا، حضور! بھائی تو سہارے کے بغیر کھڑا نہیں ہوسکتا۔ تب آپ نے پیار سے ارشاد فرمایا کہ بیلیا! اِسے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سہارا ہے، یہ کیسے گر سکتا ہے! آپ کی بات میں کچھ ایسا دبدبہ تھا کہ ہم نے فوری طور پر بھائی کو چھوڑ دیا اور بھائی نے بھی آپ کی طرف دو قدم اُٹھائے تو آپ نے فرمایا ''اسے لنگر شریف کھلائیں، اللہ کریم خیر فرمادے گا'' اور ایسا ہی ہوا کہ میرا بھائی ایک حکیم صاحب کی معمولی اور سستی سی دوائی سے ہی ٹھیک ہوگیا اور اب الحمدُ للہ! بھائی کے تین بچے ہیں اور وہ بالکل صحت مند زندگی گزار رہے ہیں۔ جس دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ تھی، اُس دن میرا بھائی نمازِ جنازہ کے بعد کچے حجرے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کافی دیر تک درود وسلام پڑھتا رہا۔

ایک مرتبہ میری بھانجی (میری پھوپھی زاد بہن کی بیٹی) اور میری پھوپھی زاد بہن ملتان سے ہمارے گھر ملنے کے لیے آئے۔ اُس کی عمر تقریباً آٹھ سال ہوگی۔ میں نمازِ عشاء پڑھ کر گھر آیا تو میری پھوپھی زاد بہن نے کہا کہ یہ اکثر ڈر جاتی ہے اور کہتی ہے کہ اسے کچھ سایہ نظر آتا ہے جو اِسے ڈراتا ہے اور آج بھی تھوڑی دیر پہلے یہ ڈر گئی تھی۔ میں نے انہیں تسلی دی اور اوّل آخر درود شریف پڑھ کر تین مرتبہ دل میں پکارا ''المدد یا میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ'' اور اُس کے سر پر پھونک ماری تو وہ فوراً ہی کہنے لگی کہ ماموں! وہ سایہ میری چارپائی کے نیچے چلا گیا ہے۔ میں نے یہی عمل دوبارہ دہرایا تو کہنے لگی کہ اب وہ سایہ چلا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ کبھی نہیں ڈری۔

میرے آبائی گھر واقع مصطفیٰ آباد (گئوشالہ) بوریوالا میں ایک بڑا کمرہ تھا جس میں ایک طرف گھر کا سامان (صندوق اور پیٹیاں وغیرہ) رکھا ہوا تھا اور سونے کے لیے چارپائیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس کمرے میں ہم ہر جمعرات کو چراغ روشن کیا کرتے تھے، یہ ایک پرانی روایت تھی۔ اس کمرے میں میرا چھوٹا بھائی محمد شفیق طیّبی (جو اُس وقت تک سلسلہ عالیہ میں داخل نہیں ہوا تھا) سویا کرتا تھا اور ابھی شادی شدہ نہیں تھا۔ باقی کمروں میں شادی شدہ بڑے بھائی رہتے تھے۔ شادی کے بعد میں اپنی فیملی کے ساتھ الگ گھر میں رہنے لگا اور اکثر اپنی فیملی کے ساتھ والدین سے ملنے آتا جاتا رہتا تھا۔ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ شفیق کہتا ہے کہ اس کمرے میں کچھ ہے اور ڈر جاتا ہے۔ اِسے کچھ آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں۔ میں نے انہیں تسلی دی اور عرض کیا کہ گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے۔ پھر میں اکیلا اُس کمرے میں داخل ہوا اور سامان وغیرہ کو ہلانے کے بعد آہستہ آواز میں پکارا کہ "تم جو کوئی بھی ہو میری بات سن لو، میں بابا جی حضور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا غلام ہوں اور تمہیں کہتا ہوں کہ یہاں سے فوری چلے جاؤ اور دوبارہ کبھی نہ آنا، ورنہ میں اپنے مرشد کریم بابا جی حضور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے تمہاری شکایت کر دوں گا" بس اس کے بعد آج تک دوبارہ کبھی کوئی آواز نہیں سنائی دی اور نہ ہی کبھی کوئی ڈر یا خوف محسوس ہوا۔

محمد شہباز طیّبی بیان کرتے ہیں کہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے ایک رات قبل آپ میرے خواب میں تشریف لائے۔ میں نے دیکھا کہ مرشد کریم بابا جی حضور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ پہلے میرے آبائی گھر واقع مصطفیٰ آباد (گئوشالہ) بوریوالا تشریف لائے، پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ میرے دوسرے گھر واقع نیو ماڈل ٹاؤن بوریوالا تشریف لائے۔ آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا، حضور! میرا غریب خانہ آپ کے لیے حاضر ہے چنانچہ آپ میرے بستر پر آرام فرما ہو گئے اور میں اپنے بچوں کے ساتھ آپ کے قدم مبارک دبانے لگا۔ پھر اِسی دوران میری آنکھ کھل گئی

تو تہجد کا وقت ہو چکا تھا۔

نیز اسی طرح کا واقعہ محمد عمران طیبّی ساکن چک نمبر 561 ای بی ماچھیوال بوریوالا نے بھی بیان کیا ہے کہ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ اپنے وصال سے تین دن پہلے میرے خواب میں تشریف لاتے رہے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے آپ کے پاس ۳ دن رُکنا ہے۔ جب تیسری رات گذری تو تہجد کے وقت مسجد میں اعلان ہو گیا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کرماں والے وصال فرما گئے ہیں۔ تب مجھے سمجھ آئی کہ متواتر یہ خواب کیوں آ رہا تھا۔

اِسی طرح قریب واقع گاؤں کے ایک بیلی کا آپریشن ہوا تھا تو وہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت یاد کرتا تھا۔ اُس نے بھی خواب میں دیکھا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور اُس کی دلجوئی فرما رہے ہیں اور عیادت فرما رہے ہیں۔ اُس بیلی نے تو یہ بتایا ہی تھا مگر اُس کے ہمسائے نے بھی کچھ ایسا ہی خواب بیان کیا جس میں اُس نے دیکھا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اُس بیلی کے گھر سے باہر تشریف لا رہے ہیں اور ہمسائے نے آگے بڑھ کر آپکو سلام عرض کیا۔

محمد عمران طیبّی بیان کرتے ہیں کہ یہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی تصرف تھا کہ آپ محبت رکھنے والے بیلیوں پر نگاہِ شفقت فرمایا کرتے تھے۔ یہ بتاتے ہیں کہ میں ایک محفل میں شریک تھا تو وہاں موجود پیر صاحب کہنے لگے کہ آپکے مرشد بابا جی ملاقات نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ جناب وہ ہمارے دل میں ہیں۔ اگلے دن صبح صبح فون پر اطلاع ملی کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ملاقات کے لیے بلایا ہے۔ اِسی طرح ایک اور بیلی نے یہی اعتراض کیا تو رات مجھے خواب میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہو گئی۔ درحقیقت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیلیوں کی بہت زیادہ دل جوئی فرمایا کرتے تھے اور مہربانی فرماتے تھے۔

☆

ڈاکٹر تصور محمود بٹ (سرائے عالمگیر جہلم) بیان کرتے ہیں کہ یہ بات تقریباً 20 سال یا اُس سے بھی زیادہ پرانی ہے کہ میں ماہنامہ ''مجلّہ حضرت کرماں والا'' کے معاونین

میں شامل تھا۔ اُس وقت ثناء اللہ طیّبی (ایڈیٹر)، حافظ شاہد نذیر نقشبندی (چیچہ وطنی)، رحمت اللہ اور عبدالصمد مظفر (لاہور) رسالے کی ذمہ داری سنبھالتے تھے۔ ایک دن حضرت کرماں والا شریف میں حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے تنظیمی اجلاس طلب فرمایا تھا تو میں بھی رسالے کے معاونین کے ساتھ شامل ہونے کے لیے پہنچ گیا۔ مسجد میں دو صفیں بنائی گئیں جس میں سب بیلی آمنے سامنے دوزانو بیٹھ گئے اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی نشست صفوں کے ایک سرے پر لگا دی گئی۔ میں نے محسوس کیا کہ مجھے سب سے آخر میں جگہ ملی ہے تو میرے دل میں خیال آیا کہ میں چونکہ نیا آیا ہوں، اس لیے پرانے بیلیوں نے اپنی نشست بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب لگالی ہے اور میری نشست دور رکھی ہے۔ بہرحال میں خاموش بیٹھا رہا کہ اسی دوران بابا جی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور آپ نے سارے بیلیوں کو دیکھا اور پھر ارشاد فرمایا کہ بیلیو! میری نشست اُٹھا کر دوسری طرف کر دو۔ اب ہوا کچھ یوں کہ میں جو سب سے آخر میں تھا، پہلے نمبر پر آ گیا۔ میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ سب میرے خیال کی وجہ سے ہوا ہے۔ میری آنکھیں پُرنم ہو گئیں اور میں نظر جھکا کر بیٹھ گیا۔ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ میرے اس قدر قریب تشریف فرما تھے کہ میرا گھٹنا، بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنے سے مَس ہو رہا تھا تو میں تھوڑا سا سمٹ گیا، میں جیسے ہی سمٹا تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر سے اپنا گھٹنا میرے گھٹنے سے مَس کر دیا اور اُس وقت میری اندرونی کیفیت جس روحانی وارفتگی سے سرشار تھی، میرے لیے بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ میں جو سوچ رہا تھا کہ میں سب سے دور ہوں، اِس وقت سب سے آگے اور اعلیٰ بن چکا تھا۔ میرے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا بیحد کرم تھا۔ اِس اجلاس کے دوران ہی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں آپ کے صاحبزادے آ کر بیٹھ گئے جن کی عمر مبارک ۳ سے ۴ سال کی تھی تو اُن کے سر پر ٹوپی تھی جس پر کارٹون کی مکمل تصویر بنی ہوئی تھی۔ میرے دل میں پھر خیال آیا کہ یہ کارٹون کی تصویر والی ٹوپی پہن کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے تھا، اگر کوئی بدعقیدہ یہاں پر آ جائے تو وہ دیکھ کر کیا سوچے گا۔ ابھی میرے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، بیلیو! یہ ٹوپی اِن کی نہیں

ہے، جب ہم آ رہے تھے تو ایک بیلی نے اِن کے سر پر یہ ٹوپی رکھ دی تو میں نے بیلی کا دل نہیں توڑا۔ یہ ٹوپی گھر سے لے کر نہیں آئے۔ یہ بات سنتے ہی میں سمجھ گیا کہ یہاں پر دل کے خیالات پڑھے جاتے ہیں اور احتیاط لازم ہے۔ آج کئی سال گذرنے کے بعد بھی میں یہ بات اپنے حلقہء احباب میں سنایا کرتا ہوں۔

☆

بابا رشید نقشبندی (رحمان پورہ، رائے ونڈ) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ ایک دوسرا بیلی ”غلام مصطفیٰ“ نامی حضرت کرماں والا شریف حاضری کے لیے جا رہے تھے تو وہ بیلی مجھے کہنے لگا کہ آج تو دل کر رہا ہے کہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنا ہے۔ اُس کی بات سُن کر میں نے کہا کہ غلام مصطفیٰ! ہم چاہے دور بیٹھ جائیں یا قریب بیٹھے ہوں مگر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ہم پر ہوتی ہے۔ یہی باتیں کرتے ہوئے ہم حضرت کرماں والا شریف پہنچ گئے۔ مسجد شریف میں کافی رَش تھا تو ہمیں پیچھے والی جگہ ملی جہاں ہم بیٹھ گئے۔ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمانے لگے تو دورانِ خطاب آپ نے ارشاد فرمایا کہ رائے ونڈ کے پاس علاقہ ہے، وہاں نوری صاحب (محمد سمیع اللہ نوری طیّبی) بہت جاتے ہیں اور وہاں درود شریف بھی بہت پڑھا جاتا ہے اور میلاد شریف کی محافل بھی بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ وہ بیلی بھی آئے ہیں اور پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ تب میں نے غلام مصطفیٰ بیلی سے کہا کہ اب بتاؤ، بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ ہے کہ ہم پیچھے بیٹھے ہیں۔ پھر جب افطاری کا وقت ہوا تو ہم سب اِفطار کے انتظار میں بیٹھے تھے جب اچانک بابا جی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے بالکل قریب تشریف فرما ہو گئے۔ تب میں نے غلام مصطفیٰ سے کہا کہ آپ کی دوسری تمنا بھی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری کر دی ہے۔

بابا رشید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت کرماں والا شریف حاضر ہوا اور مزارِ اقدس پر میں نے یہ دعا کی کہ ہمارے علاقے میں ایک آدمی جو مسلک دیوبند سے تعلق رکھتا ہے، وہ مسجد کے حوالے سے کافی پریشان کرتا ہے اور آئے دن جھگڑا فساد برپا رکھتا ہے۔ جب

میں واپس گھر آیا تو خواب میں حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ رشید! آپ کی مسجد والا معاملہ حل کر دیا ہے۔ میں نے یہ بات سب بیلیوں کو بتائی، محفل میں بھی بتائی۔ اُس کے بعد ایک دن میں حضرت کرماں والا شریف حاضر ہوا تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطاب میں ارشاد فرمایا کہ بیلیو! اگر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی کا کوئی معاملہ حل کر دیں تو شور نہ مچایا کرو۔

بابا رشید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مدینہ پاک میں حاضری کے لیے گیا ہوا تھا تو میرے پاس خرچ کے لیے پیسے ختم ہو گئے جو کہ 250 ریال تھے۔ میں نے سوچا کہ اب کیا کروں، پھر دل میں خیال کیا کہ پاکستان فون کرتا ہوں۔ اُسی دن میں روضہ پاک کے سامنے مسجد نبوی شریف میں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے میری جیب میں کچھ ڈال دیا۔ میں نے بعد میں چیک کیا تو دیکھا کہ ۳۰۰ ریال میری جیب میں ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ مجھے خرچہ دے دیا گیا ہے۔ جب میں واپس پاکستان آیا تو ایک دن بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا، اچانک آپ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ بیلیوں کے پاس مدینہ پاک میں خرچہ ختم ہو جائے تو پریشان ہو جاتے ہیں حالانکہ جن کے مہمان ہو، اُن کو سب کی فکر ہوتی ہے۔

☆

علامہ پیر محمد علی شاکر طیبّی (پاکپتن شریف) بیان کرتے ہیں کہ میرے والدِ گرامی صوفی محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں ہسپتال داخل تھے۔ چند دن کے بعد حضرت کرماں والا شریف حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تو میں جناب پیر حاجی عبدالودود طیبّی صاحب (38 ای۔ بی عارفوالا) اور جناب پیر حاجی ماسٹر محمد اکرم (52 ای۔ بی) ملاقات کی صف میں اکٹھے تھے۔ اِسی اثناء میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مبارک مجھ پر پڑی تو آپ نے تھوڑے فاصلے سے ہی ارشاد فرمایا کہ محمد علی! کس لائن پر چل پڑے ہو! میں گھبرا گیا کہ پتہ نہیں کون سی غلطی کی طرف اشارہ فرمایا جا رہا ہے۔ تب آپ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ آج کل آپ تہجد کی نماز ادا نہیں کر رہے تو میں

نے عرض کیا کہ حضور! والدِ گرامی ہسپتال میں تھے، مساجد بند ہوتی ہیں اور حالات بھی مشکل تھے، اِس لیے یہ غلطی ہوگئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کا درودِ پاک بھی پورا نہیں ہوتا۔ اللہ اکبر۔ مجھے یقین ہے کہ تعداد تک کے بارے میں وہی بتا سکتا ہے کہ جس کی بارگاہ سے ہوکر درودِ پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جائے وگرنہ کسی کو کیا علم کہ کون کتنا درود شریف پڑھتا ہے، صاف ظاہر ہے کہ یہ بات وہی بتا سکتا ہے کہ جس سے درود شریف ہوکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتا ہو، بس پھر اُس کے بعد سے درود شریف پڑھنے کا لطف ہی آ گیا۔

——— ooo ———

## شادی مبارک

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا عقد مبارک اپنے والدِ گرامی سیّد الاولیاء بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالا شریف کے پُرنور خاندان میں ہی طے پایا۔ چنانچہ مخدوم المشائخ، حضرت پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری کی قیادت و کفالت میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی فقید المثال بارات آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف کی طرف روانہ ہوئی جس میں اولیاء وصلحاء، پیرانِ عظام اور وابستگان کی ایک کثیر تعداد شامل تھی۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی خانہ آبادی، حضرت پیر سید نور الحسن شاہ بخاری حضرت کیلیا نوالے رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی، یادگارِ اسلاف حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی اور حضرت پیر سیّد عظمت علی شاہ بخاری کیلانی (چن جی سرکار) رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ محترمہ کے ساتھ سرانجام پائی۔

## اولادِ امجاد

اللہ تعالیٰ نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے فضل وکرم سے اولاد جیسی عظیم نعمت یعنی بیٹی اور

بیٹوں سے نوازا جن میں ایک آپ کی صاحبزادی اور دو صاحبزادے ہیں۔ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ پیر سیّد محمد میرام شاہ بخاری ۲۔ پیر سیّد شہریار شاہ بخاری

## پیر سیّد محمد میرام شاہ بخاری

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں صاحبزادی کی پیدائش کے بعد نرینہ اولاد کی ولادت ہوئی۔ چنانچہ بڑے صاحبزادے کا نام ''سیّد محمد میرام بخاری'' رکھا گیا جو کہ اپنے والدِ گرامی، حضور بابا جی شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح صاحبِ وجاہت ہیں۔

## پیر سیّد شہریار شاہ بخاری

بڑے صاحبزادے پیر سیّد محمد میرام شاہ بخاری مدظلہٗ العالی کی ولادتِ باسعادت کے چند سال کے بعد اللہ کریم نے آپ کو دوسرے بیٹے سے نوازا جن کا اسمِ مبارک ''سیّد شہریار شاہ بخاری'' رکھا گیا۔ جناب پیر سیّد شہریار شاہ بخاری مدظلہٗ العالی اپنے ابا جان رحمۃ اللہ علیہ کی صفاتِ مبارکہ سے متصف ہیں۔ وابستگانِ سلسلہ عالیہ کے ساتھ اُنس ومحبت، روحانیت کی طرف خاص توجہ اور قلندرانہ سادگی جیسے اوصاف آپ کا خاصہ ہیں۔ بچپن سے ہی آپ خانقاہی نظام اور سلسلہ عالیہ کے اُمور میں دلچسپی رکھتے تھے چنانچہ اپریل سن ۲۰۰۶ء، ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ میں پیر جی سیّد شہریار شاہ بخاری مدظلہٗ العالی نے سالانہ محفل میلاد کے دوران ایسی عمدہ تقریر فرمائی کہ بڑے بڑے علماء کرام اور پیرانِ عظام کے علاوہ وابستگان اور عقیدت مندان بھی ششدر رہ گئے اور یہ بات واضح طور پر روشن ہونے لگی کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ صاحبزادے ان شاء اللہ مستقبل میں دینی وروحانی سلسلہ کے فروغ وترقی کے لیے بہت اہم ومفید ثابت ہوں گے۔ حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چھوٹے صاحبزادے پیر جی سیّد شہریار شاہ بخاری مدظلہٗ العالی کی دینی وروحانی تربیت بذاتِ خود فرمائی ہے اور سلسلہ عالیہ و دین کی طرف اِن کی لگن کو

دیکھتے ہوئے اپنی زیرِ نگرانی نومبر ۲۰۱۹ء میں آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کا اگلا سجادہ نشین (سوم) مقرر فرما دیا تھا اور اِس ضمن میں آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف میں منعقدہ محفل میلاد میں حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بڑے بھائی مخدوم المشائخ بابا جی سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہٗ العالی کے ہمراہ پیر جی سیّد شہریار شاہ بخاری مدظلہٗ العالی کے سر پر دستار باندھ کر با قاعدہ اعلان فرما دیا تھا چنانچہ اب بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ختم شریف چہلم کے موقع پر حسبِ روایت و دستور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے جملہ مشائخ اور بزرگان با قاعدہ طور پر ''سجادہ نشین'' مقرر کرتے ہوئے مہر تصدیق ثبت کریں گے۔ ان شاء اللہ

## بزرگوں کی اولاد کا احترام

بزرگوں کی اولاد، نسل پاک، گھرانے بلکہ نسبت والی ہر چیز کا احترام کرنا چاہیے۔ یہی اولیائے متقدمین کا طریقہ اور تعلیم ہے۔ اگر بزرگ اپنی اولاد کے ساتھ کسی وقت خطاء کی وجہ سے خفاء ہو بھی جائیں تو وہ بہر حال اولاد ہی رہتی ہے اور باعثِ ادب و احترام ہوتی ہے۔ تاہم اگر بزرگوں کی اولاد شریعت، صحیح عقیدہ یا اپنے بزرگوں کے طریقہ کے مخالف چل پڑے تو تقلید نہیں کرنی چاہیے تاہم پھر بھی اُن کے ساتھ بغض و عناد، عداوت یا نفرت رکھنے کی بجائے اُن کے لیے دعا کرنی چاہیے کیونکہ اعمال یا ذاتی کردار درست نہ ہوں تو وہ بزرگوں کی نسبت سے کسی بھی وقت صحیح ہو سکتے ہیں۔ خاص طور پر جب کہ بزرگوں کی نسبت کے ساتھ ساتھ معاملہ کسی سیّدزادے کا ہو۔ پھر تو انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔

راقم الحروف نے ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے یہ بات سنی تھی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مولوی صاحب، گنجِ کرم حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے صاحبزادہ صاحب پر مختلف اعتراضات کرنے لگے جس میں اُن کے کردار و افعال کے

خلاف باتیں شامل تھیں۔ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ اُس مولوی کی باتیں سنتے رہے پھر یکدم جلال میں آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، مولویا! تیرا اور میرا پتہ نہیں ہے مگر وہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی وجہ سے بخشے جائیں گے۔

لہذا پتہ چلا کہ بزرگوں کی اولاد کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے محتاط رہنا چاہیے ورنہ اِس غلطی کا نقصان ناقابلِ تلافی ہوسکتا ہے۔

حضور شیخ المشائخ، باباجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے قربِ خاص والے کئی بیلی یہ بات بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ نے ایک شخص (جس نے بظاہر دین کی تعلیم بھی حاصل کی) کے بارے میں ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ ''کسی اور کا پتہ نہیں ہے مگر خدشہ ہے کہ یہ میری اولاد کے سامنے کھڑا ہوگا''۔ آج باباجی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد وہ بات بالکل سچ ثابت ہو چکی ہے کیوں کہ مذکورہ شخص اِس وقت باباجی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور گھرانے کے خلاف شرانگیزی پھیلا رہا ہے اور اپنے انجام سے بالکل اندھا ہو چکا ہے۔ اللہ کریم حضور باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد اور آپ کی نسل پاک کی خیر فرمائیں۔ آمین

## سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نعمتِ عظمٰی

ایک نہایت خاندانی و علمی شخص نے پیر سید محفوظ الحق شاہ صاحب مکان شریف والوں سے پوچھا کہ مجھے نسبت کہاں اختیار کرنی چاہیے؟ اِس پر انہوں نے (حالانکہ مکان شریف کے سجادہ نشین تھے) فرمایا، اِس وقت نعمتِ عظمٰی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاری ہوئی تھی، حضرت صاحب کرماں والوں کے پاس ہے اور اب ہمیشہ وہاں ہی رہے گی۔ حالانکہ اُس وقت کئی بڑے بزرگ حیات تھے، لیکن پھر بھی آپ نے فرمایا کہ اگر نسبت اختیار کرنا چاہتے ہو تو حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر چلے جاؤ۔

# وصالِ پُر ملال

جس طرح حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ دنیا کے لیے ایک پردے میں رہی، اُسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک بھی ایک اخفاء والا معاملہ ہے۔ تاہم بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاص مقربین کو اشارۃً کنایۃً بتا دیا تھا۔ حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ماہ دسمبر ۲۰۲۱ء کے پہلے عشرے کے فوراً بعد بیرونِ ملک سے اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ واپس پاکستان تشریف لائے اور حضرت کرماں والا شریف میں کچی مٹی سے خصوصی طور پر تیار کردہ مکان میں قیام فرما ہوئے۔ آپ کی طبیعت مبارک میں علالت کے آثار نہ ہونے کے برابر تھے تاہم پیر بشارت رسول گوگا جی بیان کرتے ہیں کہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ گوگا جی! میری عمر اب ۵۰ سال ہو گئی ہے۔ یہ بہت کافی ہے۔ گوگا جی نے عرض کیا، حضور! یہ تو اتنی زیادہ عمر نہیں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی تھوڑی ہے بھلا؟

اِنہی دنوں کے دوران ایک دن آپ اچانک گوگا جی سے ارشاد فرمانے لگے کہ میری ساری دولت اور میرا اثاثہ تبرکات شریف ہیں۔ میرے وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ۴ موئے مبارک جو میرے پاس ہیں، میری تدفین کے وقت وہ میرے ساتھ ہی رکھنے ہیں۔ ۲ موئے مبارک میری آنکھوں پر، ایک میرے منہ یا ہونٹوں پر اور ایک موئے مبارک میرے سینے پر رکھ دینا۔ نیز پیر بشارت رسول گوگا جی کو یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مجھے آپ خود غسل دینا اور بے پردہ نہ کرنا۔

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہر گذرتے دن کے ساتھ شدید علیل ہوتے چلے گئے حتیٰ کہ کھانا پینا بالکل ترک ہو گیا اور مسلسل حالتِ بیداری میں وقت گذرنے لگا۔ یہ وقت اور لمحات محبین خدام کے لیے قیامت خیز بن گئے کیونکہ پیر و مرشد کی ظاہری حالت بیحد علیل نظر آ رہی تھی۔ اِس شدید علالت کے بارے میں جب آپ کے برادرِ اکبر مخدوم المشائخ،

بابا جی سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہٗ العالی کو معلوم ہوا تو وہ بھی سخت پریشان ہو گئے اور بیحد گھبراہٹ کے عالم میں اپنے محبوب بھائی کے ساتھ فون پر رابطہ قائم کیا مگر پریشانی کے عالم میں کی گئی بات چیت بہتری کا سبب نہ بن سکی۔ یہاں تک کہ محض ایک یا دو روز کے بعد بابا جی رحمۃ اللہ علیہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو آپ کے ہمراہ موجود خدام آپکو CMH اوکاڑا بغرض علاج لے گئے۔ اِدھر آپ کے صاحبزادے پیر جی سیّد شہریار شاہ بخاری ابھی تک بیرونِ ملک ہی مقیم تھے، جو کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کی خبر ملتے ہی پہلی فلائٹ سے واپسی کے لیے روانہ ہو گئے۔ پیر جی سیّد شہریار شاہ بخاری مدظلہٗ العالی بھی اپنے والدِ بزرگوار کی شدید علیل طبیعت کی وجہ سے سخت پریشان اور غمزدہ تھے لہٰذا اُنہوں نے جملہ اولیاءِ عظام، صلحاء، وابستگان، مریدین اور خدام سے بذریعہ فون اپیلیں کیں کہ حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی صحت یابی کے لیے دعا کی جائے۔

اِدھر CMH اوکاڑا ہسپتال کے ڈاکٹرز نے کہا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو لاہور لے جائیں کیوں کہ اِن کی علالت ہماری سمجھ سے بالکل بالاتر ہے چنانچہ بابا جی سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہٗ العالی نے فی الفور انتظام کروایا اور لاہور CMH میں آپ کو داخل کر لیا گیا جہاں ڈاکٹرز علالت کی وجہ جاننے اور علاج کرنے کے لیے اپنی سرتوڑ کوششوں میں مصروف ہو گئے۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل کر لیا گیا تھا۔ پوری دنیا میں موجود مریدین، وابستگان، خدام اور اعزاء و اقارب خصوصی دعاؤں میں مصروف ہو گئے تھے۔ سب اپنے محبوب پیرومرشد اور گنجِ کرم کے جگر گوشہ کی صحتیابی کے لیے دعائیں مانگ رہے تھے۔ پاکستان میں ہر آستانے سے لے کر مدینہ پاک تک دعائیں مانگی گئیں مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والدِ گرامی سیّد الاولیاء بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ ختم شریف کے موقع پر بذاتِ خود یہ بات ارشاد فرمائی:

''اللہ والوں کا یہ اختیار ہوتا ہے کہ جب تک وہ خود دنیا سے رخصت نہ

ہونا چاہیں، وہ نہیں جاتے اور جب وہ خود (جانے کا) خیال بنا لیں تو
پھر وہ چلے جاتے ہیں"

چنانچہ یہی قیاس ہے کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے رضائے الٰہی کے ساتھ اپنی رضا شامل فرما دی اور بالآخر جب ۱۴ جنوری ۲۰۲۲ء کی نصف شب گذر گئی تو آپ صرف ۵۱ سال کی عمر مبارک میں اپنے خدام، مریدین، محبین، وابستگان اور احباب کو سخت غمزدہ چھوڑ کر اِس جہان فانی سے رخصت ہوئے اور خالقِ حقیقی پروردگارِ عظیم کی بارگاہ میں پیش ہو گئے۔

—————— ooo ——————

## نمازِ جنازہ اور تدفین

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر فی الفور دنیا بھر میں پھیل گئی اور آپکے محبین اِس غمِ جدائی سے نڈھال ہو گئے اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ سوشل میڈیا کے اِس دور میں راتوں رات ہر جگہ اطلاع پہنچ گئی اور ہر گاؤں، محلے، ٹاؤن، شہر اور علاقے میں اعلانات ہونے لگے۔ نمازِ جنازہ اُسی دن یعنی مؤرخہ ۱۵ جنوری ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ کو بعد نمازِ عصر آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا میں ادا کرنے کا اعلان کیا گیا تھا چنانچہ آپ کا جسدِ خاکی لاہور سے حضرت کرماں والا شریف منتقل کیا گیا جہاں آپ کو غسل مبارک دیا گیا اور پھر عام زیارت کے لیے احاطہء دربار شریف میں آپ کو لیجایا گیا۔ ہر جگہ سے غمزدہ لوگ جوق در جوق پہنچ رہے تھے چنانچہ لوگوں کا اژدھام ہزاروں کی تعداد میں تھا جو حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرتا، درود شریف پڑھتا اور آپ کو سلامِ عقیدت پیش کرتا ہوا گذرتا رہا۔ اِس موقع پر کئی جذباتی مناظر دیکھنے والوں کے دُکھ و غم کو اور زیادہ مہمیز لگا دیتے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے اِن انسانوں کی ساری دنیا لُٹ گئی ہو۔ ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے یہ ہزاروں انسان بیک وقت یتیم ہو گئے ہیں۔ بس ہر ایک کی آنکھوں سے اشک رواں تھے اور لبوں پر اپنے

پیرومرشد کے لیے سلامِ عقیدت تھا۔ راقم الحروف پر بھی شدتِ غم سے سکتہ طاری تھا، جب نمازِ جنازہ کا وقت ہوا تو بے قراری و بے اختیاری میں راقم نے لکھا:

الوداع اے میرے غمگسار ______

لاچاروں، بے سہاروں، مصیبت کے ماروں کے غمگسار ______

آفت نصیبوں اور بیماروں کے غمگسار ______

اے میرے ھادی، میرے رہبر، میرے غمگسار ______

سلام آپ کی شان پر، سلام آپ کی حیات پر

سلام آپ پر، اے ہمارے غمگسار ______

پھر اسی اثناء میں نمازِ جنازہ کے لیے صفیں سیدھی ہونے لگیں۔ حضرت پیر حافظ القاری میاں محمد ابوبکر شرقپوری نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لے آئے تھے۔ آپ کا جسدِ خاکی بھی سامنے رکھ دیا گیا تھا۔ مخدوم المشائخ بابا جی سیّد صمصام علی شاہ بخاری نے انتہائی غمناک لمحات میں دُکھ میں ڈوبے ہوئے وابستگان کے ساتھ چند باتیں کیں اور پھر نمازِ جنازہ شروع کرنے کے لیے میاں صاحب سے عرض کر دی۔ چنانچہ ولایت کے عظیم آفتاب، امام المحبین رسول ﷺ، امیر قافلہء میلاد، سیّدی و مرشدی، حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ تقریباً پونے چار بجے پڑھا دی گئی۔

اِس کے بعد حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے جسدِ خاکی کو تدفین کے لیے اولیائے حضرت کرماں والے رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے مزارِ اقدس میں آپکے والدِ بزرگوار سیّد الاولیاء بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قدمین شریفین کی جانب لحد میں اُتارنے کے لیے لیجایا گیا۔ جہاں پر حسبِ حکم پیر بشارت رسول گوگا جی حضور نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک اور دیگر تبرکات لے کر موجود تھے اور آپ کی وصیت کے مطابق موئے مبارک آپ کے ہمراہ لحد میں اُتار دیئے گئے۔ گوگا جی بتاتے ہیں کہ ایک اور پیالی میں کئی دیگر موئے مبارک بھی

موجود تھے، وہ سب تبرکات بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں طرف رکھے گئے۔ اِسی اثناء میں اچانک گوگا جی کو یاد آیا کہ اُن کے پرس میں گنجِ کرم حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک سے لکھا ہوا درود شریف بھی ہے جو اُنہوں نے اُسی وقت آپ کے سینہ مبارک پر ہی رکھ دیا۔ یوں حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کائنات کا عظیم ترین خزانہ اور اپنا کُل اثاثہ اور مال و دولت اپنے ساتھ لے کر اِس ظاہری کائنات سے پوشیدہ ہو گئے۔ اللہ کریم جلشانہٗ میرے کریم اور حضور کی تُربتِ انور و اطہر پر لامحدود رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین

## مرشد کی باتیں (ارشاداتِ عالیہ)

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے فرامین اور ارشاداتِ عالیہ علم، روحانیت، تربیت، تبلیغ اور رُشد و ہدایت کا بیش قیمت خزانہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں راقم الحروف (ثناء اللہ طیّبی) کو یہ سعادت میسر آئی کہ ایک کتاب ''مرشد کی باتیں'' مرتب کی جو کہ دراصل آپ کے فرامین اور ارشاداتِ عالیہ پر مبنی نکات پر مشتمل تھی جو کہ راقم نے خود مختلف مجالس اور محافل میں آپ کی زبانِ مبارک سے سُنے اور فی الفور نوٹ کر لیے۔ بعد ازاں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے سفرنامہ ہندوستان کے ساتھ با قاعدہ اشاعت ہوئی۔ حسبِ ذیل چیدہ چیدہ نکات قارئین کے مطالعہ کے لیے پیش ہیں۔

فرمایا: بیٹھے بیٹھے ورزش ہو سکتی ہے، سانس کو **اللّٰہ** کہتے ہوئے ناک سے اندر کھینچ لو، پانچ یا چھ لمحات کے لیے روک رکھو اور پھر **ھُـــو** کہتے ہوئے منہ سے چھوڑو، اِس طرح بہترین ورزش کی جا سکتی ہے، دراصل بعض اوقات دماغ کو آکسیجن والا خون مہیا نہیں ہوتا، اِس طریقے سے دماغ کو آکسیجن والا خون مہیا ہوتا ہے اور ذہنی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔

فرمایا: حیدر آباد کا ایک فرمانروا ''نظام'' نامی تھا، پیوند لگے کپڑے پہنتا اور سخت

مشکل زندگی گذارتا لیکن اُس کے خزانے بھرے ہوئے تھے، آج سوچو کہ وہ خزانے کہاں ہیں، اُس نے اتنا کچھ جمع کرنے کے باوجود حقیقت میں کیا جمع کیا؟

فرمایا: میں نے ایک جگہ لکھا ہوا دیکھا، اے ہنسنے والے! تجھے معلوم ہے کہ موت آنے والی ہے اور تو پھر بھی ہنس رہا ہے اور فرمایا کہ بزرگان دین کی نظر دور تک جاتی ہے، وہ اِس دنیا کو کچھ نہیں سمجھتے حالانکہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ لوک ہے، یقیناً وہ اللہ لوک ہی سب سے زیادہ ہوشیار ہوتے ہیں، وہ دین کو پسند کر لیتے ہیں اور دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے ہمیشہ کے لیے اَمر ہو جاتے ہیں، اِسی لیے جسم مر جاتے ہیں لیکن روح نہیں مرتی اور فرمایا کہ اللہ والوں کی طرح سادگی کو اپنانا چاہیے۔ اپنے آپ کو ظاہری اور باطنی طور پر صاف رکھنا چاہیے، جس طرح دل چاہتا ہے کہ کپڑے پر کوئی داغ نہ ہو، اِس طرح روح پر بھی کوئی داغ نہیں ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہنا چاہیے اور اُس کی یاد میں مستغرق رہنا چاہیے۔

فرمایا: حضرت صاحب سرکار کچھ علیل تھے تو پیر سید محفوظ الحق شاہ صاحب (مکان شریف والے) تشریف لائے اور آپ کو دیکھ کر گمان کیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کیا ہوگا؟ اُسی وقت حضرت صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، پیر جی! ”قیامت تک نئیں مُکن لگیا“۔ (ہمارا لنگر قیامت تک ختم نہیں ہوگا، انشاء اللہ)

فرمایا: ایک بات بتاؤ، جن درگاہوں پر سجادگان بیٹھے ہیں کیا وہ سب اُن مسندوں کے اہل ہیں؟ اگر نہیں تو پھر میں نے دین کے فروغ کے لیے اپنے بیلیوں کو خلافت و اجازت دی ہے تو اِس میں کیا حرج ہے؟ دوسروں کی بات نہیں کرتا، اپنی بات کرتا ہوں کہ میں اِس سجادہ کے ہرگز قابل نہیں ہوں۔

فرمایا: عاجزی اور خودی نہایت ضروری ہے اور اِن کو برقرار رکھنا بھی بہت مشکل ہے، خودی میں ذرا سی لغزش سے انسان تکبر تک پہنچ جاتا ہے اور باریک لکیر کا فرق ہے جسے سمجھنا بہت ضروری ہے، اِسی طرح عاجزی اور خوشامد میں بہت باریک فرق ہے، اِسے سمجھنا بھی

ضروری ہے، ذرا سی لغزش سے خوشامد اختیار کر کے عاجزی کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔

فرمایا: اگر ایک بچہ میرے ساتھ نو مرتبہ جھوٹ بولتا ہے اور ایک مرتبہ سچ بولتا ہے، میں اُس سے بھی کوئی اچھا کام کروانا چاہتا ہوں۔ کسی کو بُرا بُرا کہتے رہو وہ بُرا بنتا جائے گا، کسی کو اچھا اچھا کہتے رہو وہ اچھا بن جائے گا۔

فرمایا: میں ایک دفعہ عرس مبارک پر داتا صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوا تو مولانا میرے قریب ہو کر اشارہ کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ وہ لاہور کے کور کمانڈر صاحب بیٹھے ہیں، میں نے حضور داتا صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف کی طرف دیکھا کہ میں داتا صاحب کے حضور بیٹھا ہوں، یہ سب کے بادشاہ ہیں۔

فرمایا: میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف گیا تو وہاں زائرین اور مشتاقین کا ایک ہجوم دیکھ کر مجھے یوں محسوس ہوا کہ داتا صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ہزار سال نہیں ہوا بلکہ محسوس یہ ہو رہا تھا کہ جیسے ابھی ابھی داتا صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے ہیں اور ابھی باہر تشریف لانے والے ہیں۔

فرمایا: آج کل لوگ پیر خانے پر جاتے ہیں تو ذہن میں ایسی باتیں لے کر جاتے ہیں کہ پیر وہاں پر تماشے دکھائے، کرامات دکھائے اور مداری کی طرح کرتب کرے لیکن میں تو یہ جانتا ہوں کہ پیر پکڑنے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و غلامی کی طرف دل کو مائل کر دے، پیر کا صحیح مطلب یہی ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پیدا کر دے، باعمل بنا دے، وہی پیر ہے۔

فرمایا: لاہور میں سید سخاوت بخاری صاحب رہتے ہیں، اُن کے ایک بیٹے حساب کتاب کی کسی معاملے کی وجہ سے جیل چلے گئے، [کسی مصلحت کے تحت بابا جی نے یہ واقعہ اُسی جگہ مکمل نہیں فرمایا لیکن بعد میں اِس فقیر کو مکمل بتایا جو کچھ اِس طرح ہے] سیّد سخاوت بخاری صاحب کے بیٹے کی اہلیہ چھوٹے امی جان (بابا جی حضور کی اہلیہ) کی چچا زاد بہن ہے۔ جیل

جانے کے بعد تمام رشتہ دار کافی بھاگ دوڑ کرتے رہے لیکن کہیں کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ آخری تاریخ سے قبل بخاری صاحب کے بیٹے کی اہلیہ نے چھوٹے امی جان کو فون کیا کہ ہم بے بس ہو چکے ہیں، میرا خاوند (سخاوت بخاری صاحب کا بیٹا) پیر امام علی شاہ صاحب گجومتہ شریف والوں کا مرید تھا، وہ تو وصال کر گئے ہیں اور پیر امام علی شاہ صاحب بھی حضرت صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے غلام تھے لہٰذا آپ خود دربار شریف پر جا کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کریں۔ امی جان پردہ کروا کر دربار شریف پر گئے اور کچھ واسطوں کے ساتھ حضرت صاحب سرکار کی خدمت میں یہ سارا معاملہ عرض کر دیا۔ جب واپس گھر تشریف لائے تو بابا جی حضور نے دربار شریف پر حاضری کا مقصد دریافت فرمایا۔ جب انہوں نے بتایا تو بابا جی حضور نے فرمایا: صبح وہ (سخاوت بخاری صاحب کے بیٹے) بَری ہو جائیں گے، چھوٹے امی جان (بابا جی حضور کی اہلیہ) نے کہا، کیا آپ اِس لیے کہہ رہے ہیں کہ میں نے کافی واسطے دے کر دعا کی ہے، آپ نے فرمایا: نہیں یہ بات نہیں ہے۔ اگلے دن سخاوت بخاری صاحب کی بہو کا ٹیلی فون آیا کہ میرے خاوند باعزت بَری ہو گئے ہیں۔ امی جان نے بعد میں بابا جی حضور سے دوبارہ استفسار کیا تو آپ نے فرمایا: دراصل گنجِ کرم، حضرت صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی جیسی شان اور مرتبہ ہے اُس حوالے سے یہ کام نہایت معمولی تھا۔ دوسرا آپ خود دربار شریف پر جا کر حضرت صاحب سرکار کی خدمت میں عرض کر آئی تھی تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب یہ کام ہو کر رہے گا، چنانچہ آپ نے دیکھا کہ کام ہو گیا۔

دورانِ ملاقات ایک بیلی حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، حضور! میں بہت پریشان رہتا ہوں، بہت فکرمند رہتا ہوں۔

حضور نے فرمایا: بیلیا! تو نے کبھی بلیاں دیکھی ہیں، وہ حیران ہو کر عرض کرنے لگا، جی حضور! میں نے بلیاں دیکھی ہیں، آپ نے فرمایا: یہ بازاروں میں چلتی پھرتی رہتی ہیں کبھی اِن کو پریشان بھی دیکھا ہے (سبحان اللہ) حضور نے فرمایا: تم تو اشرف المخلوقات ہو، جاؤ اللہ

کریم خیر فرما دے گا اور ذکر کیا کرو، فکر اللہ کریم پر چھوڑ دو۔ایک دوسرا بیلی حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، حضور! میں مؤکل قابو کرتا رہا لیکن اب وہ مؤکل میرے لیے ہی وبال بن گئے ہیں، میرے گھر والوں کو مارتے ہیں اور تنگ کرتے رہتے ہیں، میں بڑا پریشان ہوں میری اِن سے جان چھڑوائیں۔ حضور نے فرمایا: کملیا! تو اتنے مؤکل قابو کرتا رہا لیکن اگر ایک اپنے نفس کو کر لیتا تو سب کچھ تیرا ہو جاتا، اچھا جاؤ اللہ کریم خیر فرما دے گا۔

فرمایا: حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو وصال کیے ہوئے تقریباً ۹۶۰ سال ہو گئے ہیں اور آپ کی پیدائش کو ایک ہزار سال سے زائد گزر گیا ہے، کب ایسا لگتا ہے کہ آپ وصال کر گئے ہیں بلکہ یوں لگتا ہے کہ آپ ابھی اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے ہیں اور ابھی باہر آنے ہی والے ہیں۔

فرمایا: آج کل لوگ سکون تلاش کرتے پھرتے ہیں، کوئی روٹی میں سکون تلاش کرتا ہے، کوئی دولت میں، کوئی اونچے گھروں میں، لیکن اِن چیزوں میں سکون نہیں ہوتا، اصل سکون تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر میں ہے۔

فرمایا: ''عام'' اور ''خاص'' کے درمیان بہت کم فرق ہے، معمولی فرق! دیکھو ایک شخص کو اگر کوئی دوسرا گالی دے اور وہ جواباً گالی دے دے تو یہ عام بات ہے لیکن اگر وہ خاموشی اختیار کر لے تو خاص ہو گیا۔

فرمایا: میں ابھی چھوٹا تھا تو ایک دن مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی شریف سے باہر آیا اور میرے جوتے کہیں گم ہو گئے، دیکھو کیسی بات ہے کہ میں نے جا کر عرض کیا کہ میرے جوتے مل جائیں اور فوراً میرے جوتے مجھے مل گئے، حالانکہ ایسی دعا کیسی عجیب بات لگتی ہے۔

فرمایا: ایک دفعہ بچپن میں مجھے پیشاب کی زیادتی ہو گئی تو میں نے بے بے جی حضور (حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ بے بے جی! مجھے بار بار پیشاب آ رہا ہے، آپ نے فرمایا، اب نہیں آئے گا اور ایسا ہی ہوا۔

فرمایا: ایک دفعہ میں نہانے کے لیے گیا، وہاں چونکہ گہرائی کم تھی، اِس لیے جب غوطہ لگایا تو فرش پر سر لگنے کی وجہ سے میرا دانت تھوڑا سا ٹوٹ گیا، جڑ سے نہیں ٹوٹا تھا بس ایک کونا ذرا سا ٹوٹا تھا، میں لاہور میں گھر واپس آیا تو اُسی وقت بے بے جی حضور کا حضرت کرماں والا شریف سے فون گیا کہ میر طیب خیریت سے ہے؟ اُس کا دانت تو نہیں ٹوٹا؟ یہ ہوتا ہے بزرگوں کا تعلق ورابطہ!

فرمایا: کل ہم حضور میاں صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف پر حاضر ہوئے، جب میں راستے میں تھا تو دل میں یہ خیال آ رہا تھا کہ جب بھی شرق پور شریف جائیں تو جلال غالب نظر آتا ہے کوئی بات، کوئی عرض، کوئی خیال، دل میں جگہ نہیں پاتا، دیکھیئے! اِس مرتبہ جا کر بہت سی باتیں کریں گے، بہت کچھ کہیں گے لیکن جب وہاں پہنچے، حضور کے دربار شریف پر حاضری ہوئی تو دیکھا کہ جمال ہی جمال ہے، دل میں ایک عجب سکون، ایک عجیب ٹھنڈک اور جمال کی کیفیتِ پر کیف سینے میں محسوس کی۔ جو بہت کچھ کہنے کا خیال دل میں تھا، نجانے کہاں گیا، کوئی سوال نہ رہا، کوئی عرض نہ رہی کوئی خیال نہ رہا، بس حضور میاں صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے جمال کی لذت محسوس ہو رہی تھی۔

فرمایا: مجھے رشتہ داروں میں سے کسی نے کہا ہے کہ جناب کوئی اعلیٰ گاڑی آپ کے پاس ہونی چاہیے اور یہ کہ فلاں شخص نے ایک کروڑ روپے کی گھڑی باندھی ہوئی تھی تو پتہ چلتا تھا کہ یہ کسی ادارے کا مالک ہے یا کوئی امیر کبیر آدمی ہے، اِس سے آدمی کا پتہ چلتا ہے، اِس پر میں نے جواب دیا کہ پھر تو اُس کے ہاتھ سے گھڑی اتار کر اُسے خوب مارنا چاہیے یا جب وہ گھڑی بند ہو جائے تو پھر اُسے مارنا چاہیے۔

فرمایا: مجھے ایک رشتہ دار نے کہا ہے کہ تمہارا گھر اچھا نہیں، میں نے اُس سے کہا تم یہ بات نہ کرو، میرے مکان جیسا کوئی مکان نہیں، جس گھر میں حضرت صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی گزاری، جس مکان میں آپ نے وصال فرمایا، اِس سے بہتر مکان پورے ملک میں

کوئی نہیں، تمہیں اِس مکان کی عظمت کا پتہ ہی نہیں۔

فرمایا: گجومتہ شریف آباد رہے گا اور آباد رہنے کے لیے قائم ہوا ہے۔

بعد از نمازِ ظہر بیلیوں سے ملاقات کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ غلام بھی قریب موجود تھا ایک بیلی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا سرکار! میرے بڑے دشمن ہیں، فرمایا: بیلیا! سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے اِس کا مقابلہ کرنے کی تدبیر سوچ۔

فرمایا: میرا دل کرتا ہے کہ صبح ایک ارب روپیہ ہو اور شام تک سارا تقسیم ہو جائے اور کیا یہ بات اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید ہے کہ اگلی صبح پھر ایک ارب روپیہ عنایت فرما دے؟

فرمایا: بارہ سال گذر گئے، محفل میلا د پاک کا آغاز کیا تھا، (ہر سال ۱۵۔۱۴۔۱۳ ربیع الاوّل شریف کو حضرت کرماں والا شریف میں بابا جی حضور ایک عظیم الشان بین الاقوامی محفل میلاد منعقد فرماتے ہیں) لیکن ایک سال بھی میں اپنے بیلیوں کو اپنی مرضی کا کھانا نہیں کھلا سکا۔ جس طرح کی روٹی میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیلیوں کو کھلاؤں، نہیں کھلا سکا۔

فرمایا: شادی بیاہ کا کھانا کچھ کمزور رہ جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن میلاد شریف کی روٹی بہت اعلیٰ ہونی چاہیے۔

فرمایا: آج کل لوگ اپنی اولاد کے بارے میں دنیاوی حوالے سے زیادہ پریشان رہتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ زیادہ فکر آخرت کے حوالے سے ہونی چاہیے اور آخرت کی بہتری کے لیے کسی نہ کسی سلسلے سے وابستگی نہایت ضروری ہے ورنہ کوئی شیخ القرآن بھی ہو تو بخشش کی اُمید نہیں۔

فرمایا: لوگوں کو محبت سے قریب کرو، یہی صوفیاء کا طریقہ ہے۔ دیکھو! خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو قریب کرنے کے لیے قوالی کا طریقہ بھی اختیار کیا تاکہ کسی طرح لوگ قریب آئیں اور اُنہیں راہِ ہدایت پر لگا دیا جائے۔

فرمایا: عرس مبارک قریب ہے، بیلیوں کا بہت خیال رکھنا ہے۔ چوہدری عبدالغنی

صاحب نے عرض کیا، حضور! آج مشورہ کرنا ہے کہ سرکاری مہمانوں کا انتظام کیسے کیا جائے۔ شیخ المشائخ نے فوراً ارشاد فرمایا! اور میرے بیلی؟ سرکاری مہمان لوگ تو کاروں پر کچھ وقت پہلے آئیں گے اور دعا کے فوراً بعد بھاگ جائیں گے لیکن میرے بیلی سارا سال کرایہ اکٹھا کرتے ہیں، مجھے اُن کی زیادہ فکر ہے۔

فرمایا: لنگر شریف جتنا کھلایا جائے مجھے خوشی ہوتی ہے لیکن کوشش کریں کہ ایک دانہ بھی ضائع نہ ہو، رزق کی قدر کریں۔

فرمایا: پیروار کے دن نیند کے دوران ایک خواب آیا، دیکھتا ہوں کہ حرم شریف میں بیٹھا ہوں، ابتداً احجاب میں ہوں، کبھی خیال کرتا ہوں کہ شاید مدینہ طیبہ ہے لیکن پھر خیال آتا ہے کہ روضہ مبارک نظر نہیں آ رہا تو حاضری کا لطف کہاں؟ اِسی دوران دیکھا کہ تین کچی قبور قریب قریب فاصلے پر بنی ہوئی ہیں، تب ہی ایک قبر شق ہو جاتی ہے اور اُس میں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرکار باہر تشریف لاتے ہیں، آپ کے جسم اطہر پر سفید لباس ہے اور سر اقدس پر عمامہ شریف ہے، بعض دیگر لوگ آپ کو آگے بڑھ کر ہاتھ لگاتے ہیں اور بوسہ دیتے ہیں لیکن میں ادباً پیچھے ہی رہتا ہوں۔ تبھی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، کیا ہاتھ لگانا ضروری ہے؟ جس نے میرے قرب میں نماز ادا کر لی اُس نے مجھے ہاتھ لگا لیا۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرف اشارہ فرمایا اُس طرف اصحابِ صفہ کا چبوترہ ہے) اِس کے بعد چند لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس قبر انور میں لے جاتے ہیں اور آپ آرام فرما ہو جاتے ہیں، قبر انور بند ہوئی مگر آپ کے مبارک ہاتھ باہر رہتے ہیں، تبھی بعض لوگ آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں اور پھر ہاتھ مبارک بھی اندر ہو جاتے ہیں۔

———— OOO ————

حضور شیخ المشائخ، فخرونازِ گنجِ کرم، جانشینِ گنجِ کرم

# باباجی سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

## کے ختم شریف (قل خوانی) کے موقع پر

مخدوم المشائخ، جگر گوشہ گنجِ کرم

## باباجی سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہٗ العالی

## کی حاضرین وشرکاء سے تعزیتی گفتگو

جناب سجادگانِ کرام، علمائے عزیز و اکابرین مجلس اور حاضرینِ محفل!

میں نے فرداً فرداً تمام نام اس لئے نہیں لیے کیوں کہ آپ سب لوگ میرے لئے مکرم، معزز اور معتبر ہیں اور آپ کا آنا میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے خصوصاً میرے بھتیجوں کے لئے، ہمارے لئے بہت عزت افزائی ہے۔ آپکا ہمارے دکھ میں شریک ہونا، یہ آپ کا ہمارے گھر سے تعلق ثابت کرتا ہے اور آپ نے ہمیشہ مہربانی کی ہے۔ ہمارا ہر حال میں ساتھ دیا ہے۔ تاہم میں آپ سے ایک معذرت بھی کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ دنوں سے میری طبیعت خراب ہے جس کی وجہ سے میں زمین پر نہیں بیٹھ سکتا۔ ویسے زمین پر بیٹھنا تو خانقاہی نظام کا طریقہ ہے تاہم جسے کوئی مجبوری ہو، اُس کے لیے رعایت ہے۔ کوئی شخص یہ نہ سوچے کہ خدانخواستہ کسی بھی طرح کوئی تکبر ہے، بہرحال میری مجبوری ہے اور جب ان شاءاللہ تعالیٰ ٹھیک ہو جاؤں گا تو میں بھی زمین پر ہی بیٹھوں گا۔

دوسرا میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ دراصل میں نے کوئی تقریر نہیں کرنی، تقریر کے لئے علماء کرام اور سجادگان بیٹھے ہیں، میں تو بہت ہی کم عقل ہوں اور میں کوئی مذہبی تقریر نہیں کرنا چاہتا کیونکہ مجھے اپنی کم عقلی اور بے علمی کا بخوبی اندازہ ہے۔ میں صرف آپ سے اظہارِ تشکر کرنا چاہتا ہوں۔

مجھے بتایا گیا تھا کہ کل بائی پاس اور اُس سے بھی آگے تک لوگوں کی اکثریت تھی جنہوں نے نمازِ جنازہ ادا کی تو ہمارا خاندان، یعنی میں، میرا بیٹا اور میرا بھتیجا شامل ہیں، صرف 2 فیصد لوگوں سے بھی نہیں مل سکے۔ لیکن وہ تمام لوگ جو کل آئے اور جو آج شریک ہوئے ہیں اور بلکہ جو نہیں آسکے لیکن اپنے گھر میں وہ ہمارے غم میں شریک ہوئے، میں اُن تمام لوگوں کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

اِس کے علاوہ دو تین باتیں اور آپ سے کہنا چاہوں گا کہ میں نے کل بھی اعلان کیا تھا کہ لنگر شریف تین دن کے لئے جاری و ساری ہے۔ وقت کی کوئی قید نہیں رکھی گئی کیونکہ ملک کے دور دراز علاقوں سے بلکہ بیرون ملک سے بھی کچھ لوگ پہنچنے والے ہیں۔ لنگر شریف اِس مسجد کے تہہ خانے میں اور ساتھ ہی میرا مکان ہے، وہاں بھی لنگر شریف موجود ہے۔ جیسے جیسے لوگ آتے جائیں اور جن کے پاس وقت ہو تو لنگر شریف ضرور کھا کر جائیں کیونکہ میرے دادا جی سرکار، اعلیٰ حضرت گنجِ کرم حضور پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری، حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا حکم بھی تھا کہ لنگر شریف کھائے بغیر کوئی بیلی نہ جائے۔ چنانچہ یہ لنگر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لنگر ہے اور اللہ تعالیٰ نے جاری کیا ہوا ہے۔ ہم نے اپنی حیثیت کے مطابق انتظام کیا ہے۔

آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے سجادہ نشین یہاں پر موجود ہیں اور آپ سب لوگوں کو معلوم ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں جہاں بھی اس خطے میں جتنا بھی فیض ہے، وہ سارا فیض ہمیں میاں شیر محمد شرقپور شریف والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے ملا ہے اور یہ شمع جو آپ نے رُشد و ہدایت کی روشنی میں جاری کی، اسی سے سارا فیض ہے۔ وہ بنیاد جو شرقپور شریف سے جاری

ہوئی۔ اُس سے پہلے جومکان شریف سے جاری ہوتی ہوئی، خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتی ہوئی ،نورِ مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتی ہوئی، سیّدنا صدیقِ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتی ہوئی، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے فیضِ نقشبندیہ جو جاری ہوئی۔ سلسلہ عالیہ شریف کا میں طالبِ علم تو نہیں ہوں لیکن الحمدُ للہ! اللہ تعالیٰ نے بخشش کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔

میں یہاں پہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت کی بات بتاتا ہوں۔ ایک یہ بات کرنا چاہوں گا کہ خانقاہی **نظام** کے سلسلے اور خانقاہی **نظام** کا بنیادی حق کیا ہوتا ہے۔ قبلہ اعلیٰ حضرت جن کی وجہ آج لوگ میرے جیسے کوتاہ کی بھی عزت کرتے ہیں۔ حضرت مولانا شفیع اوکاڑوی، کوکب نورانی صاحب کے والد بغداد شریف سے **ایک** تسبیح لائے اور جو میری عمر کے لوگ ہیں انہوں نے دیکھا ہوگا کہ پہلے جو لوگ حج یا عمرے پہ جاتے تھے تو تحفتاً تسبیح لے کر آتے تھے جس میں **ایک** طرف کعبہ شریف اور دوسری طرف مدینہ شریف ہوتا تھا تو وہ تسبیح مولانا اوکاڑوی صاحب نے اعلیٰ حضرت کرماں والوں کو پیش کی کہ اِس میں کعبہ شریف اور مدینہ شریف **نظر** آتا ہے۔ جناب پیر مفتی فضل الرحمٰن اوکاڑوی صاحب کے والدِ گرامی مولانا غلام علی اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث اور مفتی پیر غلام یٰسین طیّبی صاحب بھی یہاں موجود ہیں۔ جب مولانا اوکاڑی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تسبیح پیش کی تو حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے تسبیح میں دیکھ کر ارشاد فرمایا، حافظ جی! (مینوں تے ہر پاسے شرقپور شریف ہی **نظر** آرہیا اے) یعنی مجھے تو ہر طرف شرقپور شریف **نظر** آرہا ہے (سبحان اللہ)، تو آپ کے اس فرمان کی وجہ کیا تھی؟۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر مدینہ منورہ شریف **تک** پہنچنا ہے تو اپنے شیخ کے راستے سے ہی ہو کر جانا پڑے گا۔

شیخ کون ہوتا ہے؟ اب یہاں بات کرتے ہوئے مجھے شرم بھی آرہی ہے، میں اِس مسجد کے منبر پہ کھڑا ہوں اور اس منبر سے مجھے بڑا ڈر لگتا ہے۔ یہاں اعلیٰ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ خطبہ دیتے رہے ہیں اور مجھے اس درگاہ کی، اپنے بھتیجوں کی اور خصوصاً پیر سید

شہر یار بخاری اور اس نظام کی حفاظت کرنی ہے اور وہ اس لئے حفاظت کرنی ہے تا کہ نظام اسی طرح چلتا رہے جس طرح سرکار چاہتے تھے۔ میرے دادا محترم اعلیٰ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، جو لوگ اپنے آپ کو عالم، پیر یا شیخ کہتے ہیں اور ان میں اگر تکبر کا عنصر ہو تو نہ وہ اپنی اصلاح کر سکتے ہیں اور نہ کسی دوسرے کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

صوفی ، فقیر اور اللہ کے ولی کا طریقہ سوائے محبت اور کچھ نہیں ہوتا۔ اگر آپ دیکھیں خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کم وبیش 99 لاکھ لوگوں کو مسلمان کیا۔ وہاں کوئی ایسا کام نہیں ہوا جس میں جبر کا نظام قائم ہو بلکہ تبلیغِ دین میں پہلے اپنی شخصیت کو ڈالا کہ لوگ آپ کی طرف راغب ہو جائیں پھر کسرِ نفسی اس حد تک کردی اور لوگوں کو آسان رسائی دی کہ لوگ سرکار کی بارگاہ میں حاضری دینے لگے۔ یہ خطہ خوش نصیب ہے۔ خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جن کا میں ذکر کر رہا ہوں، اُن پر بھی حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ اقدس سے خیر ہوئی اور اب ہم ان اولیاء کاملین کے مزار پر بھی جاتے ہیں اور نذر و نیاز کا بھی بندوبست کرتے ہیں مگر ہم یہ نہیں سوچتے کہ اُنہوں نے کیا فرمایا ہے، بشمول میرے، بلکہ میں نے تو پہلے ہی یہ بات واضح کر دی ہے کہ مجھ سے زیادہ گنہگار کوئی نہیں ہے۔ تو ہم یہ نہیں سوچتے کہ انہوں نے کیا فرمایا تھا۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتاب سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی پانی پر چلتا ہوا آئے یا ہوا میں اُڑتا ہوا آئے لیکن اگر اِس کا کوئی فعل خلاف شریعت دیکھو تو اُس کی تقلید کوئی ضروری نہیں۔ وہی ولی کامل قطب ابدال بن سکتا ہے جو آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقے پر چلے گا، باقی جیسا کوئی بندہ حاضری لگوا لے یا بخشش کا وسیلہ بن جائے تو ان نیک لوگوں کے توسط اور توسل سے اللہ تعالیٰ بخشش بھی عطا کرتا ہے اور مہربانی بھی فرماتا ہے اور دنیا کی عزت بھی عطا کرتا ہے مگر تقلید یا پیروی صرف اُس شخص کی ہونی چاہیے جو مکمل دین پر عمل پیرا ہو، دین آدھا نہیں ہوتا، دین مکمل ہوتا ہے۔ پھر میرے جیسے جو کسی سلسلے

میں رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کسی کے صدقے انکی بھی مان لیتا ہے۔

میں ایک اور عرض کرنا چاہوں گا کہ لنگر کا اہتمام تمام خانقاہوں میں چلتا تھا۔ لیکن خانقاہوں کے نظام میں ایک جو پرانا نظام چلتا تھا، اُس میں خاص فرق کیا ہوتا ہے؟ بلکہ ابھی بھی آپ دیکھیں جو اچھے مدرسے یا سکول تھے، اس میں کہتے تھے تعلیم و تربیت۔ مگر آج تعلیم کی بات تو کرتے ہیں لیکن سکول سے تربیت کا عنصر نکل گیا۔

ہم تمام خانقاہ والوں کو اصلاح کی ضرورت ہے کہ تعلیم کے ساتھ تربیت بھی ہو اور وہ تربیت کیا ہوتی تھی کہ اُسوہ حسنہ پر کیسے چلا جائے۔ حضور ﷺ کا طریقہ کیا ہے! یہاں علماء کرام بھی بیٹھے ہیں۔ ماشاء اللہ شیخ الحدیث صاحب بھی بیٹھے ہیں اور محبّ اللہ صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تربیت یہی ہے کہ اسوہ حسنہ کی تقلید ہو۔

اس کے علاوہ خانقاہی نظام کا بہت بڑا اوطیرہ ہے۔ برداشت اور محبت، اپنے اوپر جبر کر کے کسی کی تنگ نظری، کسی کی شرارت، کسی کے جو باطنی نظریات ہوتے ہیں اُن کا جواب نہ دینا کیونکہ اُن کا جواب نہ دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ بے گناہوں کا جواب خود دیتا ہے۔ اگر خود تلوار ہاتھ میں لی جائے تو پھر ایک تگڑا (طاقتور) ہے یا ماڑا (کمزور) کا فیصلہ ہو جائے گا۔ جو بھی آپ کرنا چاہیں یعنی جو کچھ لڑائی میں ہوتا ہے۔

میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا جو لوگ دین کے لئے کام کر رہے ہیں اور دین کے لئے تبلیغ کر رہے ہیں، اُن کی حمایت میری طرف سے اور سیّد شہریار بخاری صاحب کی طرف اور ہمارے باقی خاندان کی طرف سے ہے کہ وہ تبلیغِ دین کا کام کریں۔ لیکن دوسری بات جو ہم ان شاء اللہ چالیسویں پر کریں گے کیونکہ نمازِ جنازہ میں لوگ چلے گئے تھے۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے نظام میں ذاتی معاملات کے لیے نہ کوئی چندہ ہے اور نہ آستانے کے نظام میں کسی کو پیسے لینے کی اجازت ہے۔ کوئی اپنی مرضی سے دینا چاہے تو وہ دے۔

حضرت کرماں والا شریف میں حضور میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے اور

نبی کریم ﷺ کے صدقے ہماری دال روٹی کا بندوبست اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا ہوا ہے۔

ہم سوائے اللہ کریم کے کسی کے محتاج نہیں اور اللہ آپ کو بھی کسی کا محتاج نہ کرے اگر خدانخواستہ کوئی ہمارے نام سے ایسی حرکت کرے تو میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے، اب باقی غلط حرکت کرنے والا جانے یا دینے والا جانے۔ ہمیں کسی کی دولت کی ضرورت نہیں۔

جو آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کے ساتھ محبت کرتے ہیں، ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ فی الوقت جو مختلف طریقے سے فنڈ مانگے جا رہے ہیں اُن سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ اگر کوئی اپنا نام لے کر رہا ہے تو اس کی مرضی اگر کوئی ہمارا نام لے کر مانگ رہا ہے تو وہ آستانے کے ساتھ بھی زیادتی کر رہا ہے اور ہمارے ساتھ بھی۔ باقی بات چالیسویں پہ کریں گے۔ (پیر جی سیّد شہریار بخاری کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) سید شہریار ابھی جوان ہے پھر بھی ہرگز آسان نہیں ہوتا اور میرے لیے بھی آسان نہیں تھا کہ اپنے پانچ سال چھوٹے بھائی کو ایک دن پہلے سپردِ خاک کر کے یہ بات کروں۔ لیکن چالیسویں والے دن میں اور سیّد شہریار بخاری صاحب تفصیل سے بات کریں گے۔

ایک بات اور میں آپ سے کرنا چاہوں گا وہ یہ کہ آستانہ عالیہ کا نظام جس طرح پہلے سے چلا آ رہا ہے، اُسی طرح چلتا رہے گا اور اس میں جو لوگ مشورہ دینا چاہتے ہوں ہم ان کو خوش آمدید کہیں گے، خاص طور پر ہمارے پیر خانہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے سجادہ نشین میاں محمد ابوبکر صاحب دامت برکاتہم عالیہ تشریف فرما ہیں، یہ رہنمائی فرمائیں۔ مگر جو بھی کوئی اور دوست بھائی ہوں تو وہ مجھ سے یا سیّد شہریار بخاری سے بات کریں اور اپنی رائے دیں۔ پھر ہم اُس پہ کوئی فیصلہ کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس وقت میرے بزرگوں کے بڑے آستانے یعنی تونسہ شریف سے خواجہ عطاء اللہ صاحب خاص طور پر تشریف لائے ہیں۔ آپ کے والدِ گرامی خواجہ خان محمد صاحب، جب

میرے والد صاحب کا وصال ہوا تو اُس وقت میرے بھائی پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تو مجھ سے بھی کم تھی، تو اُن کو وہ گود میں لے کر اور مجھے انگلی پکڑ کر دربار شریف پر لے گئے۔ میں آج خواجہ صاحب کا شکر گزار ہوں، کیونکہ خواجہ صاحب اپنے والد صاحب کی سنت پوری کرتے ہوئے بیماری کی حالت میں ہمارے ساتھ غم میں شریک ہیں۔

شرقپور شریف سے میاں محمد ابو بکر صاحب سجادہ نشین شرقپور شریف، میاں ولید احمد صاحب اور میاں صالح محمد صاحب شرقپوری اور گولڑہ شریف سے جناب سید قطب الحق شاہ صاحب تشریف فرما ہیں اور ان کے ساتھ سید مسعود الحق شاہ صاحب اور سید معین الحق شاہ صاحب کے صاحبزادے تشریف فرما ہیں، مُحِب الحق شاہ صاحب موجود ہیں اور مفتی غلام یسٰین صاحب موجود ہیں۔ جناب مولانا فضل الرحمٰن اوکاڑوی صاحب، مولانا غلام علی اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ مجھے وہ جو سامنے نظر آ رہے ہیں ان کے علاوہ بھی جو تمام آستانے میں بیٹھے ہیں اور جو کل تشریف لائے۔ آپ سب کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں آپ کا شکریہ ادا کر سکوں۔

ایک اور عرض کرتا چلوں کہ بعض دفعہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آگے بیٹھنے والا اور پیچھے بیٹھنے والا کسی الگ الگ مقام پر ہوتے ہیں بلکہ اصل مقام تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوتا ہے، مقام کا پتہ کس کو ہے۔ میں سمجھتا ہوں جو لوگ پہنچ بھی نہیں سکے، ہوسکتا ہے اُن کی دعا بھی اتنی ہی قبولیت والی ہو جتنی آنے والوں کی ہے۔

بہرحال قبولیت کا پتہ تو اللہ تعالیٰ کو ہے اور اس کا تعلق تقویٰ سے ہے اور آپ کے دل کے ساتھ ہے اور اس کا تعلق آپ کی محبت سے ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آپ کو کتنی محبت ہے۔ باقی دِلوں کے حال بھی وہ جانتا ہے۔

میں آخر میں تمام لوگوں کا پھر شکریہ ادا کروں گا جتنے لوگ آج آئے یا کل آئے ہیں۔ اب میں کچھ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ساتویں کا ختم شریف ہم اِسی طرح اگلے جمعہ کو کروائیں

گے۔ جمعہ سے پہلے ختم شریف 1:30 بجے ہوگا مگر جو ختم شریف چہلم ہے، جس میں تمام علمائے کرام اور سجادگان تشریف لائیں گے۔ اُس کی حتمی تاریخ 25 فروری بن رہی ہے مگر چونکہ 25 فروری کو سالانہ عرس شریف بھی شروع ہو جاتا ہے اور میرے بھائی سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ خواہش بھی تھی کہ آئندہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے تمام بزرگوں کا عرس اور ختم شریف اسی بڑے عرس شریف میں ضم ہو چنانچہ اِس وقت چہلم اور عرس شریف کا فرق تین دن کا آ رہا ہے۔

چنانچہ اس مرتبہ 27,28 کو عرس شریف منعقد کریں گے۔ جس میں پورے پاکستان سے لوگ آنا چاہیں تو وہ تشریف لائیں کیونکہ اس مرتبہ ختم چہلم بھی ہوگا اور ساتھ عرس مبارک بھی ہوگا۔

عرس میں اور میلوں میں فرق ہوتا ہے جو میلے ہوتے ہیں وہاں بہت ساری چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو شریعت کے مطابق نہیں ہوتی اور جو بزرگانِ دین کے صحیح معنوں میں عرس ہوتے ہیں اس میں تلاوت پاک، نعت شریف اور بیان (واعظ) درود شریف، قرآن خوانی، قل خوانی، یہ سب چیزیں ہوتی ہیں۔ اس میں بناوٹ نہیں ہوتی، اس سے تکبر نہیں ہوتا۔ اس میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہوتی جس پہ کوئی اعتراض کر سکے یا اعتراض ہو۔ ان شاء اللہ یہ جو آستانہ عالیہ نقشبندیہ ہے، یہاں جو سادگی والا طریقہ کار، اُسی طرح شریعت کے مطابق عرس شریف بھی ہوگا اور چہلم شریف کا ختم بھی ہوگا۔

ایک اور بات عرض کر دوں کہ ہمارے علاقے میں یہ رواج نہیں ہے کہ چہلم میں شرکت کی باقاعدہ دعوت دی جائے جیسا کہ آج کل رواج بن گیا ہے، اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میری طرف سے اور میرے خاندان کی طرف سے آپ کو اور آپ کے خاندان کو دعوتِ عام ہے کہ عرس شریف اور چہلم شریف میں شمولیت فرمائیں۔ شکریہ

حضور شیخ المشائخ، فخر و نازِ گنج کرم، جانشینِ گنج کرم

# باباجی سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کے ختم شریف (قل خوانی) کے موقع پر

## حافظ القاری، میاں محمد ابوبکر شرق پوری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرق پور شریف کی

# خصوصی دعا

اے مالکِ ارض وسماء! ایصالِ ثواب کی محفل پاک کا انعقاد کیا گیا ہے اور ایصالِ ثواب کے لئے بہت سارے اعمالِ صالحہ کئے گئے جن میں خصوصاً قرآنِ پاک کی کثرت سے تلاوت کی گئی، قرانِ پاک کی مختلف سورتیں جو درجہ کے اعتبار سے بہت شان والی ہیں، اُن کی تلاوت کی گئی، ذکر واذکار کیا گیا، درودِ پاک پڑھا گیا، لنگر شریف کا اہتمام کیا گیا اور دیگر بہت سارے اعمالِ صالحہ جو تیری بارگاہ میں پسندیدہ ہیں، ایصالِ ثواب کی نیّت سے کیے گئے، اُن سب اعمال کو تُو جانتا ہے، مالک قبول فرما۔

یا رب العالمین، یا ارحم الراحمین! ہم تیری بارگاہ میں بڑی عاجزی وانکساری سے عرض کرتے ہیں کہ یہ جتنے بھی اعمالِ صالحہ کئے گئے ہیں، ان کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ، مقدسہ، مطاہرہ میں ہدیتاً تحفۃً پیش کرتے ہیں، مولا قبول فرما۔

آقا ﷺ کے وسیلہ ء جلیلہ سے اِس کا ثواب جمیع انبیاء کو پیش کرتے ہیں،قبول ومنظور فرما۔جمیع صحابہ ء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین،جمیع اہلِ بیت اور اُمہات المومنین علیہا السلام، رسول اللہ ﷺ کے والدین، سب کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں،قبول فرما۔

اے مالکِ ارض وسماء! جمیع تابعین، تبع تابعین، اولیاء کرام کی بارگاہ میں، اُن کی ارواحِ مقدسہ کو پیش کرتے ہیں۔مولا قبول ومنظور فرما۔

اے مالکِ ارض وسماء! خصوصاً سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے جتنے بھی اکابرین ہیں،اُن کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں،مولا قبول فرما۔خصوصاً اولیائے شرقپور شریف،اولیائے کرماں والا شریف اور خصوصاً بالخصوص حضور قبلہ پیر سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادگان ودیگر خاندان کے افراد کی ارواحِ مقدسہ کو پیش کرتے ہیں قبول فرما۔

خصوصاً بالخصوص، جن کے لیے یہ سب اہتمام کیا گیا ہے، جو ہم سے بچھڑ گئے ہیں اور جن کی محبت ہمارے دلوں میں آج بے تاب ہے، یا رب العالمین! اس آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین، حضور پیر سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو پیش کرتے ہیں،مولا قبول ومنظور فرما۔

یا رب العالمین! حضور قبلہ میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی دین کا کام کرتے رہے۔خلوص نیت سے اُنھوں نے اس آستانہ عالیہ کی خدمت کی اور سب بیلیوں کی تربیت کا اہتمام کرتے رہے، خانقاہی نظام کا سلسلہ چلاتے رہے،وہ سب کوششیں وکاوشیں تیری رضا کے لئے تھیں۔اے مولا قبول فرما۔

یا رب العالمین! ان (بابا جی) کے درجات کو بلندی عطا فرما۔مالکِ ارض وسماء! یقیناً وہ تیری رحمت کے احاطہ میں ہیں اور حضرت صاحب کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں ہیں اور وہ اسی احاطہ ء رحمت میں ہیں جس احاطہ ء رحمت میں حضور قبلہ حضرت کرماں والے

رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادگان اور دیگر خاندان واحباب ہیں۔

مالکِ ارض وسماء! اُن کی شان کو عزت اور بلندی عطاء فرما۔ اے مالکِ ارض وسماء! اپنی خاص رحمتوں سے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرما۔ ہمارا ایمان ہے، بشارتیں مل چکی ہیں۔ پھر بھی ہم تیری بارگاہ میں ملتمس ہیں کہ اُن کی قبر کو تاحدِ نگاہ وسیع فرما اور انہیں برزخ میں شان، مقام، عزت عطا فرما۔

یارب العالمین! انھوں نے اپنی زندگی تیری رضا کے لئے گذاری اور تیری رضا کے لئے انھوں نے اپنی زندگی کو وقف کیا اور ساری زندگی دین کا کام کیا اور ذاتی فائدہ کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔

مالکِ ارض وسماء! انھیں اجرِ عظیم عطا فرما۔ انھیں کروٹ کروٹ جنت کی ہوا عطاء فرما۔ تاحدِ نگاہ قبر کو خوشحالی عطا فرما۔ جتنے بھی خاندان کے افراد ہیں ان کے صاحبزادگان دیگر اہلِ خانہ ہیں، اس عظیم غم میں ہم سب کے دل رنجیدہ ہیں۔ سب کو صبر جمیل عطاء فرما۔ یہ غم کے لمحات جو ہیں اس میں صبر کے ساتھ لمحات گزارنے کی توفیق عطا فرما۔

جتنے بھی اس آستانہ سے وابستہ احباب ہیں، ان کی محبتوں میں اور زیادہ اضافہ عطا فرما اور جتنے بھی لوگ اس آستانہ کے ساتھ بظاہر اپنے آپ کو منسلک کرتے ہیں لیکن مختلف طرح کی چہ مگوئیاں اور طرح طرح کی ریکارڈنگز میں نے بھی سُنیں اور انتہائی دل آزاری ہوئی کہ باپ بیٹے کے تعلق کو کوئی توڑ نہیں سکتا جبکہ وہ تعلق توڑنے کے لئے بیلیوں کو پتہ نہیں کیا کیا اور کیسی کیسی جعلی چیزیں بنا کہ بھیج رہے ہیں،

اے مالکِ ارض وسماء! ان سب فتنوں سے اس آستانہ کو محفوظ فرما۔ اُن سب کو نیست ونابود فرما اور چند دنیاوی ٹکوں کی خاطر اور تھوڑی سی دنیا کے معاملے کی خاطر وہ لوگ جو اس آستانہ میں فساد کی فضاء پیدا کرنا چاہتے ہیں اور بیلیوں کے دلوں کو افسردہ کررہے ہیں، اُن سب کو تباہ وبرباد فرما۔ اِس آستانہ عالیہ نے قائم رہنا ہے اور یہ جو پودا حضرت میاں شیرِ ربانی

شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے لگایا ہے اور جو آپ کے مشن کے سایہ دار ہیں اور جس نے تا قیامت چھاؤں تلے رہنا ہے۔ اِس چھاؤں کے اندر بے شمار احباب جو دکھ درد کے مارے آئیں، اُنھیں سکون پانا ہے اور دین کے راستے کی ہدایت پانی ہے۔ یہ صبر اسی طرح قائم رہنا ہے، بے شمار بدخواہ ہیں اور یہ سلسلہ آج نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ بدخواہ بھی ہوتے ہیں اور وہ بدخواہ نیست و نابود ہوں۔

میں تمام بیلیوں سے عرض کروں گا کہ کسی بدخواہ کی کسی چہ مگوئی میں کبھی کان نہ دھریں اور حضور قبلہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کو محفوظ رکھیں۔ اے اللہ رب العزت نے حضور میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ، آپ سب کے دلوں کی دھڑکن بنایا ہے، رحمت بنایا ہے، اسے قائم رکھے گا۔

اے مالکِ ارض و سماء! جتنے بھی احباب تشریف فرما ہیں، اِن سب کو اس آستانے کا فیض ہمیشہ جاری رہے۔ یہاں پر ہمیشہ علم کا کام ہوتا رہے۔

یا رب العالمین! یہاں سے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا درس دیا جاتا رہے۔ مالکِ ارض و سماء! تمام متوسلین، جن کے دل غم سے افسردہ ہیں، سب کو صبر جمیل عطا فرما۔

اے مالک ارض و سماء! تمام احباب کی دلی مرادوں کو پورا فرما۔ ہم سب کو اُخروی زندگی کے اِس سفر کی ہمہ وقت تیاری کرتے رہنے کی توفیق عطا فرما، جو سفر برحق ہے۔ اِس پر ہم سب نے بھی جانا ہے اور جو اِس سفر کے لئے زادِ راہ ہے، جو ہمیں اُس اگلے جہاں میں کام آنا ہے، وہ زادِ راہ ہمیشہ جمع کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں شیطان کے شر اور مکر و فریب اور شیطانی قوتوں سے ہمیشہ محفوظ رکھ، ہماری مدد فرما۔ ہم سب پر اپنی رحمتیں نچھاور فرما۔ آمین رب العالمین۔

ازراہِ طریقت

# سجادہ نشین کے ساتھ وابستگی اور تجدید بیعت

ایک بار مرشد کی بیعت کر کے دوسرے شخص کا خیال بھی دل میں نہیں آنا چاہیے۔ لیکن کچھ صورتیں ایسی ہیں جب بیعت ثانی واجب ہو جاتی ہے۔

☆ - جب معلوم ہو جائے کہ اس کا شیخ بد عقیدہ اور شریعت کا پابند نہیں۔ یا وہ صریحاً حرام کاموں کا ارتکاب کرتا ہے اور واقعی اس کی راہنمائی نہیں کرتا تو دوسری بیعت جائز ہے۔ اگر کوئی کامل شیخ چھوڑ کر کسی اور سے بیعت کر لے تو ایسے مرید کو کسی جگہ سے فیض نہیں ملتا۔ خواہ وہ جبرائیل علیہ السلام کی صحبت میں بھی چلا جائے تو بھی محروم رہے گا۔

☆ - مرشدِ کامل کا وصال ہو جائے اور بعد از وصال فیض ملنا بند ہو جائے۔ مراد یہ ہے کہ مرشدِ کامل خواب یا کشف کے ذریعے مسائل اور پیچیدگیاں سلجھا دے اور مدد کرے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو بیعتِ ثانی یا کسی دوسرے مرشدِ کامل کے ساتھ وابستگی نہایت ضروری ہے۔ اگر اُسی مرشدِ کامل سے استفادہ کرنا مقصود ہو تو ضروری ہے کہ اُن کے خلیفۂ مجاز یا سجادہ نشین سے وابستگی کر لی جائے۔ کیونکہ بعض اوقات مرشدِ کامل تو فیض دے سکتا ہے لیکن مرید میں فیض لینے کی استطاعت نہیں ہوتی۔

☆ - اگر مرشدِ کامل کا وصال ہو جائے اور اُس کا کوئی خلیفۂ مجاز یا سجادہ نشین موجود نہ ہو، اور فیض ملنا بھی بند ہو جائے تو کسی دوسرے مرشد، ولیٔ کامل یا مردِ حق کی بیعت

کر لینی چاہیے۔ لیکن اگر سجادہ نشین یا خلیفۂ مجاز موجود ہوں تو اُس سلسلے کا فیض حاصل کرنے کے لیے انہی کے ساتھ وابستگی کرنا ہوگی۔

## مرشدِ کامل کے وصال کے بعد سجادہ نشین سے وابستگی/تجدید بیعت

چونکہ مرشدِ کامل اللہ جل شانہٗ، حضور نبی کریم ﷺ اور بندے کے درمیان ایک وسیلہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم مرشدِ کامل کی زبان سے جو احکامات سنتے ہیں، انہیں اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات مانتے ہیں۔ جب مرشدِ کامل کا وصال ہو جائے تو اس وقت ہم مرشدِ کامل کے فرامین اور احکامات سننے اور سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کے سجادہ نشین سے تجدیدِ بیعت کی جاتی ہے تاکہ پہلے والے نورانی فرامین اور احکامات سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ اس لیے سجادہ نشین سے تجدید بیعت کے ذریعے مرشد کی بیعت کو مضبوط اور فعال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ؛

☆۔ حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی رسمِ سجادہ نشینی کی گئی تو آپ ستائیس برس کے تھے اور اس روز پچاس ہزار بیلیوں نے آپکی بیعت کی۔ جن میں حضرت شیخ مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بھی شامل تھے۔ کیونکہ حضرت شیخ مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اب انہیں نورِ حق اور فیض آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مل سکتا تھا۔

☆۔ مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے خواجہ سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آپ نے خازن رحمت کی خلعت سے نوازا تھا اور فرمایا تھا کہ یوم قیامت کو اللہ کی رحمت کے جملہ خزائن میرے اس بیٹے کے کنٹرول میں ہوں گے۔ خواجہ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے حضرت خواجہ عبدالاحد (گلِ وحدت) رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت دی تھی اور بیعت کرنے کی اجازت دی تھی مگر آپ کے وصال کے بعد خواجہ گلِ وحدت رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اپنے عم بزرگوار حضرت خواجہ معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی اور آپ کے ہاتھ پر ہی تجدید

بیعت فرمائی کیونکہ اب آپ کو فیض اور نورِ حق انہی سے ملنا تھا۔ (بحوالہ تذکرۃ الاولیائے نقشبند، مؤلف: مولانا محمد امین شرقپوری)

☆۔ اس حقیقت کی ایک دوسری مثال یہ ہے کہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''میں باغبانپورہ میں حضرت ایشاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر گیا تو وہاں سے آواز آئی کہ یہاں کچھ نہیں ہے۔ گدی والوں (سجادہ نشین) کے پاس چلے جاؤ، میں ان کے پاس گیا تو اُن کی طبیعت میں جلالی و جمالی دونوں نسبتیں دیکھیں۔ اُن کا نام حضرت میر جان (رحمۃ اللہ علیہ) تھا'' (بحوالہ خزینہ معرفت)

☆۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرشد کے وصال کے بعد اگر فیض کا سلسلہ بند ہو جائے یا مرشد کی خواب یا کشف میں زیارت نہ ہو تو بیعتِ ثانی نہایت ضروری ہے۔ لیکن صرف سجادہ نشین کی بیعت مزید راہنمائی یا نورِ حق کا ذریعہ بنے گی۔ لیکن چونکہ اب عوام علمِ دین اور متقدمین کے طریقہ سے نا آشنا ہیں اس لیے ہمارے بزرگ تجدیدِ بیعت کی بجائے صرف وابستگی کا حکم فرماتے ہیں۔

☆۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ، بابا جی سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے جو بھی موجودہ سجادہ نشین پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی سے وابستہ نہیں ہوں گے۔ وہ راہِ سلوک کی کوئی منزل طے نہیں کر سکیں گے۔

موجودہ حالات میں حضور شیخ المشائخ بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مریدین کے لیے لازم ہو چکا ہے کہ آپ کے صاحبزادے اور سجادہ نشین پیر جی سیّد شہریار شاہ بخاری مدظلہٗ العالی کے ساتھ تجدید بیعت یا اظہار وابستگی کے ذریعے تعلق قائم کریں تا کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے مستفیض ہونے کا سلسلہ جاری رہ سکے۔

مخدوم المشائخ، حضرت پیر

# سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی کے ساتھ

# سماجی وسیاسی شخصیات کی تعزیتی ملاقات

مخدوم المشائخ حضرت پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری (صوبائی وزیر پنجاب) کے چھوٹے بھائی بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پُر ملال پر فاتحہ خوانی کرنے کے لیے اُن کی رہائش گاہ واقع لاہور پر آنے والی سماجی وسیاسی شخصیات میں جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کے صاحبزادے ڈاکٹر حسن محی الدین صاحب، وفاقی وزیر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی شبلی فراز صاحب، نواب آف کالاباغ نواب عماد الدین سابقہ فیڈرل منسٹر، پیر افتخار حسین گیلانی اُوچ شریف پارلیمانی سیکرٹری، اشفاق صاحب آر۔پی۔او پنڈی، چوہدری یعقوب صاحب سابق آئی جی پنجاب، جنرل طاہر علی قریشی، سابقہ وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی، وفاقی وزیر ایجوکیشن شفقت محمود صاحب، عثمان محمود ایم۔پی۔اے، شہریار سلطان خاں ایڈیشنل چیف سیکرٹری پنجاب، اللہ نواز رانجھا سابقہ جج، صاحبزادہ پیر پگاڑا صاحب، گورنر پنجاب چودھری سرور صاحب، گورنر گلگت بلتستان، چودھری ایاز صادق صاحب سابقہ صوبائی اسپیکر پنجاب، چودھری ظفر صاحب سینیٹر، چودھری شکیل نیازی آرگنائزر پی۔ٹی۔آئی پنجاب، سردار عامر یار وارن، ایمبیسڈر غالب اقبال صاحب، احسان خاور سپوکس پرسن وزیر اعلیٰ پنجاب، خواجہ سعد رفیق ایم۔این۔اے مسلم لیگ ن، احمد بخش تارڑ ایم۔این۔اے، رانا سقراط امان ڈپٹی سیکرٹری ٹو وزیر اعلیٰ پنجاب، علی عباس صاحب ایڈیشنل

چیف سیکرٹری پنجاب، چوہدری گل زمان صاحب چیئرمین سینسر بورڈ پنجاب، کیپٹن خالد سلطان، یوسف نسیم کھوکھر سیکرٹری داخلہ، ڈپٹی کمشنر عثمان علی، راجہ یاور کمال ایم۔پی۔اے، رضا حیات ہراج سابقہ وفاقی وزیر، یاسر ہمایوں منسٹر ہائیر ایجوکیشن پنجاب، مبشر میکن صاحب سی۔سی۔پی۔او، فیصل آباد، پیر فاروق احمد مہروی مہرہ شریف پنڈی گھیپ، ڈاکٹر سیم بخاری ایم۔این۔اے، چیف کلکٹر کسٹم، محمد فیاض حیدھڑ، کلکٹر لاہور مبشر بیگ، میاں اسد حمید ساز گار گروپ، ڈاکٹر سکندر حیات ڈی۔جی فشریز، چوہدری اعجاز رہنما پاکستان تحریک انصاف، ڈاکٹر شعیب صاحب، خرم نواز گنڈا پور، سبطین خاں صاحب صوبائی وزیر جنگلات پنجاب، ندیم افضل چن سابقہ ایم۔این۔اے، مرتضیٰ ستی صاحب ایم۔این۔اے، ہمایوں اختر صاحب سابقہ فیڈرل منسٹر اینڈ ایم۔این۔اے، ایڈیشنل آئی۔جی پنجاب غلام محمود ڈوگر، چوہدری علیم خاں صاحب سی۔ای۔او، سماء نیوز، آغا خرم صاحب، سلمان صاحب اینکر پرسن دنیا نیوز، ایاز خاں اینکر پرسن، افضل حسین تارڑ، سائرہ تارڑ، میڈم روبینہ ڈی۔جی پبلک ریلیشن، محمد عبداللہ اویس سابقہ ایم۔پی۔اے، پرسنل سیکرٹری آئی جی پنجاب فیصل شہزاد، احمد سلیم حیات متیلا میجر جنرل ریٹائرڈ، چودھری عارف سابقہ ایم۔این۔اے، سید علی جنید الحق گیلانی گولڑہ شریف، خواجہ ناصر صاحب گدی نشین تونسہ شریف، سجادہ نشین مہار شریف، صاحبزادہ شمس الدین گولڑہ شریف، عثمان خاں پشاور ممبر سنٹرل ایگزیکٹیو کمیٹی پی۔ٹی۔آئی، راؤ ظہور احمد کھرل ایم۔پی۔اے وہاڑی، کامل عمل موکل رہنما پی۔ٹی۔آئی، چوہدری محمد اقبال گجر ایم۔پی۔اے گجرانوالہ، اطہر اسماعیل صاحب ایس۔ایس پی، جنرل اسفندیار صاحب، شہزاد خاں خاکوانی صاحب، نواب شہریار خاکوانی صاحب، شیخ رمضان، نعمان چٹھہ صاحب، فیاض احمد چٹھہ، آغا صاحب، ڈاکٹر فرح کمشنر لاہور، اسلم ڈوگر ریٹائرڈ ڈی۔جی۔پی۔آر، مہر محمد جاوید سابقہ ٹکٹ ہولڈر پی۔ٹی۔آئی، سید عباس رضا رضوی رہنما پاکسان تحریک انصاف، شیخ رمضان، کمال ناصر خاں صاحب SKB، سردار عارف خاں لاشاری، رانا توصیف صاحب، چٹھہ صاحب اور میاں

جہانزیب وٹو شامل ہیں۔

اِسی طرح آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف میں پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری کی رہائش گاہ پر آپکے چھوٹے بھائی بابا جی سید میر طیب علی شاہ بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کی قل خوانی کے ختم شریف میں پیر لالہ پاک جی سرکار قطب الحق گولڑہ شریف، پیر حافظ القاری میاں محمد ابوبکر شرق پور شریف، پیر خواجہ عطاء اللہ تونسوی، سجادہ نشین تونسہ شریف، سجادہ نشین کیلیانوالہ شریف، پیر شمس الرّحمان مشہدی، پیر مختیار کھرپڑ شریف، پیر محبّ اللہ بصیر پور، رائے حسن نواز خان رہنما پاکستان تحریک انصاف، رائے مرتضٰی اقبال ایم۔این۔اے، قمر زمان قائرہ رہنما پیپلز پارٹی، چودھری سجاد الحسن سابقہ ایم۔این۔اے، ناصر کمال خاں، راؤ حسن سکندر، سابقہ منسٹر پنجاب سید رضا علی گیلانی، میاں معین وٹو ایم۔این۔اے، سابقہ ایم۔این۔اے میاں منظور وٹو اور عقیدت مندوں نے شرکت کی اور اللہ کریم کی بارگاہ میں بابا جی حضور سیّد میر طیب علی شاہ بخاری کے جنت الفردوس میں درجات کی بلندی کے لیے دعا کی۔

# اظہارِ تعزیت

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کے وابستگان جو گذشتہ کچھ عرصہ میں اِس جہانِ فانی سے رُخصت ہوگئے، اُن کے لیے فاتحہ خوانی کی استدعا ہے۔

### ☆ چوہدری سردار احمد نسیم (لانگری) اور اُن کی اہلیہ محترمہ

چوہدری سردار احمد نسیم بلاشبہ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کے انتہائی مخلص، باوفا، جاں نثار اور فنا فی المرشد بیلی تھے۔ حضور بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے بعد جس لگن، محبت اور دل جوئی سے اُنہوں نے گنجِ کرم کے جگر گوشوں کی خدمت

کی، یقیناً وہ تاریخ کا ایک حصہ بن چکی ہے۔ راقم الحروف نے ایک مرتبہ چوہدری سردار احمد نسیم صاحب کے بارے میں بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے خود سنا تھا کہ چوہدری سردار احمد نسیم وہ بیلی ہے کہ جس کے احسانات کا بدلہ دینا بہت مشکل ہے اور اللہ کریم جلشانہٗ ہی اُن کو حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے کی خدمت کرنے پر اَجرِ عظیم سے نوازے۔ چند روز پہلے چوہدری سردار احمد نسیم صاحب کی اہلیہ محترمہ کا وصال ہو گیا تھا اور پھر حال ہی میں جب حضور شیخ المشائخ بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پُر ملال ہوا تو چوہدری صاحب اپنے صاحبزادے سے کہنے لگے کہ اب میرا مزید جینا بہت مشکل ہے، لگتا ہے میرے جانے کا وقت آ گیا ہے۔ یقیناً یہ بھی چوہدری سردار احمد نسیم پر مرشد کی خاص نظر تھی کہ جس دن صبح کے وقت وصال ہوا تو وہ اپنے زرعی رقبہ واقع منچن آباد سے خود گاڑی چلا کر حضرت کرماں والا شریف پہنچے اور ابھی آ کر بیٹھے ہی تھے کہ روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی، اِس طرح وصال بھی مرشد کی چوکھٹ پر ہوا اور پھر بعد ازاں تدفین بھی درِ مرشد کریم یعنی حضرت کرماں والا شریف ہی کی گئی۔ اللہ کریم جلشانہٗ چوہدری سردار احمد نسیم صاحب کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اپنے مرشد کی بارگاہِ عظیم میں درجہ اولیٰ میں جگہ و مقام عطاء فرمائے اور اُن کی بخشش فرما کر درجات میں بلندی سے سرفراز فرمائے۔ آمین

---

☆ حضرت پیر قاری مشتاق احمد طیبّی (اعوان ٹاؤن، لاہور)

آپ بہت جید عالمِ دین، مقرر، خطیب اور حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے کے بیحد مخلص مریدین میں پہلی صف میں شامل تھے۔ ساری زندگی حضور گنجِ کرم رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے کے ساتھ بے پناہ محبت وعقیدت کا اظہار فرماتے رہے۔ آپ کو یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ حضور شیخ المشائخ بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی اساتذہ میں شمار تھے۔ اللہ کریم آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور صاحبزادگان کو آپکے نقشِ قدم پر چلنے

کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین

☆ چوہدری عبد الغنی لطیف نقشبندی، خادمِ خاص حضرت کرماں والا شریف (ساہیوال)

چوہدری صاحب مرحوم ایک پڑھی لکھی شخصیت تھے۔آپ نے حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل کتاب انگریزی زبان میں لکھ کر شائع کروائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بیشمار بخشش فرمائے اور مرشد کی قربت میں مقام عطا فرمائے۔آمین

-----------------------------

☆ پیر سید فیاض احمد شاہ طیبی (چیچہ وطنی) کے بھائی (کوٹ ادّو)

☆ حاجی محمد ایوب صاحب (میاں چنوں)

☆ غلام مصطفیٰ طیبی کے والد بابا نواز صاحب، چک نمبر 114EB بورے والا۔

☆ میاں خواص خاں لالیکا کے والد میاں شہباز خاں لالیکا (بہاولنگر)

☆ میاں صہیب خاں لالیکا کے والد میاں حاجی محمد احمد لالیکا (بہاولنگر)

☆ حاجی محمد نصر اللہ خادمِ مرکز میلاد کی اہلیہ محترمہ

☆ پیر ڈاکٹر رحمت اللہ طیبی (چیچہ وطنی) کی ساس صاحبہ اور حافظ محمد طلحہ طیبی کی نانی

☆ پیر محمد امین طیبی کے والد محترم (منچن آباد، بہاولنگر)

☆ بابا عبد المجید عرف بابا رنچ، خادمِ خاص حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ (گجرانوالہ)

☆ ملک محمد صفدر طیبی (سمن آباد، لاہور) کا کمسن بیٹا ملک غلام مصطفےٰ

☆ محمد اشرف وٹو طیبی (بصیر پور) کے والدِ محترم

☆ محمد مبشر طیبی خادمِ خاص حضرت کرماں والا شریف (اوکاڑہ)

☆ محمد مطلوب طیبی (طالب علم حضرت کرماں والا یونیورسٹی) کے والدِ محترم

# فارسی دعا بمعہ ترجمہ

جو حضرت صاحب حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
عموماً نماز اور خصوصاً درودِ پاک کے بعد پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی مَلٰئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ عَلٰی عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَ عَلٰی اَھْلِ طَاعَتِکَ اَجْمَعِیْنَ وَ اَرْحَمْنَامَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن ٥ اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَحَبِیْبِکَ الْمُرْتَضٰی طَھِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُبَاعِدُنَا عَنْ مُّشَاھِدَتِکَ وَ مُحَبَّتِکَ وَاَمِتْنَا عَلٰی السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ وَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام ٥

**ترجمہ**: اے اللہ درود بھیج، ہمارے سردار، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور آپ کی تمام اولاد پر، اور تمام انبیاء و مرسلین اور تمام مقرب فرشتوں پر اور نیک بندوں پر اپنی رحمت بھیج اور تمام تابع فرمان بندوں پر اور اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے، اِن کے ساتھ ہمیں بھی نواز دے۔

اے اللہ، اے ہمارے پروردگار! اپنے برگزیدہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ و جلال کا صدقہ اور اپنے چنے ہوئے حبیب کا صدقہ ہمارے دلوں کو اُن تمام باتوں سے پاک وصاف کردے جو تیرے مشاہدہ اور محبت سے ہمیں دور کرتی ہیں اور اے جلال وعزت والے پروردگار! ہمیں اپنی ملاقات کا شوق عطا فرما اور مذہب اہلسنت پر ہمارا خاتمہ فرما۔

| خدایا بدہ شوق ذاتِ رسول ﷺ | بدردِ محمد ﷺ مرا کن قبول |
| --- | --- |

اے خدائے پاک! ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا شوق عطا فرما۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دردِ محبت کے ساتھ قبول فرمالے۔

| شب و روز در عشق حضرت بدار | ہمہ عمر در وصل احمد گزار |
| --- | --- |

دن رات ہمیں حضور ﷺ کے عشق میں مشغول رکھ اور ہمیں تمام عمر آپ کا قرب نصیب فرما

| حیاتی مماتی ہمہ وقت ما | عطا کن وصال مرا مصطفےٰ ﷺ |
| --- | --- |

زندگی میں اور مرنے کے بعد ہمیشہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب فرما

| نداریم غیر از تو فریاد رس | توئی عاصیاں را خطا بخش و بس |
| --- | --- |

(اے اللہ) ہم تیرے علاوہ کسی کو (حقیقی) فریاد رس نہیں سمجھتے۔ صرف اور صرف تو ہی ہمارے قصور معاف فرمانے والا ہے۔

| نگہدار مارا زراہ خطا | خطا در گزار و صوابم نما |
| --- | --- |

خطا کی راہ پر چلنے سے ہماری حفاظت فرما اور ہماری خطاؤں کو معاف فرما کر بھلائی کی طرف راہنمائی فرما۔

| اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے | امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے |
| --- | --- |

اے تمام نبیوں سے برگزیدہ اور جید رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دعا کرنے کا وقت ہے۔ آپکی امت پر عجیب وقت آ گیا ہے۔

| زمہجوری بر آمد جان عالم | ترحم یا نبی اللہ ﷺ ترحم |
| --- | --- |

آپکی جدائی میں دنیا کی جان پر بنی ہوئی ہے، رحم فرمائیں، اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیک وسلم)! ہم پر رحم فرمائیں

| تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے | کنی بر حال لب خشکاں نگاہے |
| --- | --- |

آپ رحمت حق کا بادل ہیں، ہم لبِ خشک حال خادموں پر نگاہ رحمت فرمائیے۔

| ہمہ انبیاء در پناہ تواند | مقیم در بارگاہ تواند |
|---|---|

تمام کے تمام نبی آپ کی پناہ میں ہیں اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں

| تو مہر منیری ہمہ اختراند | تو سلطان ملکی ہمہ چاکراند |
|---|---|

آپ روشن چاند اور تمام انبیاء ستارے ہیں۔ آپ خدا کی خدائی کے شہنشاہ ہیں اور باقی سب آپ کے غلام ہیں۔

| وَ کُلُّ وَلِیّ لَہٗ قَدَمٌ وَ اِنِّیْ | عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ |
|---|---|

یہ قصیدہ غوثیہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہر ولی میرے (نقش) قدم پر ہے۔ اور میں براہ راست بدرِ کامل نبی یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (نقش) قدم پاک پر ہوں۔

| گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا | ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما |
|---|---|

(حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ) تمام دنیا کو فیض پہنچا رہے ہیں اور نورِ خدا کے مظہر ہیں، ناقص لوگوں کے لیے کامل پیر اور کاملوں کے راہنما ہیں۔

| وز برائے حضرت خواجہ امیرالدین ولی | آنکہ چوں خضر است پیر کامل مرد جلی |
|---|---|

اور حضرت خواجہ امیرالدین رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل کے صدقے میں جو حضرت خضر علیہ السلام کی مانند کامل پیر اور بڑے بزرگ ہیں۔

| وز برائے حضرت شیر محمد بدر عید | آنکہ از تیغ محبت کرد بسمل ہر کہ دید |
|---|---|

اور حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں جو عید کا چاند ہیں، کہ جو بھی آپ کو دیکھتا ہے وہ آپ کی محبت بھری نظر سے آپ پر قربان ہو جاتا ہے۔

| وز برائے حضرت خواجہ ما سید محمد اسماعیل شاہ | در دو عالم ہست ذات پاک او مارا پناہ |
|---|---|

اور حضرت خواجہ سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں ، کہ دونوں جہاں میں اُن کی ذات پاک ہے جو ہم کو پناہ دینے والی ہے۔

| نور چشم مصطفےٰ و سید عالی مقام | می نوازو خلق راازلطف خاص وفیضِ عام |
|---|---|

جو نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کا نور اور عالی مقام سید ہیں، اور اپنے لطفِ خاص اور فیض عام سے تمام مخلوق کو نواز رہے ہیں۔

| ظاہر باطن ہو برائے خدا | چاہیں خدا سے نہ سوائے خدا |
|---|---|

ہمارا ظاہر و باطن خدا کے لیے ہو اور ہم خدا کی ذات کے علاوہ کچھ نہیں چاہتے

| دیدہ بینا ہو ہر اک موئے تن | محوِ تجلی رہے روح و بدن |
|---|---|

(اُن کے طفیل) ہمارے جسم کا ہر ایک بال دیدہ و بینا بن جائے اور روح و جسم ہمیشہ اُس نور اور تجلی کے دیدار میں مشغول رہے۔

| اے مرے مولا مرے والی ولی | کر عطا مجھ کو بہ طفیلِ نبی ﷺ |
|---|---|
| اور جو مسلمان بھائی ہیں میرے | ان کو بھی تو اپنے فضل سے رتبہ دے |

**صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَاَنۢبِيَآءِهٖ وَرُسُلِهٖ وَحَمَلَةِ عَرۡشِهٖ وَ جَمِيۡعَ اُمَّتِهٖ علٰی سَيِّدِنَا وَمَوۡلَانَا وَشَفِيۡعِنَآ وَحَبِيۡبِنَآ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِهٖ اَصۡحَابِهٖ وَاَزۡوَاجِهٖ وَ اَهۡلِ بَيۡتِهٖ وَعِتۡرَتِهٖ وَعَشِيۡرَتِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ بِرَحۡمَتِكَ يَآ اَرۡحَمَ الرَّحِمِيۡنَ ۝**

اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے نبیوں اور اُس کے رسولوں اور اُس کے عرش کے اٹھانے والوں اور نبی ﷺ کی تمام امت کے صلوٰۃ وسلام ہوں ہمارے سردار، مولا اور شفیع وحبیب حضرت محمد ﷺ اور آپکے تمام صحابہ، ازواج اور آپ کے اہل بیت اور آپکے جمیع خاندان اور آپکی اولاد پر۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے! ہم تیری رحمت کے محتاج ہیں۔

# شجرۂ طریقت سلسلہ نقشبندیہ، مجددیہ، طیبیہ حضرت کرماں والا شریف

یا اللہ کرم کر اپنی عطا کے واسطے — رحم کر ہم پر محمد مصطفےٰ ﷺ کے واسطے

بخش دے ساری خطائیں اے مرے مولا کریم — حضرت صدیق اکبر با وفا کے واسطے

دولت صبر و رضا دے خوگر تسلیم کر — حضرت سلمان فارس بے ریا کے واسطے

کر عنایت مجھ کو سوز و مستی اے خدا — حضرت قاسم امام و مقتدا کے واسطے

میرا دل معمور کر صدق و یقیں کے نور سے — جعفر صادق امام الاولیاء کے واسطے

فضل سے اپنے عطا کر دولت قرب و حضور — شیخ کامل بایزید باخدا کے واسطے

ابوالحسن خرقانی ، شیخ بوعلی صاحب کمال — خواجہ یوسف شہ جود و سخا کے واسطے

عبدالخالق غجدوانی عارف و محمود نیز — شیخ علی رامیتنی شاہ ہدیٰ کے واسطے

خواجہ بابا سماسی حضرت سید امیر — نقشبند ما بہاؤ الدین ضیاء کے واسطے

شیخ علاؤ الدین عطار حقیقت آشنا — حضرت یعقوب چرخی با صفا کے واسطے

خواجہ احرار دانائے رموزِ معرفت — اور محمد زاہد حضرت مولانا کے واسطے

شیخ درویش محمد اور خواجگی امکنگی — باقی باللہ عارفِ راہ ہدیٰ کے واسطے

شیخ سرہندی مجدد الف ثانی خضر راہ — پیر کامل شیخ احمد پیشوا کے واسطے

حضرت قیوم ثانی خواجہ معصوم و سعید — اور عبدالاحد گل شاہ کے واسطے

خواجہ حنیفی ، شیخ زکی اور محمد نیز — خواجہ زمان سلطان الاولیاء کے واسطے

حضرتِ خواجہ محمد قاضی احمد ، شاہ حسین — اور امام باعلی مشکل کشا کے واسطے

حضرت صادق علی بابا امیرالدین ولی — ہادیان دیں پناہ حق آشنا کے واسطے

یا الٰہی معرفت اور سوز و مستی کر عطا — شیر حق شیر محمد باصفا کے واسطے

قطب عالم شیخ کامل چارۂ بے چارگاں — حضرت اسمٰعیل شاہ غوث الوریٰ کے واسطے

کر عطا سب کو الٰہی دو جہاں کی نعمتیں — شاہ کرماں والے اتقیاء کے واسطے

پیر سیّد محمد علی ، خواجہ سیّد عثمان علی — وارثانِ بحر کرم ، اولیاء کے واسطے

محبتِ رسول ﷺ کو دلوں میں فروغ دے — میر طیب علی راہنما کے واسطے

کر کرم کروا کرم دونوں جہاں میں رکھ شرم — کر کرم اے کرماں والے تو خدا کے واسطے

Monthly "MUJALLA HAZRAT KARMANWALA" Reg No. CPL-144
Shaaban ul Muazam 1443 Hijri, March 2022